لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پاکیزہ درخت

کلمہ توحید کی بہترین تشریح اور مفہوم
قرآن حکیم کی روشنی میں

مصنفہ
قاری عبدالحق رشیدی صاحب
ابن
حاجی محمد ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدیر و بانی
جامعہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حبیب پورہ قصور

مکتبہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
حبیب پورہ قصور

قرآن مجید
[illegible]

Marfat.com

Principal
Al Daawah Model School

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

درختِ پاکیزہ

کلمہ توحید کی بہترین تشریح اور مفہوم
قرآن حکیم کی روشنی میں

مصنفہ
قاری عبدالحق رشیدی
ابن
حاجی محمد ایوب

مکتبہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
حبیب پورہ قصور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

297.43
ب 29 ع
9691ل

نام کتاب: پاکیزہ درخت

مصنف: قاری عبدالحق رشیدی

ابن حاجی محمد ایوب صاحب (رحمۃ اللہ)

کمپوزنگ: مولانا محمد صدیق حقانی

اشاعت: اپریل 2008

تعداد: 1000

باہتمام: حافظ عرفان حیدر

پرنٹرز: الفلاح ایڈورٹائزر

اردو بازار لاہور 042-7234218

ملنے کا پتہ

مکتبہ علی المرتضیٰ

حبیب پورہ قصور 0492-765462, 0300-4314419

Marfat.com

٢٥-١١-٢٠١١

Marfat.com

خصوصی گزارش

تمام انبیاء کرام توحید کی دعوت دینے کے لئے بھیجے گئے تھے تمام انبیاء کے بعد سید کونین ﷺ قیامت تک کیلئے نبی ہیں آپ ﷺ نے اس توحید کے لئے سب سے زیادہ اذیت برداشت کی ہے۔آپ ﷺ کے بعد دنیا میں خصوصا برصغیر پاک وہند میں اولیاء کرام نے اسکے لئے محنت فرمائی ہے لیکن آج انکی قبروں پر وہی معاملات ہورہے ہیں جنکی نہ انہوں نے تعلیم دی اور نہ خود ایسا عمل کیا اس سب کچھ کو دیکھ کر دل پریشان ہوتا تھا لیکن موضوع کی اہمیت اور اپنی کم علمی کی بناء پر جرأت نہیں ہورہی تھی لیکن اللہ کی توفیق سے قلم اٹھایا اور رحمت ہوگئی۔

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کتاب کی نسبت اپنے والد صاحب مرحوم ومغفور جناب حاجی محمد ایوب صاحب مرحوم کی طرف کرتا ہوں جن کی محنت اور دعاء سے بندہ نے یہ دن دیکھا ہے اور اپنی والدہ محترمہ کے نام جن کی دعاؤں کی برکت سے بندہ گنہگار دینی علوم کی خدمت میں مصروف ہے۔

(آمین یا له العالمین)

Marfat.com

اظہار تشکر

مسجد نبوی (ﷺ) میں، میں اس کتاب کے مسودہ کے اندر مصروف تھا اچانک محترم جناب حاجی لیاقت صاحب المعروف الفجر اچھرہ والے ملے، دریافت کرنے پر کتاب کا مختصر سا تعارف ہوا، از خود ہی انہوں نے اس کتاب کی خدمت کو اپنے ذمہ لے لیا اور کلمہ توحید کیلئے اس ''پاکیزہ درخت'' کی ہر قسم کی خدمت اپنے ذمہ لی اور آج یہ انکی وساطت سے آپکے ہاتھ میں ہے اللہ سبحانہ وتعالی انکو اور انکے بڑے بیٹے حافظ محمد عرفان صاحب اور انکے اہل وعیال اور انکے والدین کو اجر عظیم عطا فرمائے

(آمین یا لہ العالمین)

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	افتتاحیہ	11	64	معبود کے ساتھ کونسا تعلق عبودیت ہے	214
2	زبان کے اعمال	21	65	عقیدہ توحید کی حفاظت	217
3	فضائل کلمہ اخلاص	23	65	پکار عبادت ہے	221
4	کلمہ توحید کے فوائد	30	66	مشرک کی پکار	224
5	اسماء کلمہ توحید	32	67	مسلم کی پکار	225
6	کلمہ توحید اور ۱۰ اعزاز	37	68	کلمہ توحید کیلئے ۷ شرطیں	229
7	کلمہ توحید پڑھنے والے کا مقام	40	69	الٰہ اور الوہیت	234
8	واقعہ	41	70	اللہ کا الٰہ ہونا	242
9	ایک موتی	42	71	الٰہ کی شان	244
10	ایک سنہرا قول	44	72	اللہ	250
11	کلمہ توحید کی عظمت	48	73	چند مخلوقات پر ایک نظر	256
12	نکتہ	49	74	نملہ (چیونٹی)	259
13	قابل غور	51	75	چیونٹی کی ذہانت اور قرآن	260
14	واقعہ	52	76	ہدہد	263
15	لطیف بات	53	77	ایک موتی	265
16	کلمہ توحید کی وصیت	55	78	وجود الٰہی اور موسیٰ	265
17	ابراہیم یعقوب کی وصیت	55	79	وجود باری اور ابراہیم	267
18	نوح علیہ السلام کی وصیت	56	80	وجود باری اور ایک دیہاتی	269
19	احمد ابن حنبلؒ	56	81	ایک حرفی بات	269
20	امام الانبیاء ﷺ کی وصیت	57	82	وہ کب تک ہے؟	270
21	ذات حق کی انفرادی وصیت	58	83	وہ کہاں ہے؟	270

Marfat.com

271	الظاہر	84	58	ذات حق کی اجتماعی وصیت	22
271	الباطن	85	59	وحدانیت کا دعوی	23
272	لطیفہ یزدانی	86	60	توحید کے گواہ	24
274	اللہ کا وجود معرفت	87	63	کلمہ توحید کے اقرار کی حقیقت	25
278	معرفت الٰہی کا حصول	88	98	لطیفہ روحانیہ	26
280	تین چیزوں پر غور	79	73	کلمہ توحید کا درخت	27
ایضا	کون	90	75	لا الہ الا اللہ کے لفظی فوائد	28
ایضا	قرآن	91	78	انبیاء کرام اور کلمہ توحید	29
ایضا	معجزات	92	81	توحید اور اعتراض	30
283	عظمت الٰہیہ	93	86	تین نبیوں کا ایک انداز	31
284	ابوبکر اور عظمت الٰہی	94	90	کلمہ توحید کی دعوت مختلف زمانوں میں	32
ایضا	عمر اور عظمت الٰہی	95	91	تین نبیوں کے دلائل کا خاتمہ	33
285	عثمان اور عظمت الٰہی	96	93	سرور کونین اور کلمہ توحید	34
ایضا	علی اور عظمت الٰہی	97	96	وحدانیت اور جدال	35
ایضا	ابی ابن کعب اور عظمت	98	97	وحدانیت اور تقلید	36
286	بلال اور عظمت	99	98	کلمہ توحید قرآن میں	37
ایضا	خباب اور عظمت	100	100	رکن اول	38
ایضا	خالد بن ولید اور عظمت	101		کلمہ توحید کی شہادت	39
287	عبداللہ بن حزام اور عظمت	102	112	صالحین کی عبادت اور نوح کی دعوت	40
ایضا	ابو دحداح اور عظمت	102	114	ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر کون؟	41

Marfat.com

42	سرورکونین سے پہلے عرب ذہن تھے؟	117	104	عروۃ اور عظمت	ایضا
43	انکی شکلیں	119	105	ابن ابی ذئب اور عظمت	288
44	عرب کے اندر بت پرستی	122	106	سفیان ثوری اور عظمت	288
45	یہودی کی خاص توبہ	125	107	اللہ محبوب ہوتا ہے	ایضا
46	طاغوت اور فیض محمدی ﷺ	129	108	اسباب محبت	290
47	طاغوت کے پجاری اور لا الہ الا اللہ	130	109	اللہ کا عرش	292
48	آواز توحید اور گستاخ مشرک	132	110	عرش کہاں؟	295
49	قبور	134	111	حملۃ العرش	296
50	اونچی قبر اور سید کونین ﷺ	142	112	فضائل امت توحید	297
51	توحید کے لغوی معنی	143	113	سرور کونین اور توحید	299
52	توحید کا اسلامی اصطلاحی مفہوم	143	114	توحید اللہ کا حق ہے	ایضا
53	اول دین توحید	152	115	توحید ثلث قرآن ہے	300
54	انبیاء اور اسلام	154	116	توحید سے محبت	ایضا
55	دین توحید میں اختلاف کیوں؟	155	117	ضرورت رسول	ایضا
56	لا الہ الا اللہ کے مخاطبین	161	118	انبیاء اور رسول	304
57	اولیاء کا تذکرہ قرآن میں	190	119	کمال اخلاق	306
58	امت کو تعلیم	192	120	سید کونین کے اخلاق	307
59	کلمہ توحید اور ایمان	197	121	نسب نامہ	310
60	کلمہ توحید اور کھجور کا درخت	201	122	نبی اور رسول	313
61	مسلم اور لا الہ	202	123	رسول اور نبی میں فرق	314
62	حنیفیت اور کلمہ توحید	208	124	رسول پر ایمان	315
63	کلمہ توحید ابن قیم کے الفاظ میں	213	125	تعداد رسل	316

Marfat.com

319	زمانہ فترۃ	126			
323	اسم محمد ﷺ	127			
326	آپ کی ذات پر اعتقاد	128			
327	آپکی خصوصیات نبوت	129			
329	آپکی رسالت	130			
331	عقیدہ	131			

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

افتتاحیة

کثیر احادیث نیز امت کا اجماع ہے کہ کلمہ شہادت کے دونوں جزء یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ اسلام کی اصل بنیاد اور رکن ہیں انہی پر اعمال کا دار و مدار ہے کوئی عمل انکے بغیر قبول نہیں۔

سرور کونین ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ بنی الاسلام علی خمس (بخاری ج 1) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

جسکی تفصیل اس طرح ہے

یعنی اللہ سبحانہ وتعالی کے وجود اور اسکی توحید پر پختہ ایمان۔

آپ ﷺ کی رسالت پر کامل ایمان کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔

پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے نماز، روزہ، حج زکوۃ اعمال ہیں۔

اگر آپ ان پانچوں ارکان اسلام کو گہری نظر سے دیکھیں گے تو یہ پانچوں ارکان انسان کو اسلام سے جوڑ کر رکھنے کیلئے اہم ستون ہیں۔ مسلمان انسان کا کوئی گوشہ ان سے خالی نہیں ہے۔

پانچ ارکان کی تفصیل نمبر وار اس طرح ہے

نمبر 1: کلمہ توحید، یہ انسان کے دل پر حاوی ہے۔ مسلمان کا دل کلمہ توحید کے ساتھ وابستہ ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿كَتَبَ فِي قُلُوۡبِهِمُ

Marfat.com

الْاِیْمَانَ﴾ (یعنی انکے دل میں ایمان لکھ دیا۔ المجادلہ)

نیز ارشاد الٰہی ہے﴿ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا﴾ (انکے لئے کلمہ توحید کو اللہ نے لازم کردیا اور وہ اسی لائق ہیں، الفتح)

سرور کونین علیہ وسلم صلی اللہ کا ارشاد ہے﴿ وكذلك الايمان حين يخالط بشاشة القلوب﴾ (ایمان ایسا ہی ہوتا ہے جب دل کی گہرائیوں میں پہنچ جائے، بخاری)

نمبر 2: نماز، اسکا تعلق انسان کے تمام اعضاء کے ساتھ ہے بندہ اور رب سبحانہ وتعالی کے درمیان ایک پر اعتماد رابطہ ہے۔

نمبر 3: زکوۃ، جب بندے کا نماز کے ذریعے اپنے رب سے رابطہ ہو گیا جیسا کہ ارشاد نبوی علیہ وسلم صلی اللہ ہے﴿ يناجى ربه ﴾ یعنی نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں باتیں کرتا ہے اب رب کی مخلوق کے ساتھ رشتہ جوڑنے کے لئے زکوۃ ہے، اسطرح کہ اغنیاء دینے والے، فقراء لینے والے، درمیان میں رب سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ قبول فرمانیوالی ہے ارشاد ہے﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَيَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ ﴾ (یعنی اللہ توبہ قبول فرماتا ہے بندوں سے اور صدقات وصول فرماتا ہے، التوبہ ۱۰۴)

نمبر 4: روزہ، جب بندے کا اللہ سبحانہ وتعالی اور مخلوق دونوں سے رابطہ ہو گیا تو اب قابل غور ہے کہ بندہ دو چیزوں سے مرکب ہے، روح اور جسم

Marfat.com

ہے، جسم کی صفائی کے لئے طہارت کا حکم ہے وہ پانی کے ساتھ ہو جاتی ہے لیکن روح کی طہارت کے لئے روزہ کو رکھا گیا ہے کیونکہ اس سے روح اور نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اسی لئے روزہ کی حکمت کے بارے میں ارشاد ہے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ) اور ظاہر ہے کہ پرہیزگاری روح اور نفس کے تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے۔

نمبر 5: حج، اب دل ایمان سے بھر گیا اپنے رب سبحانہ وتعالی کے ساتھ تعلق مضبوط ہو گیا اب ملت اسلامیہ جسکے افراد دور دور آفاق میں ہو سکتے ہیں انکے باہمی اجتماعی رابطہ کے لئے حج کو رکھا گیا ہے تاکہ باہمی اجتماعی رابطہ باقی رہے۔ اسی لئے قرآن حکیم کے اندر حج کو الناس کے ساتھ ذکر فرمایا۔

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ (یعنی لوگوں پر اللہ کیلئے حج فرض ہے) ظاہر ہے کہ الناس دنیا کے تمام اطراف کے افراد ہو سکتے ہیں۔ نیز ارشاد ہے ﴿وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾ (اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کرو دور دراز علاقوں سے لوگ آئینگے، پیدل بھی اور ہر قسم کی سواریوں پر بھی، الحج)۔

ایک اور انداز سے

پانچ ارکان اسلام کو اس طرح بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ

نمبر 1: کلمہ توحید اور رسالت کو رکھا گیا ہے دل کے امتحان کے لئے، کہ

Marfat.com

بندہ ہر قسم کے طاغوت سے اور اللہ کے ماسوا سے صرف رب سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کیلئے تعلق کو توڑتا ہے یا نہیں؟

نمبر 2: نماز: یہ امتحان ہے اعضاء کا، کہ ان اوقات کے اندر بندہ اپنے رب کی کتنی تعظیم کرتا ہے اسی لئے نماز کو مختلف اوقات میں رکھا گیا ہے ارشاد ہے ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ (ایمان والوں پر نماز وقت مقرر میں فرض ہے، النساء)

نمبر 3: روزہ: یہ امتحان ہے کہ بندہ اپنے رب کے لئے شہوات کو کتنا ترک کرتا ہے۔

نمبر 4: زکوۃ: یہ امتحان ہے کہ بندہ اپنے رب کیلئے کیا قربانی دے سکتا ہے۔

نمبر 5: حج: یہ امتحان ہے کہ بندہ اپنے رب کے لئے سفری مشقت کتنی برداشت کرسکتا ہے۔ اسی لئے حج کے ساتھ فرمایا (مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا) (یعنی جو سفر کی طاقت رکھتا ہو، آل عمران)۔

حج سے فراغت کے بعد کیلئے فرمایا ﴿وَلْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ﴾ (یعنی اب اپنے میل کچیل کو دور کرلیں الحج۔) ظاہر ہے کہ میل کچیل کے اندر مشقت ہے جو پورے حج میں باقی رہتی ہے۔

ایک اور انداز

پانچ ارکان اسلام کو اس طرح بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے

نمبر 1: کلمہ توحید: جب انسان توحید اور رسالت کی گواہی دیتا ہے

Marfat.com

تو اب دل ایمان سے منور ہو گیا، اب اسکا عکس باقی ظاہری اعضاء پر پڑتا ہے جسکی وجہ سے جسم کا ہر حصہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے۔

فرمان سفیان ثوریؒ: حتی کہ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اگر کلمہ توحید کا یقین دل میں ایسا آجائے جیسا آنا چاہیئے تو انسان پرندے کی طرح اڑنے لگ جائے جنت کے شوق اور جہنم کے خوف سے (فتح الباری ج 1 ص 48)

نمبر 2: نماز: اب جب باقی تمام اعضاء ملاقات کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو انتہائی خشوع کے ساتھ پورا جسم کھڑا ہو جاتا ہے۔ دل پر خشوع چھایا ہوا ہوتا ہے۔ زبان اپنے رب سے ہدایت اور صراط مستقیم کی طلبگاری کے لئے ﴿ ایاك نعبد وایاك نستعین﴾ (یعنی ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں) کے ساتھ راز و نیاز کرتی ہے باقی اعضاء بالکل خاموش ہاتھ باندھ کر ادب کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

رکوع سجدہ:

پھر انسان رکوع اور سجدہ کرتا ہے۔ اس حمد و تسبیح کی حالت میں زبان حال یہ کہہ رہی ہوتی ہے﴿لن ارکع ولن اسجد الا لمن خلقنی ورزقنی وهدانی﴾ (یعنی میں رکوع اور سجدہ کسی کے لیے نہیں کر سکتا اپنے خالق رازق اور ہادی کے سوا)۔

Marfat.com

اسی ایک ذات کے لئے میرا سجدہ مجھے تمام سجدوں سے بے نیاز کردیتا ہے۔اسی لئے تو نماز کے بارے میں فرمایا﴿مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴾ (یعنی تمہارا اسی کی طرف رجوع ہو، تمہیں اسی کا ڈر ہو، اسی کیلئے نماز ہو، اسکے ماسوا کو شامل کر کے مشرک نہ بنو، الروم)۔

__نمبر 3 زکوۃ:__ اسکے بعد بندہ ہر طرح رب کا ہوجاتا ہے اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو نفس کے خلاف قربانی کا حکم دیتے ہیں کہ اپنے مال کا اپنے غریب بھائیوں کے لئے ایثار کردے یعنی اپنی ضرورت کو دبا کر انکی ضروریات کو پورا کرے جسکی تعریف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس طرح فرمائی﴿یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ﴾ (یعنی دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے اپنے کو ضرورت بھی ہو الحشر) چنانچہ زکوۃ دینا، قربانی کرنا، صدقہ فطر دینا اسی لئے ہے۔

__نمبر 4 روزہ:__ انسان اگر امیر ہے تو اسکے اندر طغیانی اور سرکشی کا خطرہ ہے غریب ہے تو ناامیدی کا خطرہ ہے اسکا علاج روزہ ہے۔نیز اسکے علاوہ نفس کی تہذیب، روح کی تقویت، نفس کو شہوات اور لذات سے روکنا ضروری ہے، اسکے لئے روزہ ہے وہ ان تمام کا علاج کرتا ہے اسی لئے ارشاد ہے﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ البقرہ﴾ (روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

__نمبر 5 حج:__ آپ جانتے ہیں کہ اسلام ایک عالمی نیز اجتماعی دین ہے۔دنیا

Marfat.com

کے کسی بھی کونے میں مثلا مشرق میں رہنے والے مسلمان کا مغرب کے اندر رہنے والے مسلمان سے رابطہ ضروری ہے اس باہمی رابطے کیلئے حج ہے۔

نیز قرب وجوار کے مسلمان آپس میں رابطہ میں رہنے چاہئیں۔ اول تو اسکے لئے نماز کو با جماعت رکھا گیا تا کہ انسان اپنے گلی محلے کے مسلمان سے نماز با جماعت میں رابطہ کر سکے اور اسکے حال معلوم کر سکے، دوسرے درجے میں نماز جمعہ کو رکھا گیا ہے۔

جمعہ: پھر اپنے شہر اور اسکے اطراف کے مسلمانوں سے نماز جمعہ کے وقت اجتماعی احوال معلوم کر سکے، نیز ایک آدمی کو بطور خطیب کے مقرر فرمایا گیا تا کہ دیگر تمام مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی حالات سے دوسرے مسلمانوں کو آگاہ کر سکے۔ توحید وسنت سے تعلق، احکام اسلام پر عمل کا طریقہ، شرک وبدعت سے بچنے کا طریقہ بیان کر سکے۔ پھر اسکے علاوہ باقی تمام اطراف عالم کے مسلمانوں کے ساتھ اجتماعیت برقرار رکھنے کے لئے حج کو رکھا گیا، تا کہ سالانہ خبر گیری ہوتی رہے اس میں بھی ایک خطیب رکھا گیا تا کہ خطبہ کے ذریعے تمام اطراف عالم کے مسلمانوں کو دینی، دنیاوی معاملات سے آگاہ کرتا رہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے تمام روشن پہلو جس میں اسلام کی سیاسی قوت، نیز جہاد، احکام پر مضبوطی سے عمل، کفار سے معاملات، مسلمانوں کے باہمی اختلافی معاملات میں مصالحت، خلافت کا قیام، معاشی، معاشرتی

Marfat.com

اورکسب حلال کے طریقے اور صراط مستقیم پر بدعات سے بچ کر قائم رہنے کی اہمیت معلوم ہو جائے۔اس آیت پر غور فرمائیں کہ﴿ وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ، لِیَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَیَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِیۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ فَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِیۡنَ ﴾(یعنی لوگوں میں حج کا اعلان کیجئے ،لوگ پیدل اور ہر قسم کی توانا اور ناتواں سواریوں پر دور دراز سے چل کر آئینگے تاکہ اپنے دینی و دنیاوی فوائد حاصل کرسکیں رضائے الٰہی کیلئے جانور قربان کرسکیں ،ملت اسلامیہ کے تمام افراد اس بات کو یادرکھیں کہ معبود برحق ایک ہی ہے اوراس ہی کیلئے جان اور مال کو قربان کرنا ہے۔

اس آیت میں مختلف علاقوں سے آنیوالے مسلمانوں کا مقصد ایک ہی بتایا گیا ہے

یعنی دنیاوی اور اخروی فوائد کا حصول ذکر الٰہی ایک ہی ذات رضا جوئی ،ایک ہی ذات کی فرمانبرداری، پھر تمام ملت اسلامیہ کو ایک ہی صفت عطا فرمائی گئی کہ یہ سب مخبتین ہیں یعنی رب کے سامنے عجز اور نیازمندی کا اظہار کرنیوالے ،الحج)

مقدمہ لاالہ الااللہ زرکشی ص 35-33)

کلمہ توحید کی جامعیت: یہ جو کچھ ہم نے ابھی پڑھا ،کلمہ توحید اور باقی

Marfat.com

اسلامی ارکان یہ مکمل دین نہیں بلکہ دین گے اندر اسکے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں، مثلاً آپ جانتے ہیں کہ ایک گھر ہوتا ہے اسکے چارستون ہیں لیکن گھر میں یہ چارستون ہی نہیں ہوتے بلکہ اسکے علاوہ اور بھی بہت چیزیں ہوتی ہیں لہذا کلمہ توحید اور یہ ارکان ہی مکمل دین نہیں بلکہ یہ کلمہ توحید تمام دینی احکامات کے لئے جامع ہے۔جس طرح ایک بیج ہوتا ہے اس سے ایک تن آور درخت پیدا ہوتا ہے لیکن اس سارے درخت اور اسکے پھول پتے ہر ایک چیز میں بیج کا اثر ہوتا ہے اسی طرح کلمہ توحید کا دین کے ہر حکم کے اندر اثر ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم میں کلمہ توحید کی مثال پاکیزہ درخت سے دی گئی ہے۔ کلمہ توحید کے چشمہ سے جو اعمال اور احکام پھوٹتے ہیں بقول علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اسکی تین قسمیں ہیں۔

(1) اعمال قلب (دل۔کے اعمال) ان سب کی بنیاد عقیدہ اور نیت ہے اور یہ 24 چوبیس ہیں۔

(1) اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات وصفات اور توحید پر ایمان اور اس بات کا عقیدہ کہ کل کائنات کے اندر اسکی کوئی مثل نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (یعنی انکی کوئی مثل نہیں)۔نیز انکے علاوہ کل کائنات حادث (فنا ہونیوالی) ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (تم کو اور تمھارے ہر عمل کو اللہ نے پیدا کیا ہے)۔ ظاہر ہے پیدا ہونیوالی چیز حادث ہے نیز، ﴿كُلُّ نَفْسٍ

Marfat.com

ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے)۔

(2) ملئکہ پر ایمان

(3) کتابوں پر ایمان

(4) تمام رسولوں پر ایمان۔

(5) تقدیر خیر وشر پر ایمان۔

(6) قیامت پر ایمان

(7) قیامت کے ساتھ ہی سوال قبر وحشر، بعد الموت حشر نشر، حساب، میزان، پل صراط، جنت جہنم سب داخل ہیں۔

(8) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ سے محبت۔

(9) کسی سے بغض اور محبت اللہ کے لئے۔

(10) رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اس بات کا عقیدہ کہ آپ ﷺ کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے۔ آپ پر درود وسلام، اتباع سنت۔

(11) اخلاص اور اسکے اندر ریا اور نفاق کا ترک کرنا۔

(12) توبہ، خوف ورجاء صبر، رضا بالقضاء، توکل، رحمت تواضع، پھر اسکے اندر بڑے کی عزت، چھوٹے کا احترام سب داخل ہیں۔

(13) عجب، تکبر کو ترک کرنا، حسد اور کینہ کو چھوڑنا، غضب کو ترک کرنا۔

Marfat.com

زبان کے اعمال

زبان کے اعمال یہ (7) سات ہیں

(1) توحید کا اقرار ﴿فاعلم انہ لا الہ الا اللہ، محمد﴾

(2) تلاوت قرآن ﴿اُتْلُ مَا اُوحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ﴾ (یعنی جو قرآن آپکی طرف وحی ہو رہا ہے اسے پڑھئے، عنکبوت)

(3) تعلیم و تعلم ﴿یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (انکو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، البقرہ)

(4) دعا ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (مجھے پکارو میں قبول کروں گا، مومن)

(5) ذکر ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا﴾ (اللہ کو کثرت سے یاد کرو)

(6) استغفار ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ (اپنے رب سے استغفار کرو)

(7) لغویات سے اجتناب ﴿وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا﴾ (جنہوں نے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے، اور دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہیں ان سے تعلق توڑ لو، الاعراف)

اعمال بدن

یہ (38) ہیں۔ ہر قسم کی طہارت، ستر عورت، نماز، روزہ، زکوۃ، مقروض کی گردن چھڑانا، سخاوت، اس میں کھانا کھلانا، مہمان کا اکرام، روزہ

Marfat.com

فرض، نفل، حج وعمرہ، طواف، اعتکاف، لیلۃ القدر کی جستجو، دین بچانے کی فکر، نذر کی وفا، پختہ ایمان کی کوشش، کفارات کی ادائیگی، نکاح کے ساتھ پاکدامنی، اہل وعیال کے حقوق کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، اولاد کی تربیت، صلہ رحمی، مولی کی اطاعت، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک، عدل وانصاف کا قیام، اتباع جماعت مسلمین، حکمران کی اطاعت، اصلاح بین الناس، باغیوں سے جہاد، نیکی پر تعاون، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد اور خمس کی ادائیگی، قرض کی ادائیگی، پڑوسی کا اکرام، حسن معاشرت، انفاق فی سبیل اللہ، اسراف اور فضول خرچی سے بچنا، سلام کا جواب دینا، دوسرے کی چھنک پر یرحمک اللہ کہنا، لوگوں اپنی ایذا سے بچانا، لہو ولعب سے اجتناب، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا۔

یہ تمام اسلامی افعال، اعمال اور اخلاق کلمہ توحید لا الہ الا اللہ سے پھوٹ تے ہیں۔ (فتح الباری ج۱ص۷۲)

۹۲۹۱۲

Marfat.com

فضائل کلمۃ الاخلاص

نمبر 1: ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لاالٰہ الااللہ نہ تو کسی گناہ کو باقی چھوڑتا ہے اور نہ کوئی عمل اس سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ (ابن ماجہ عن ام ہانی)۔

سلف صالحین میں سے کسی کو کسی نے خواب میں دیکھا اس سے حال دریافت کیا تو فرمایا کہ لاالٰہ الااللہ نے کسی گناہ کو باقی نہیں چھوڑا۔

نمبر 2: ایک حدیث میں ارشاد ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی تجدید کیا کرو، ہم نے عرض کیا ایمان کی تجدید کیسے کریں؟ فرمایا کہ لاالٰہ الااللہ کہا کرو زمین و آسمان بھی ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو یہ سب پر بھاری ہے (مسند احمد)

نمبر 3: یہ کلمہ توحید تمام حجاب اور پردوں کو پھاڑ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ تک پہنچتا ہے، کوئی پردہ اسکے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ ایک حدیث میں ہے ارشاد ہے کہ لاالٰہ الااللہ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں (ترمذ)۔

نمبر 4: لاالٰہ الااللہ کے پڑھنے والے کی طرف اللہ سبحانہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتے ہیں، اسکی دعا کو قبول فرما کر اسکی حاجت کو پورا فرمادیتے ہیں۔ (عمل الیوم واللیلۃ نسائی)

نمبر 5: تمام انبیاء کے کلمات میں سب سے افضل کلمہ لاالٰہ

Marfat.com

الا اللہ ہے (موطا امام مالک)

نمبر 6: ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کو ۱۰ مرتبہ پڑھنا ایسا ہے جیسے ۴ عربی غلام آزاد کرنا (بخاری و مسلم)

نمبر 7: قبروں سے اٹھتے وقت مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ ہوگا۔ (مجمع الزوائد ھیثمی ج10)

نمبر 8: ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ﴿لا الہ الا اللہ﴾ پڑھنے والے مسلمان بھی گناہوں کی بنا پر جہنم میں جائینگے تو مشرکین انکو طعنہ دینگے کہ تمہیں ﴿لا الہ الا اللہ﴾ پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اس پر اللہ سبحانہ وتعالی غضبناک ہونگے اور ﴿لا الہ الا اللہ﴾ پڑھنے والوں کو جہنم سے نکال دینگے (مجمع الزوائد ھیثمی ج10)

نمبر 9: ایک طویل حدیث کے اندر ارشاد ہے کہ حضرت ابوذر نے سوال کیا کہ یارسول اللہ لا الہ الا اللہ حسنات میں سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (احسن الحسنات) ہے یعنی تمام نیکیوں سے بڑھکر ہے۔ (مجمع الزوائد)

نمبر 10: فرمان عمر اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کلمہ کو کلمہ تقوی فرمایا ہے۔

نمبر 11: یہ کلمہ اخلاص ہے۔

نمبر 12: یہ کلمہ شہادت حق ہے ارشاد الہی ہے ﴿الا من شھد

Marfat.com

بالحق، الزخرف﴾

نمبر 13: یہ کلمہ دعوت حق ہے﴿له دَعوَةُ الْحَقِّ، الرعد﴾

نمبر 14: یہ کلمہ شرک سے برأت کا پروانہ ہے۔

نمبر 15: اسی کلمہ توحید کے مقصد کے لئے تخلیق کائنات ہے، جیسا کہ ارشادالٰہی ہے کہ﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں یعنی میری وحدانیت کا اقرار کریں، الذاریات)

نمبر 16: انبیاء کرام کی بعثت اور آسمانی کتب کا نزول اسی کلمہ توحید کی دعوت کو پورا کرنے کے لئے ہے، جیسا کہ ارشادالٰہی ہے ﴿وَمَااَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّه لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَافَاعْبُدُوْنِ﴾ (آپ سے پہلے جتنے رسول آئے ہیں سب کو یہی حکم ہوا کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری توحید پر قائم رہو، الانبیاء) نیز ارشادالٰہی ہے﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اَنْ اَنْذِرُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ لَا اَنَا فَاتَّقُوْنِ﴾ (یعنی اللہ فرشتوں کو وحی دیکر نازل فرماتا ہے جس بندے پر چاہتا ہے جس میں یہ حکم ہوتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے مجھ ہی سے ڈرو، النحل) گویا اس آیت میں اسی توحید کو تقویٰ کہا جارہا ہے۔

اس کلمہ کی وجہ سے سورۃ النحل کا نام سورۃ النعم ہے۔ کیونکہ کلمہ توحید سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے۔اور اس سورت کے شروع میں کلمہ توحید کا ذکر

Marfat.com

ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے ﴿اَنْذِرُوْا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنَ،
ایضا﴾

نیز کلمہ توحید اہل جنت کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ اہل دنیا کے لئے ٹھنڈا پانی۔ اسی کلمہ توحید کی وجہ سے ثواب اور عقاب رکھا گیا ہے تا کہ اسکے پابند رہنے والوں کو ثواب ہو منکرین کو عقاب ہو۔

نمبر 17: اسی کلمہ توحید کی وجہ سے جہاد مقرر فرمایا گیا ہے جو اسکا پڑھنے والا ہوگا اسکا جان و مال محفوظ ہے جو انکار کرے اسکا جان مال اور خون حلال ہے۔ ارشاد صاحب لولاک علیہ ﷺ ہے کہ ﴿امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا الا اله الاالله فاذا قالوا لااله الاالله عصموا منی دمائهم واموالهم﴾ (مجھے حکم ہے کہ جب تک لوگ کلمہ توحید کا اقرار نہ کریں تو میں ان سے جہاد کروں۔ جب وہ اسے قبول کرلیں تو ان کی جان اور مال محفوظ ہیں۔ مسلم بروایت جابرؓ۔)

نمبر 18: لااله الاالله جنت کی چابی ہے۔

نمبر 19: یہ کلمہ انبیا کرام کی دعوت کی چابی ہے۔

نمبر 20: یہی کلمہ توحید ہے جسکی وجہ سے موسیٰ کو شرف کلام بخشا گیا، قرآن حکیم کے اندر ارشاد ہے ﴿اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ﴾ (اے موسیٰ میری وحی کو غور سے سن بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو، طہٰ)

نمبر 21: لااله الا الله جنت کی قیمت ہے (کامل ابن عدی ج

Marfat.com

6روایت انسؓ۔)

نمبر 22: جسکا آخری کلام لاالـہ الاالـلہ ہووہ جنت میں داخل ہوگا،(مسند احمد ابوداؤد۔)

نمبر 23: لااله الا الله جہنم سے نجات کاذریعہ ہے۔

نمبر 24: آپ ﷺ نے مؤذن کی آواز سنی جب اس نے اَشْہَدُ اَنْ لَّآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہا آپ ﷺ نے فرمایا یہ جہنم سے نکل گیا(مسلم شریف ج1)

نمبر 25: یہ کلمہ مغفرت اور بخشش کا سبب ہے۔ایک دفعہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر سب سے یہ کلمہ پڑھوایا اخیر میں فرمایا تمہیں مبارک ہوتم سب کی مغفرت ہوگئی۔(مسند احمد شداد بن اوس نیز عبادہ بن صامت)

نمبر 26: لاالـہ الا الـلـہ تمام نیکیوں میں سب سے اعلی درجہ کی نیکی ہے۔

نمبر 27: لااله الا الله تمام گناہوں اور خطاؤں کومٹادیتا ہے۔

نمبر 28: کلمہ توحید تجدیدایمان کا باعث ہے۔

نمبر 29: تمام اذکار میں افضل ذکر ہے(ترمذی ابن ماجہ)

نمبر 30: قبر کی وحشت سے یہ کلمہ نجات ہے۔(حلیہ ابونعیم)

نمبر 31: قاضی عیاض نے اس کلمہ توحید کواسم اعظم قرار دیا ہے کہ یہ کلمہ ہی اسم اعظم ہے(فتح الباری کتاب الدعوات تلخیص الحبیر ج

Marfat.com

4،از ابن رجب حنبلیؒ)

حق یہ ہے کہ اس کلمہ کے فضائل کو انسان شمار نہیں کر سکتا تاہم سمندر سے ایک ذرے کا کروڑواں حصہ ہم نے نقل کر دیا ہے۔ کیا یہ فضیلت کم ہے کہ اسی کلمہ کی وجہ سے انسان کفر، الحاد، شرک، نفاق کے گڑھے سے نکل کر مرکز توحید ایمان اخلاص میں داخل ہو جاتا ہے۔ دنیا میں مسلم، مؤمن، موحد اور کافر مشرک اور منافق کے درمیان یہ کلمہ تمیز کر دیتا ہے۔

یہ کلمہ انسان کے اندر حریت فکر پیدا کر دیتا ہے اور یہ بتا دیتا ہے کہ کل کائنات کے اندر تیرا سر اور چہرہ کسی کی عبادت کے لئے نہیں جھکنا چاہئے، شدت اور مصیبت اور حاجات کے لئے تجھے کسی کے سامنے آہ وزاری نہیں کرنا چاہئے اور کل کائنات نہ ہی تیری فریادرس ہے تیری فریاد کو اس وحدہ لاشریک ذات کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکتا لہذا تجھے اسی کے سامنے جھکنا چاہئے اس کلمہ پر ایمان، قوۃ ہے اور عزت، سعادت اور فلاح ہے، آخرت اور دنیاوی ترقی کا باعث ہے اس کلمہ کے منکرین کے لئے خسران، ذلت، تذبذب اور بے چینی انکا مقدر ہے یہ کلمہ سمجھاتا ہے کہ نفع ضرر، حیات موت، رزق وتنگدستی سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جب یہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی کے سامنے جھکنے کی اور کسی سے خوف رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں لہذا جھکنا، خوف، شکر وحمد سب اسی ذات کے لئے ہے اس کلمہ کی وجہ سے مؤمن کے اندر تکبر غرور، فرعونیت پیدا

Marfat.com

نہیں ہوتی کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں سب قوتیں اللہ کے لئے ہیں۔اسی لئے تو کلمہ کے شروع میں لا ہے، اسی لئے مؤمن کو وقتاً فوقتاً ﴿لاحول ولاقوۃ الا باللہ﴾ پڑھنے کا کہا گیا ہے۔ اور اسے جنت کا خزانہ بتایا گیا ہے، فرمان نبوی ﷺ۔ جو اس کلمہ کا منکر ہے اسکے پاس مال آئے تو یا تو فرعون ہو کر خدائی کا مدعی بن جاتا ہے یا قارون ہو کر کہتا ہے کہ ﴿اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ﴾ (یہ سب کچھ میرے کمال ہنر کی بناء پر ملا ہے، القصص) نیز کلمہ توحید بندے کو اپنے آپکو رب سے ملاقات کے لئے تیار کرتا ہے، تزکیہ نفس اور نیک اعمال کے ذریعے اور منکر اپنی زندگی کو لہو ولعب، کفر شک الحاد میں برباد کر دیتا ہے۔ مؤمن پر زمین آسمان کے دروازے بھی بند ہو جائیں پھر بھی اسکے دل میں معرفت الٰہی کی خوشی باقی رہتی ہے لیکن کافر کی زندگی گھبراہٹ، بے چینی اور مایوسی میں بدل جاتی ہے۔

کلمہ توحید عجیب کلمہ ہے مسلمان ہونے کے لئے دل کے اندر سب سے پہلے داخل ہوتا ہے اور موت کے وقت سب سے آخری کلمہ ہوتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ﴿مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ (مسند احمد حاکم بروایت معاذؓ)

Marfat.com

کلمہ توحید کے فوائد

(۱) کلمہ توحید کا سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ مسلمان کیلئے جہنم سے نجات اور خلاصی کا ذریعہ ہے اسکے بغیر نجات ممکن ہی نہیں ارشاد الہی ہے ﴿اَنَّـهٗ مَـنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاوَاهُ الـنَّـارُ﴾ (یعنی جو شرک کرے گا اسکے لئے جنت حرام اسکا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہے (المائدہ ۷۲)

(۲) گناہوں کی معافی کا ذریعہ توحید ہے حدیث قدسی ہے کہ اے آدم کی اولاد! اگر تو زمین کے حجم کے برابر بھی گناہ لائے لیکن تیرے گناہوں میں شرک نہ ہوا تو میں تجھے زمین کے حجم کے برابر مغفرت سے نوازوں گا (ترمذی عن انس)

(۳) توحید پرست کے تمام اعمال قبول ہوجاتے ہیں توحید کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ارشاد الہی ہے ﴿اِنَّ الَّـذِیۡـنَ کَـفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّـافِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لِیَفۡتَدُوۡا بِهٖ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ الۡـقِیَامَةِ مَاتُقُبِّلَ مِنۡهُمۡ﴾ (یعنی اگر زمین اور اسکے مثل اور بھی عذاب کے بدلہ میں دینا چاہے تو وہ بھی قبول نہیں (المائدہ ۳۶)

نیز ارشاد ہے ﴿لَـئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے تمام اعمال برباد ہوجائینگے۔ (الزمر ۶۵)

Marfat.com

سورۃ الانفال کے اندر (۱۸) انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک ہی مقام پر ذکر کر کے فرمایا کہ اگر یہ شرک کریں تو انکے بھی سب اعمال برباد ہو جائیں گے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (اگر یہ شرک کریں تو انکے بھی تمام اعمال برباد، الانعام)

(۴) توحید پرست کو دنیا اور آخرت کے اندر امن ہے ارشاد ہے ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ شرک نہ ملایا انکے لئے امن ہے وہ ہدایت یافتہ ہیں (الانعام ۸۲)

(۵) دنیا اور آخرت میں عزت اور اللہ سبحانہ وتعالی کی مدد ارشاد ہے ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَشْهَادُ﴾ (ہم اپنے رسول اور ایمان والوں کی مدد کرینگے دنیا اور آخرت میں بھی (مؤمن ۵۱) نیز ﴿اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (تم غالب رہو گے اگر ایمان پر رہوئے (ال عمران ۱۳۹)

(۶) دخول جنت کا پختہ وعدہ ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا وَّعْدَ اللّٰهِ حَقًّا﴾ (یعنی ایمان والوں کو جنت میں داخل کرینگے یہ اللہ کا پکا وعدہ ہے (النساء نمبر ۱۲۲)

Marfat.com

اسماء کلمہ توحید

یہ کلمہ طیبہ جس قدر عظیم ہے اسکی عظمت کی وجہ سے اس کے نام بھی کثیر اور بہت زیادہ ہیں جنکو ہم نمبر وار بیان کر دیتے ہیں، پڑھیں اور بندہ گنہگار کو دعا دیں۔

نمبر ۱: کلمہ توحید۔ اسلیے کہ یہ اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے اور کلی طور پر ہر قسم کے شرک کی نفی کرتا ہے

نمبر ۲: کلمہ اخلاص

نمبر ۳: کلمہ احسان قرآن میں ارشاد ہے ﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے) اس میں پہلے احسان سے مراد ایمان ہے جو کہ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ سے حاصل ہوتا ہے (بحوالہ قرطبی جلد ۱۷) نیز قرآن میں ارشاد ہے ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى﴾ (ان لوگوں کے لیے جنہوں نے احسان اختیار کیا،) یہاں احسان سے مراد ﴿لا الہ الا اللہ﴾ ہے، یونس ۲۶) (القرطبی ج ۱۵)

نمبر ۴: دعوۃ الحق ارشاد ہے ﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ﴾ (اس ہی کے لیے ہے سچی پکار، الرعد ۱۴)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دعوۃ الحق سے مراد ﴿لا الہ الا اللہ﴾ ہے۔ (درمنثور ج ۳)

Marfat.com

نمبر۵: کلمۃ العدل ارشادِالٰہی ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ (یعنی اللہ عدل اور احسان کا حکم کرتا ہے، النحل ۹۰) یہاں عدل سے مراد کلمہ توحید ہے۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ کہتے ہیں میں نے اسلام آپ ﷺ سے حیاء کرتے ہوئے اختیار تو کرلیا لیکن میرے دل میں شکوک وشبہات باقی تھے۔ایک دن میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا۔اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے۔معلوم ہوا کہ یہ جبریلؑ ہے انہوں نے آکر ارشاد فرمایا کہ اے محمد ﷺ! اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔(عدل سے مراد لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے اور احسان سے مراد وظیفہ عبودیت پر قائم ہونا ہے) اسی دن اسلام میرے دل میں راسخ ہو گیا۔

لطیفہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں عدل کا حکم دیا ہے ۔جبکہ انسان کو عورت کے بارہ میں فرمایا تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے، جو انسان عورت کے بارے میں عدل نہیں کرسکتا وہ ذاتِ اقدس کے معاملہ میں عدل کیسے کرسکتا ہے؟ سوال یہ ہے کہ انسان کو ذاتِ حق سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں عدل کا حکم کیسے ہوا۔

جواب یہ دراصل اشارہ ہے کہ اے انسان! دیکھ صنفِ نازک میں تو ضعیف ہے عدل نہیں کرسکتا۔ذات اقدس کے ساتھ عدل کرنے میں تجھے قدرت دی گئی ہے۔اس لیے سمجھ لے کہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ

Marfat.com

کے ہاتھ میں ہے جس مقام پر جو چاہے قدرت عطا فرما دے۔

نمبر۶: طیب من القول ارشاد الٰہی ہے ﴿وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ (حج ۲۴) اس کو طیب اس وجہ سے کہا کہ ہزار سالوں کا مشرک نجس ناپاک (اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ﴾ (مشرک نجس ہے) جب اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے (عجائب القرآن، رازیؒ)

نمبر۷: کلمۃ طیبہ ارشاد الٰہی ہے ﴿كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ﴾ (پاکیزہ کلمہ کی مثال جیسے پاکیزہ درخت) ابراہیم ۲۴)

نمبر۸: قول ثابت ارشاد الٰہی ہے ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (یہاں قول ثابت سے مراد کلمہ توحید ہے ابراہیم ۲۷)

نمبر۹: کلمۃ التقوی ارشاد الٰہی ہے ﴿وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ یہاں کلمۃ تقوی سے مراد ﴿لا اله الا الله﴾ ہے۔

نمبر۱۰: کلمۃ باقیہ ارشاد ہے الٰہی ہے ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ﴾ یہاں کلمہ باقیہ سے مراد ﴿لا اله الا الله﴾ ہے۔ اس کو باقی رہنے والا کلمہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے حاصل ہونے والی توحید باقی رہتی ہے کسی گناہ کی وجہ سے وہ ختم نہیں ہوتی بلکہ باقی تمام گناہ اس توحید کی وجہ سے زائل ہو جاتے ہیں۔

نمبر۱۱: كَلِمَةُ اللّٰهِ الْعُلْيَا (اللہ کا بلند کلمہ) ارشاد الٰہی ہے ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، التوبه﴾

Marfat.com

نمبر۱۲: المثل الاعلی ارشاد الٰہی ہے﴿ولـلـه المثل الاعلی ﴾(اللہ ہی کی شان بلند ہے، روم) یہاں مثل اعلیٰ سے مراد ﴿لا الـه الا الـلـه﴾ ہے

نمبر۱۳: کلمہ سواء ارشاد ہے﴿قُلْ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ ﴾(ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، آل عمران) ابو العالیہ کہتے ہیں کہ یہاں کلمہ سواء سے مراد ﴿لا الــــه الا الله﴾ ہے۔

نمبر۱۴: کلمۃ النجاۃ ارشاد الٰہی ہے﴿اَدْعُـوْكُـمْ اِلَـى الْـنَّـجَـاةِ وَتَدْعُوْنَنِي اِلَى النَّارِ﴾(میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو، المؤمن)

نمبر۱۵: کلمہ عہد یہاں عہد سے مراد ﴿لا الــــــه الا الله﴾ ہے (درمنثور ج۱)

نمبر۱۶: کلمۃ استقامت ارشاد الٰہی ہے یہاں استقامت سے مراد﴿لا اله الا الله﴾ ہے (ابن مسعودؓ درمنثور ج۴)

نمبر۱۷: ارشاد الٰہی ہے﴿ مَقَالِيْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ﴾ (یعنی زمین آسمان کی چابی) یہاں مقالید سے مراد﴿لا الــــــه الا الله﴾ ہے۔ (ابن عباس، قرطبی ج۱۶)

نمبر۱۸: قول سدید (درست بات) ارشاد الٰہی ہے﴿قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾(الاحزاب ۷۵)

Marfat.com

نمبر۱۹: البر (اصل نیکی) ارشاد الٰہی ہے یہاں بر سے مراد ﴿لا الــہ الا الله﴾ ہے

نمبر۲۰: الدین الخالص، دین وعقیدہ، ارشاد الٰہی ہے ﴿الا لـلـہ الدین الخالص﴾ (الزمر۳)

نمبر۲۱: الصراط ارشاد الٰہی ہے ﴿اِهـدِنَـا الـصِّـرَاطَ الْمُسْتَقِيمِ﴾ (الفاتحہ۴)

نمبر۲۲: کلمۃ الحق ارشاد الٰہی ہے ﴿اِلَّا مَـنْ شَهِـدَ بِـالْحَقِّ﴾ (مگر جو حق کی گواہی دے، آل عمران) یہاں حق سے مراد لا الہ الا اللہ ہے (الخازن ج۴)

نمبر۲۳: عروۃ الوثقی ارشاد الٰہی ہے ﴿فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ (البقرہ۲۵۶) یہاں عروۃ الوثقی سے مراد ﴿لا الہ الا الله﴾ ہے (القرطبی۔ج۱۷)

نمبر۲۴: کلمۃ الصدق ارشاد الٰہی ہے ﴿وجـــاء بالصدق﴾ یہاں صدق سے مراد ﴿لا الــہ الا الله﴾ ہے۔ (بحوالہ عجائب القرآن، امام رازی)

Marfat.com

کلمہ توحیداور ۱۰ اعزاز

لا الہ الا اللہ پڑھنے ولوں کا ۱۰ طرح اکرام

کلمہ توحید والے مؤمنین کا اللہ سبحانہ وتعالی نے 10 طریقے سے اکرام فرمایا ہے۔ قرآن حکیم کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی نے ان اعزازات کا اعلان بھی فرمادیا ہے جو ترتیب وار مندرجہ ذیل ہیں۔ (آپ غور سے پڑھیں اور بندہ کو دعا دیں۔)

نمبر 1: مغفرت وبخشش عام: ارشاد الٰہی ہے ﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْلَهُمْ مَا قَدْسَلَفَ﴾ (کافروں سے کہدیں اگر وہ باز آئیں کفر وشرک سے ان کے تمام گزشتہ معاملات معاف ہوجائینگے الانفال 38)۔

نمبر 2: امن عام: ارشاد الٰہی ہے ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُوْنَ﴾ (جو ایمان لائے اور ایمان کے اندر شرک کی ملاوٹ نہ ہوئی انکے لئے امن عام ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں، الانفال 82)۔

نمبر 3: ہدایت، ارشاد الٰہی ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ﴾ (ایمان اور نیک اعمال والوں پر اللہ سبحانہ وتعالی انکے ایمان کی بدولت مزید ہدایت کی راہیں کھول دیگا، یونس 9)

Marfat.com

نمبر4: زیادہ انعام، ارشادالٰہی ہے ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (اچھائی کرنیوالوں کیلئے اچھا مقام ہوگا اور زائد انعام ہوگا (جو کہ دیدار الٰہی بھی ہوسکتا ہے)، یونس 26)

نمبر5: فلاح وکامیابی، ارشادالٰہی ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (ایمان والے (توحید پرست) کامیاب ہوئے (المؤمنون 1)

نمبر6: ثابت قدمی، ارشادالٰہی ہے ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (اللہ ایمان والوں کو کلمہ توحید کے ذریعے ثابت قدم رکھے گا ابراہیم)

نمبر7: شفاعت، ارشادالٰہی ہے ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ (کسی کی سفارش کسی کے کام نہ آئیگی قیامت کے دن سوائے اسکے جسکو سفارش کی رب اجازت دے (طٰہٰ 109)

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (اور جسکے لئے پسند کرے، الانبیاء)

﴿وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ (شفاعت وہ کریگا جس کی بات کو رب پسند کرے، طٰہٰ)

﴿وَقَالَ صَوَابًا﴾ (شفاعت کیلئے شرط ہے کہ شفاعت کرنیوالا درست بات کہے النباء)

Marfat.com

نمبر8: اصلاح اعمال، ارشادالٰہی ہے﴿وَقُولُوا قَولًا سَدِيدًا يُصلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ (درست بات کہو(: یعنی کلمہ توحید) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردیگا، الاحزاب۔)

نمبر9: بشارت، ارشادالٰہی ہے﴿وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِی كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (جس جنت کا وعدہ تھا وہ تمہیں مبارک ہو،)

نمبر10: سلام اور رویت الٰہی، ارشادالٰہی ہے﴿سَلَامٌ قَولًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾ (رب رحمٰن کی طرف سے سلام ہوگا، یٰس)

﴿اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَه﴾ (اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہونگے، القیمہ۔) (بحوالہ عجائب القرآن ابوبکر رازی)

Marfat.com

کلمہ توحید پڑھنے والے کا مقام

جب کوئی بندہ کلمہ توحید صدق دل اور اخلاص سے پڑھ لیتا ہے تو وہ مؤمن کہلاتا ہے، لاالٰہ الا اللہ کہنے کے ساتھ ہی اس نے گویا اپنے اور اپنے رب کے درمیان سے تمام واسطوں کو ختم کردیا۔ براہ راست دامن وحدت سے وابستہ ہو گیا اسکی وجہ سے اسے کل کائنات میں فضیلت بخشی گئی ہے۔

دس مقامات پر اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کلمہ گو مسلم کو اپنی ذات کے بعد کل کائنات میں تیسرا نمبر عطاء فرمایا ہے وہ دس مقامات یہ ہیں۔

نمبر 1: مراقبہ

نمبر 2: ولایت

نمبر 3: موالات

نمبر 4: صلوۃ

نمبر 5: عزت

نمبر 6: اطاعت

نمبر 7: مشاقہ

نمبر 8: اذی

نمبر 9: التجا

نمبر 10: شہادت۔

Marfat.com

واقعہ

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی اپنے اندر تین چیزیں پیدا کرے اسکو چاہیئے کہ اپنے آپ کو سعادت مند سمجھے۔ نمبر 1 اللہ کی ہیبت اور خوف۔ نمبر 2 سرور کونین ﷺ کی عظمت۔ نمبر 3 نیک پرہیزگار لوگوں سے حیا۔

نمبر۲ مقام ولایت: اس کا مطلب یہ ہے کہ محبت اور دوستی کرنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی دوستی کے بعد تیسرے نمبر کا دوست مؤمن کو قرار دیا ہے ارشاد الہی ہے ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه وَالَّذِيْنَ آمَنُوا﴾ (تمہارا دوست اللہ اور اسکا رسول اور ایمان والے ہیں مائدہ 55)۔ دیکھئے! اس آیت میں اول دوست اللہ سبحانہ وتعالی پھر رسول اللہ ﷺ پھر کلمہ گو مؤمنین۔

ذرا غور کیجئے حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں رب سے ولایت اور دوستی کا مطالبہ کرتے ہیں ﴿اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (میرے مولا تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں، یوسف 101)۔ یوسف علیہ السلام کو دعا میں یہ کہنے پر انکو حکومت اور عزت ملی۔

اور یہاں تو اللہ سبحانہ وتعالی خود کہتے ہیں کہ میں تمھارا دوست ہوں اندازہ کیجئے کہ مؤمن کو پھر کیا نہیں ملے گا؟

Marfat.com

ایک موتی

اس آیت میں اہل ایمان سے کہا گیا ہے کہ مؤمن تمہارے دوست ہیں۔اب غور کیجئے کہ اول مؤمن صحابہ ہیں لہذا وہ بعد والے مسلمانوں کے دوست ہوئے ارشاد الٰہی ہے﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾(یعنی ایمان والے مرد ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں،توبہ 71)۔

اب ہمیں چاہئے کہ ہم صحابہؓ سے محبت کریں کیونکہ دوست ہوئے تو صحابہ ہماری شفاعت کرینگے کیونکہ دوست دوست کی تکلیف پر راضی نہیں ہوتا، لہذا حب صحابہؓ سے شفاعت ملے گی اور بغض صحابہؓ کی وجہ سے آپ صحابہؓ کی شفاعت سے محروم ہونگے۔

نمبر 3 مقام عزت: اس میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کو تیسرا درجہ عطاء فرمایا ہے۔اول عزت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی، دوئم عزت رسول اللہ ﷺ کی،سوئم عزت اہل ایمان کی، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾(عزت اللہ کیلئے اور اسکے رسول اور ایمان والوں کیلئے ہے المنافقون 8)۔

دیکھئے اہل ایمان کو تیسرا نمبر دیا گیا ہے۔فرق یہ ہے کہ اللہ کی عزت، عزت ربوبیت ہے،رسول اللہ ﷺ کی عزت نبوت ہے، اہل ایمان کی عزت لاالٰہ الا اللہ کا اقرار ہے۔

Marfat.com

نکتہ: مؤمن کا اعزاز یہ ہے کہ مؤمن کا رب کافی ہے۔ قرآن شافی ہے رسول اللہ ﷺ وافی ہیں اور مؤمن کا نام اللہ کے نام المؤمن کا ہمنام ہے۔ مؤمن کی زبان اللہ کی حمد گو ہے۔ مؤمن کا نفس رضا الٰہی کا طلبگا رہے۔ مؤمن کا دل محل نظر الٰہی ہے۔ مؤمن کا چراغ معرفت الٰہی ہے۔ مؤمن کی شہادت محبت الٰہی ہے۔ مؤمن کی بصیرت مشتاق رؤیت الٰہی ہے۔ لہذا مؤمن کی عزت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عزت کے ساتھ متصل ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عزت علو اور عظمت کے ساتھ ہے، ارشاد الٰہی ہے ﴿وھو العلی العظیم﴾ (وہ بلند عظمت والا ہے البقرہ 255)۔

رسول ﷺ کی عزت رفعت کے ساتھ ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (ہم نے آپکے ذکر کو بلند کردیا انشراح 4)۔

اہل ایمان کی عزت قبولیت اور مغفرت کے ساتھ ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ (بیشک اللہ بخشا ہے سب گناہ۔ زمر 53)۔

نیز اللہ کی عزت معبودیت ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ وانا ربکم فاعبدو ن ﴾ (میں ہوں رب تمھارا میری بندگی کرو الانبیاء 92)۔

رسول اللہ ﷺ کی عزت متبوعیت ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴾ (اسکی پیروی کروتا کہ تم راہ پاؤ، الاعراف 155)۔

Marfat.com

اہل ایمان کی عزت عبودیت سے ہے، ارشاد ہے ﴿یا عبادی﴾ (اے میرے بندو زمر 53)

ایک سنہرا قول

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی عزت بغیر ذلت کے چاہتا ہے، رعب بغیر بادشاہت کے، امیری بغیر مال کے، اور حسب بغیر نسب کے اسے چاہئے کہ معصیت کی ذلت سے نکل کر اطاعت کی عزت میں داخل ہو جائے۔

خلیفہ ہارون الرشید نے منصور سے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عاقل کون اور جاہل کون؟ امیر کون اور عزت والا کون؟ منصور نے جواب دیا کہ بڑا عقلمند وہ ہے جو نیکی کر کے ڈرے اور جاہل وہ ہے جو بدکار ہونے کے باوجود بے خوف ہو۔ امیر وہ ہے جو قناعت پسند ہو بڑی عزت والا وہ ہے جو پرہیزگار ہو۔ (عجائب القرآن)

نمبر 4: مقام اطاعت اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اہل ایمان کی اطاعت کو مخصوص درجہ میں لازم قرار دیا ارشاد الٰہی ہے ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی اور جو تم میں سے مؤمن حکمران ہیں)۔ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی اطاعت کے بعد تیسرے نمبر پر ﴿اولی الامر﴾ مؤمنین کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

نمبر 5: مشاقہ یعنی ہم کو چاہئے کہ اللہ کی مخالفت، رسول کی مخالفت، اور اہل ایمان کے اجماعی راستے کی مخالفت سے بچیں کیونکہ اس سے منع فرمایا گیا ہے، یعنی حکم الٰہی کی مخالفت منع ہے۔ یہی حق تیسرے درجے پر اہل ایمان کو دیا گیا ہے کہ اہل ایمان کے راستے کی بھی مخالفت نہ کی جائے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ﴿ وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الۡهُدٰی وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴾ (جو ہدایت واضح ہونے کے بعد سرورکونین ﷺ کی مخالفت کرے، اور ایمان والوں کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کرے ہم اسکی رسی دراز کردیتے ہیں اور اسکے جہنمی ہونیکا فیصلہ فرمادیتے ہیں) اس میں اہل ایمان کو تیسرا نمبر دیا گیا ہے۔

نمبر 6: ایذا یعنی اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دینا جرم قرار دیا گیا ہے، اسی طرح تیسرے درجے پر اہل ایمان کو ایذا پہنچانے سے منع فرمایا گیا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ﴾ (جو اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں، الاحزاب 57) اس سے اگلی آیت میں ارشاد ہے ﴿وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ ﴾ (جو ایذا دیتے ہیں ایمان والے مردوں اور عورتوں کو) اس آیت میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بعد تیسرے درجے میں ایمان والوں کو ایذا دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔

نمبر 7 التجا: یعنی مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اول درجہ کا رازدار اللہ

Marfat.com

تعالٰی کو بنائیں، دوم رسول کو، تیسرے درجے میں ایمان والوں کو ارشادالٰہی ہے﴿لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور ایمان والوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار نہیں بناتے) اس آیت میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اللہ اور رسول اور اہل ایمان کو اپنا راز دار بناتے ہیں

نمبر 8 شہادت: یعنی شہادت توحید پہلے اللہ نے پھر فرشتوں نے پھر ایمان والوں نے دی ہے ارشادالٰہی ہے﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ﴾ (گواہی دی اللہ نے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے۔) غور کیجئے! شہادت کے اندر ایمان والوں کا تیسرا نمبر ہے۔

نمبر 9 موالات: یعنی سرور کونین ﷺ کی دوستی کیلئے پہلی ذات اللہ سبحانہ وتعالٰی پھر جبریل علیہ الصلوۃ والسلام اور تیسرے نمبر پر ایمان والے ارشادالٰہی ہے﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (اللہ آپکا دوست ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے) اس آیت میں دوستی کیلئے ایمان والوں کو تیسرے نمبر پر منتخب فرمایا گیا۔

نمبر 10 صلوۃ وسلام: یعنی سرور کونین ﷺ صلوۃ وسلام کیلئے پہلی ذات اللہ سبحانہ وتعالٰی پھر فرشتے تیسرے نمبر پر ایمان والے ارشادالٰہی ہے﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ

Marfat.com

آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا ﴾ (اللہ اور اسکے فرشتے صلوۃ وسلام بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر ایمان والو! تم بھی اس عظمت کو حاصل کرتے ہوئے صلوۃ وسلام بھیجو) اس آیت میں صلوۃ وسلام کیلئے تیسرا نمبر ایمان والوں کا ہے۔

Marfat.com

کلمہ توحید کی عظمت

کلمہ توحید ایک ایسا کلمہ ہے جو ہر کسی کے لئے آخری جائے پناہ ہے۔ چاہے وہ کافر ہو یا مسلم۔ اللہ کا دوست بھی اور دشمن بھی گھبراہٹ کے وقت اسی کی پناہ لیتا ہے۔

غور کیجئے کہ فرعون عدو اللہ (اللہ کا دشمن) ہے جب غرق ہونے لگا تو اس نے اسی کلمہ کا سہارا لیا ارشاد الٰہی ہے ﴿اٰمَنْتُ اَنَّه لَآاِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْاِسْرَآئِیْلَ﴾ (میں نے یقین کیا بیشک معبود وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اسکے سوا کوئی معبود نہیں، یونس)۔

دیکھا آپ نے کہ فرعون دشمن خدا نے بھی غرق ہونے کے وقت اسی کلمہ توحید کا سہارا لیا ہے۔

دوست بھی اس کا سہارا لیتا ہے، حضرت یونس علیہ السلام جب سمندر کی تاریکیوں میں تھے تو فرمایا کہ ﴿لَآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (یعنی تو ہی معبود ہے تیری ہی ذات ہے جو مچھلی کے پیٹ میں انسان کو زندہ رکھ کر اسکی حفاظت کرتا ہے اس جگہ تیرے سوا کسی اور کی قدرت نہیں ہوسکتی) مجھ سے غلطی اور بھول ہوگئی ہے مجھے معاف فرما۔

Marfat.com

نکتہ

یہ کلمہ فرعون نے بھی کہا اور حضرت یونس علیہ السلام نے بھی، لیکن یونس علیہ السلام کا قبول ہوا اور فرعون کا قبول نہ ہوا اسکی کیا وجہ ہے؟ اگر آپ غور کریں تو آپکو اس فرق کی وجہ خود ہی معلوم ہو جائیگی،

نمبر 1: حضرت یونس علیہ السلام کو اس کلمہ کے ساتھ پہلے سے تعارف تھا اسی معرفت کی وجہ سے قبولیت ہوگئی، فرعون کو پہلے اس کلمہ توحید سے کوئی معرفت نہیں تھی اس سے پہلے تو وہ اپنی ذات کے لئے مدعی تھا جیسا کہ ارشاد ہے ﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ (میں سب سے بڑا رب ہوں، النازعات)

نیز کہتا تھا کہ ﴿مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ﴾ (یعنی مجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور بھی معبود ہو سکتا ہے)

نمبر 2: حضرت یونس علیہ السلام اس سے پہلے بھی اس کلمہ توحید کو پکارتے تھے اس وجہ سے انکا قبول ہوا فرعون کا قبول نہ ہو، اگر یونس علیہ السلام بھی پہلے سے موحد نہ ہوتے تو اس موقع پر انکا بھی قبول نہ ہوتا، قرآن حکیم کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی خود ارشاد فرما رہے ہیں ﴿فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام توحید پرستوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ کے اندر رہتے، الصافات)

Marfat.com

نمبر3: حضرت یونس علیہ السلام اور فرعون کے کلمہ توحید پڑھنے میں فرق ہے وہ اس طرح کے حضرت یونس علیہ السلام نے یہ کلمہ خطاب کر کے فرمایا تھا ﴿انــت﴾ (تو ہی تو ہے) اور فرعون نے خود خطاب نہیں کیا بلکہ بنی اسرائیل کے حوالے سے کہا کہ جس خدا پر وہ ایمان لائے، یہ نہیں کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اب میں اپنے معبود برحق پر ایمان لایا، اس لئے مردود ہوا۔

نمبر4: فرعون بنی اسرائیل کے ایمان کی تقلید کرنا چاہتا تھا خود ایمان کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام نے تو اپنی عاجزی انکساری کا ذکر کیا اور ذات حق سے مدد کے طلبگار ہوئے اور اضطراری کیفیت کا اظہار فرمایا لہذا قبولیت ہوگئی۔

نمبر5: فرعون نے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ غرق ہونے سے بچنے کے لئے کلمہ توحید پڑھا تھا، جبکہ حضرت یونس علیہ السلام نے غرق ہونیکی پرواہ نہ کی اپنی اطاعت میں کوتاہی کی معافی مانگی لہذا معافی اور نجات دونوں ملیں۔

اس کلمہ کی عجیب شان ہے اس طرح کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے بے شمار عبادات مثلاً، نماز، روزہ، حج زکوۃ کا حکم فرمایا ہے، لیکن کوئی عبادت ایسی نہیں جسکے اندر اللہ سبحانہ وتعالی نے بندے کے ساتھ موافقت کی ہو۔ یعنی اسکو خود بھی ادا فرمایا ہو سوائے کلمہ توحید کے اسکے پڑھنے کا بندوں کو حکم فرمایا اور اس کلمہ توحید کو خود بھی پڑھا، ارشاد ہے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ

Marfat.com

لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ وَالْـمَلٰۤئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُـوَ الْـعَـزِيْـزُ الْـحَكِيْمِ ﴾ (یعنی اللہ گواہ ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں فرشتے اور اہل علم بھی گواہ ہیں اور اللہ انصاف پر قائم ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی غالب حکمت والا ہے۔) اس آیت کے شروع میں پہلے خود ﴿لا اله الا هو﴾ کی گواہی عطا فرمائی ہے۔ آل عمران)

اس آیت میں کلمہ توحید دو مرتبہ ہے۔ اول میں بھی اور آخر میں بھی۔ یہ اشارہ ہے کہ اے اولاد آدم اپنی زندگی کے اول اور آخر دونوں میں اس کلمہ توحید پر قائم رہو تاکہ دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل ہو۔

قابل غور

اس اوپر والی آیت کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی نے کلمہ توحید کا اقرار کرنیوالے بندوں کو ایک اہم مقام سے نوازا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنی ذات کے بعد کل مخلوقات میں سے تیسرا درجہ عطاء فرمایا ہے۔ اسطرح کہ شہادت کے اندر اول درجہ اپنی ذات عالیہ کے لئے ہے ارشاد ہے کہ ﴿شَهِدَ اللّٰه﴾ دوسرا درجہ فرشتوں کا ہے ﴿وَالْمَلٰۤئِكَة﴾ تیسرا درجہ ﴿وا لـوا الـعـلـم﴾ یعنی کلمہ توحید کا اقرار کرنیوالوں کا ہے۔ اس سے زیادہ باعث فخر کیا چیز ہے؟

Marfat.com

واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو کسی وزیر کی ضرورت تھی، جبریل امین تشریف لائے اور حکم الٰہی سنایا کہ فلاں آدمی کو وزیر بنادو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اس آدمی کو دیکھا تو اسکو معمولی سمجھا۔ حکمت دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے بچپن میں عزیز مصر کے سامنے آپکے پاکباز ہونیکی گواہی اور شہادت دی تھی اور آپ پاکباز ٹھیرے تھے۔ لہذا اسکا آپ پر حق شہادت ہے اس لئے اسکو اپنا وزیر بنائیں۔

غور کیجئے کہ مخلوق کیلئے شہادت دینے پر یہ اجرت ہے، جو انسان مالک جل وعلاء کیلئے شہادت دیگا اسے دنیا کے اندر معرفت الٰہی اور آخرت میں رحمت الٰہی کیسے حاصل نہ ہوگی۔

Marfat.com

لطیف بات

حدیث شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اسکے تمام گناہ معاف۔غور کیجئے کہ آمین کی فرشتوں کے ساتھ موافقت ہو تو یہ فضیلت ہے اور جسکی شہادت توحید شہادت الہی کے موافق ہو اسکی کیا فضیلت ہوگی اور اسکو کیا کچھ نہ ملے گا۔جس کی طرف قرآن حکیم نے مختلف حالات کے حامل بندوں کیلئے مختلف اشارے اس طرح فرمائے ہیں کہ

اگر کلمہ توحید والا عام مؤمن طبعی موت مرا ہے تو اسکے لئے ارشاد ہے

﴿لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنَ﴾ (انکا اجر کبھی نہ ختم ہوگا، الانشقاق)

نیز ارشاد ہے﴿عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ (ایسی مہربانی جو کبھی ختم نہ ہوگی، ہود)

اگر کلمہ توحید کی اشاعت کیلئے جان دیکر شہید ہوا ہے تو اسکے لئے ارشاد ہے

﴿لَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ﴾ (انکو مردہ بھی نہ کہو یہ زندہ ہیں، البقرہ)

اور اگر کلمہ توحید پر موت پانیوالے انبیاء اکرام علیہم السلام ہیں تو انکے لئے ارشاد ہے﴿سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنِ﴾ (تمام رسولوں پر سلام، ص)

اگر خاص نبی حضرت نوح علیہ السلام ہیں تو ارشاد ہے﴿سَلٰمٌ عَلٰى

Marfat.com

نُـوحٍ فِـى الْـعَـالَـمِيْـنَ ﴾ (قیامت تک نوح علیہ السلام پر سلام ہو، الصافات)

اور اگر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہیں تو ارشاد ہے ﴿سَـلٰـمٌ عَـلٰـى مُوسٰى وَهَارُوْنَ ﴾ (قیامت تک موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر سلام پہنچے، الصافات)

اگر ابراہیم علیہ السلام ہیں تو ارشاد ہے ﴿سَـــــلٰـــــمٌ عَلٰىاِبْرَاهِيْمَ ﴾ (ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو، الصافات)

کلمہ توحید پر محنت کرنیوالے صاحب لولاک، امام الرسل، سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا عظیم الشان فضل ہے، النساء)

Marfat.com

کلمہ توحید کی وصیت

حکیم لقمان جنکا تذکرہ قرآن میں موجود ہے جب وہ دنیا سے جانے لگے تو انہوں نے اپنے عزیز بیٹے کو بلایا اور کلمہ توحید یعنی ﴿لاالہ الاالله﴾ پر رہنے کی وصیت کی اور عقیدہ توحید کو مضبوط پکڑے رکھنے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ توحید پر قائم رہنا بیٹا شرک نہ کرنا ارشاد الٰہی ہے ﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ (یعنی اے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے، لقمن)

حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب کی وصیت

حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو کلمہ توحید پر پختہ رہنے اور مرنے تک اسی پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی ارشاد الٰہی ہے ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (اسی دین توحید اور اسلام کی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی اپنے بیٹوں کو اور یہ کہا کہ اللہ نے تم کو یہ دین توحید چن کر دیا ہے لہذا اسی دین توحید اسلام کی حالت میں تمہیں موت آنی چاہئے البقرہ)

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے کو بلا کر کلمہ توحید یعنی ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی وصیت فرمائی اور یہ کہا کہ میں تجھے ﴿لا الہ الا اللہ﴾ پر قائم رہنے کا حکم دیتا ہوں، زمین و آسمان سے یہ کلمہ وزنی ہے (مسند احمد بروایت ابن عمر)

امام احمد بن حنبلؒ

امام احمد بن حنبلؒ جنکا مقام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کس کو معلوم نہیں کہ انہوں نے دین حنیف کے لئے کیا کیا قربانیاں دی ہیں۔ جب انکی موت کا وقت آیا انکا بیٹا پاس موجود تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا ﴿لا بعد لا بعد﴾ (ابھی نہیں ابھی نہیں) بیٹے نے کہا کہ والد محترم یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ اس وقت نزع میں ہیں انہوں نے فرمایا کہ شیطان میرے پاس آکر کھڑا ہوا اپنی انگلیاں کاٹ رہا ہے اور کہہ رہا ہے احمد تم مجھ سے بچ گئے میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں جب تک کہ میری موت کلمہ توحید اور خاتمہ ایمان پر نہ ہو جائے۔

(حلیۃ الاولیاء ابونعیم ج 9 ص 170، مناقب امام احمدؒ از ابن الجوزیؒ ص

Marfat.com

(546

عبد الغافر فارسیؒ فرماتے ہیں کہ ابو بکرؒ لباد کی موت کے وقت انکے پاس موجود تھا انکی جان نکل رہی تھی اور وہ اسماء حسنی میں ﴿اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ﴾ کا ورد فرما رہے تھے (یہ حقیقت میں کلمہ توحید ہی تو ہے) تاریخ نیساپور (ص ۳۶)

امام الانبیاء سید الکونین ﷺ کی وصیت

امام الانبیاء سید کونین ﷺ کی وصیت کے بارہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آپ ﷺ کی آخری وصیت کو پڑھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ سورۃ الانعام آیت نمبر 161 تا 163 پڑھے۔ (ترمذی طبرانی وغیرہ)

(کیونکہ ان آیات کے اندر کلمہ توحید کی دعوت ہے۔ رشیدی)

Marfat.com

ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے انفرادی وصیت

خود ذات وحد صمد سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو زندگی کے آخری لمحات میں اس کلمہ توحید پر قائم رہنے کی انفرادی وصیت فرمائی ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ولَاتَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسلِمُوْنَ﴾ (تمہیں موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو، آل عمران) ظاہر ہے کہ کلمہ توحید کے بغیر تو اسلام نہیں رہ سکتا۔

ذات واحد حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اجتماعی وصیت

ذات واحد سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کیلئے ایک اجتماعی وصیت ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (یعنی اولین وآخرین کو ہم نے خاص اجتماعی حکم دیا ہے تقویٰ پر قائم رہنے کا، النساء)۔ ظاہر ہے کہ توحید سے بڑا تقویٰ کیا ہو سکتا ہے؟ اسی لئے ارشاد گرامی ہے ﴿من كان آخر كلامه لااله الاالله فقد دخل الجنة﴾ (جس کا آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں جائے گا)

Marfat.com

وحدانیت کا دعوی

ہر دعوی اور بات کا کوئی گواہ ہوتا ہے کیا توحید کا بھی کوئی گواہ ہے؟
ضرور ہے قرآن سے معلوم کیجئے قرآن آپ کو کلمہ توحید اور توحید کے گواہ بتائے گا اور اسکا دعویدار بھی بتائے گا۔
وحدانیت اور کلمہ توحید کا مدعی اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ ہے
ارشاد الٰھی ہے ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (یعنی جان لو، سن لو، سمجھ لو، ﴿اَاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه﴾ ایک حقیقت ہے، محمد
حضرت موسی علیہ السلام طور پر گئے اس ذات احد صمد نے اپنا تعارف کروایا ﴿اِنَّنِی اَنَا اللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنَا﴾ (میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، طہ)
جو اس دعوی کو قبول نہ کرے اور اس پر اپنی پوری زندگی کو نہ کھپائے ذات برحق سبحانہ وتعالی نے اسے بدبخت اور متکبر قرار دیا ارشاد ہے ﴿اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (یہ وہ بدبخت ہیں جب انکے سامنے لا الہ الا اللہ کا دعوی پیش ہوتا تو یہ تکبر کرتے، المؤمنون)
حضرت یونس علیہ السلام خدائی جیل میں ایسے گرفتار ہوئے جہاں کسی کی رسائی نہ تھی، شک بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ اس جیل میں بھی کوئی قید ہوسکتا ہے قرآن نے خود جسے ﴿ ظلمات ﴾ کہا ہے حضرت یونس علیہ السلام کو

Marfat.com

وہاں سے جو رہائی ملی وہ صرف اسی وجہ سے ملی کہ وہ اس دعویٰ کے ماننے والے تھے اور اس عجیب وغریب جیل میں بھی اسی کی دہائی دے رہے تھے ﴿لا الــه الا انت ﴾ (تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، الانبیاء)

اگر وہ اس دعویٰ توحید کے ماننے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک رہائی نہ پاسکتے ارشاد الٰہی ہے ﴿فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (اگر لا الہ الا اللہ کے تسبیح خواں نہ ہوتے تو قیامت تک عجیب وغریب خدائی جیل (مچھلی کے پیٹ) میں رہتے، الصافات)

ارشاد ہے ﴿هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ (یہ دعویٰ سورۃ الحشر کے آخر میں تین مرتبہ موجود ہے، الحشر)

توحید کے گواہ

نمبر ا: سب سے بڑا گواہ اللہ خود ہے چنانچہ ارشاد ہے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، آل عمران﴾ (یعنی لا الــه الا الــلـه کا خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ گواہ ہے۔

نمبر 2: لا اله الا الله کی حقیقت کے فرشتے بھی گواہ ہیں اسی آیت میں ارشاد ہے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ والملائكة﴾ (اور فرشتے

Marfat.com

لا الہ الا اللہ کی حقیقت کے گواہ ہیں)

نمبر 3: تمام اہل علم کلمہ توحید ﴿لاالٰہ الا اللہ﴾ کے گواہ ہیں اسی آیت میں ارشاد موجود ہے

﴿شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلَآئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ﴾ (اور علم والے گواہ ہیں۔(مختصر سبل الھدی ولرشاد)

نمبر 4: تمام عقلاء کلمہ توحید ﴿لاالٰہ الا اللہ﴾ کے گواہ ہیں بشرطیکہ عقل صحیح ہو۔ اسکے لئے زمانہ جاہلیت کے توحید پرستوں کی فہرست پر نظر ڈالئے۔ حضرت قیس بن ساعدہ ایادی، حضرت ورقہ بن نوفل، حضرت زید وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

نمبر 4: ہر انسان کی فطرت کلمہ توحید ﴿لاالٰہ الا اللہ﴾ کی گواہ ہے کیونکہ اس توحید کی تخم ریزی عہد ﴿الست﴾ کی صورت میں انسان کی فطرت میں رکھی گئی ارشاد الٰہی ہے ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا﴾ (یعنی تیرے رب نے تمام بنی آدم کی پشتوں سے انکی اولاد کو نکال کر اپنی جانوں پر گواہ بنایا اور اقرار کروایا کیا میں تمہارا رب نہیں سب نے کہا بالکل ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں، اعراف ۱۷۲)

پھر اسی فطرت توحید پر ہر انسان ماں کے پیٹ سے بنتا چلا آرہا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا﴾ (اللہ نے

Marfat.com

اسی فطرت پر انسان کو پیدا فرمایا ہے، الروم)
اگر معاشرہ انسان کو غلط رہنمائی نہ کرے تو انسان اسی فطرت توحید پر رہے گا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ﴿كُلُّ مُوْلُوْدٍيُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَـاَبَـوَاهُ اَن يُّهَـوِّدَ انِـهٖ اَوْ يُـنَـصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ ﴾(ہر پیدا ہونے والا بچہ اسی دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اسکے والدین اسکو یہودو نصاری بناتے ہیں (بخاری، ومسلم)

نمبر 6: آفاق کائنات بھی کلمہ توحید کے گواہ ہیں ارشاد عالی ہے﴿ سَـنُـرِيُهِـمْ آيَـاتُنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّـهُ الْحَقُّ﴾ (ہم انکو آفاق اور انکی اپنی جانوں میں قدرت کی نشانیاں دکھلائیں گے انکو اسکا حق ہونا واضح ہو جائیگا، فصلت ۵۳)

Marfat.com

کلمہ توحید کے اقرار کی حقیقت

ہمیں یہ بات خوب سمجھ لینا چاہئے کہ کلمہ توحید کے اقرار کا مفہوم صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ کے موجود ہونے پر ایمان لائے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کے وجود کو تو مشرکین مکہ بھی جانتے تھے بلکہ توحید کی ایک خاص قسم توحید ربوبیت کے قائل تھے کہ رب صرف وہی ہے یعنی پالنے والا رازق اور مدبر کائنات محیی و ممیت وہی ہے اس درجہ میں وحدانیت کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ ان صفات کا مالک اللہ ہے اسکے سوا کوئی نہیں غور کیجئے سورہ یونس آیت نمبر 31 میں ہے کہ

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ (اے محمد ﷺ آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان وزمین میں رازق کون ہے؟)

﴿اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ﴾ (کان آنکھ کا مالک کون ہے؟)

﴿وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ (زندہ کو مردہ سے اور مردے کو زندہ سے نکالنے والا کون؟)

﴿وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ (مدبر کائنات کون ہے؟)

﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾

ان تمام باتوں کا جواب انکی طرف سے یہی تھا کہ ان سب صفات اور افعال کا مالک صرف اللہ سبحانہ وتعالی ہی ہے انکے سوا کوئی نہیں ہے

Marfat.com

اسی کو توحید ربوبیت کہتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود وہ مشرک کہلائے ۔معلوم ہوا کہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو موجود ماننا، اپنا پیدا کرنے والا ماننا، رازق تسلیم کرنا، خداوند قدوس کو آسمان اور زمین کا خالق ماننا کلمہ توحید کا اقرار نہیں ہے بلکہ توحید الوہیت کو ماننے کا نام کلمہ توحید کا اقرار ہے، اجمالی طور پر اسکا مفہوم اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے اور لا الہ کے ساتھ الوہیت والی صفت کی کل کائنات کے ہر فرد سے نفی کی جاسکتی ہے ہر چیز کا نام لیکر بار بار اسکی نفی کرینگے تو آپ کو لا الہ خوب سمجھ آئیگا ذرا کہکر دیکھیے۔

﴿لا الہ﴾ کوئی اس بات کے لائق نہیں کہ اس کے لئے تعظیم میں رکوع کیا جائے یا سجدہ کیا جائے۔

﴿لا الہ﴾ کوئی اس لائق نہیں کہ اسکی اتنی تعظیم کی جائے جس سے عبادت کا درجہ پیدا ہو جائے۔

اسی لئے احادیث میں اس بات سے منع فرمایا گیا ہے کہ ایک آدمی بیٹھا ہو اور لوگ ہاتھ باندھے اسکی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں ۔

﴿لا الہ﴾ کوئی اس لائق نہیں کہ دل کے اندر اس سے اتنی محبت رکھی جائے جتنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہونی چاہیے بلکہ اشد درجہ کی محبت اسی ذات سبحانہ وتعالیٰ سے ہونی چاہیے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (اور جو مومن ہیں انکو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہی سب سے زیادہ محبت ہے، البقرہ ۱۶۵)

Marfat.com

﴿لا اله﴾ یعنی اسکے سوا کسی کے پاس میرا نفع نہیں یا اسکے سوا کوئی نافع نہیں ہے ﴿ولا ینفعھم، یونس﴾

﴿لا اله﴾ اسکے سوا کسی کے پاس میرا نقصان نہیں یا کوئی ضار نہیں ﴿وَلَا يَضُرُّهُمْ، یونس﴾

﴿لا اله﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نفع آئے تو کائنات میں کوئی اس لائق نہیں کہ اس نفع کو روک سکے ارشاد الٰہی ہے ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا﴾ (الفاطر۲)

﴿لا اله﴾ اگر وہ ذات واحد نفع کو روک دے تو کوئی اس لائق نہیں کہ نفع پہنچا سکے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ، مِنْ بَعْدِهٖ﴾

﴿لا اله﴾ اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ اسکے سوا کوئی شافی نہیں ہے شفا اسی سے مانگ ابراہیم علیہ السلام نے اس حقیت کا اعتراف اس طرح فرمایا ﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ (جب میں بیمار ہوا اسی نے مجھے شفاء بخشی، الشعراء ۸۰)

آپ غور کرینگے کہ جب ابرہیم نے اپنی بیماری کا ذکر فرمایا تو ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا جو کہ یقین پر دلالت کرتا ہے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالی کا فعل یعنی شفاء اسکو فعل مستقبل کے ساتھ ذکر فرمایا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میرا بیمار ہونا یقینی ہے اور کبھی نہ کبھی میں بیمار ہوا تھا اسی سے شفاء مانگی تھی اس ہی نے اس وقت بھی شفاء عطا فرمائی

Marfat.com

تھی اگر آئندہ بیمار ہوا پھر بھی شفاء وہی دے گا نہ پہلے کسی کے پاس میری شفاء تھی نہ مستقبل میں بلکہ ماضی اور مستقبل میں سب کچھ اس ہی کے پاس ہے۔

﴿لا الہ﴾ آپکو یہ سمجھاتا ہے کہ اسکی کوئی نظیر اور مثال نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی اسکی مثل ہوتو اسکے اندر بھی معبود ہونے کی خوشبو ہوگی ارشاد ہے﴿لیس کمثلہ شئی﴾ (یعنی اسکے مثل کوئی چیز نہیں، البقرہ)

نیز ارشاد ہے اسکے لئے کوئی مثال مت دے اسی کو تو فرمایا﴿فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰهِ الۡاَمۡثَالَ﴾ (النحل ۷۶)

﴿لا الہ﴾ ہر کلمہ گو مسلم کو یہ دعوت دیتا ہے کہ اس ذات واحد کے لئے کوئی کفو (برابر ہم پلہ) نہیں ہے ارشاد الٰہی ہے﴿وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے الاخلاص ۵)

﴿لا الہ﴾ آپکو یہ کہتا ہے کہ اس کے لئے کوئی ند (مقابل، نظیر، مثل، شریک) نہیں ہے ارشاد الٰہی ہے﴿فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا﴾ (مت ٹہراؤ اللہ پاک کے مقابل، البقرہ ۲۲)

اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں اللہ سبحانہ وتعالی یہ فرمارہے ہیں کہ تم اللہ کے لئے ند نہ بناؤ یعنی ایک چیز یا ایک معاملہ جو تم اپنے رب سبحانہ وتعالی کے ساتھ کرتے ہو مثلا عاجزی، پکار، دعا، نذر، منت، غرض کہ جو بھی کچھ تم اللہ کے ساتھ کرتے ہو وہ کسی اور کے ساتھ نہ کرو مثلا مؤمن بندہ اپنے

Marfat.com

کسی بھی معاملہ کو اللہ کی مشیت میں دیتا ہے اسے چاہئے کہ صرف اللہ کی مشیت ہی کے حوالے کرے مخلوق میں سے کسی کے حتی جناب اقدس ﷺ کی مشیت کے حوالے بھی نہ کرے کیونکہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے ایسا کرنے پر فرمایا ﴿اجعلتنی للہ ندا﴾ (اس نے کہا تھا کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، آپنے فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟ صرف یہ کہہ جو اللہ چاہے، سنن نسائی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے کبھی غور فرمایا ہے عبادت کے بعد سب سے اہم درجہ سرکار دو عالم ﷺ پر درود شریف کا ہے اس میں بھی یہ کہنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے ﴿اللھم صل﴾ اے اللہ محبوب کائنات پر تو رحمت نازل فرما۔ آپ کی ذات عالیہ کے لئے بھی رب سبحانہ وتعالی سے مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے اسی لئے تو اس درود کو تمام درود پر فضیلت حاصل ہے۔

﴿لا الہ﴾ آپ کو یہ سمجھاتا ہے کہ اس ذات واحد کے لئے کوئی بیوی نہیں ہے کیونکہ بیوی کا خاوند پر کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہے اور جو اثر کو قبول کرے وہ معبود نہیں ہوسکتا۔

بیوی کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے اور جو دل اور دل کے میلان کے ہاتھوں مجبور ہو وہ کبھی بھی الہ نہیں ہوسکتا اسی لئے تو فرمایا کہ ﴿لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾ (یعنی اس ذات معبود نے نہ کسی کو اپنی بیوی بننے کا شرف بخشا ہے نہ ولدیت کا، الاسراء) نیز ارشاد ہے ﴿ولم تکن له

Marfat.com

صـــــاحبة ﴾ (اسکی کوئی بیوی نہیں ہے، الانعام) نیز ارشاد ہے ﴿ومَا یَنۡبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ۔ اِنۡ کُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ﴾ (یعنی بیٹا تو اسکی شان کے مناسب نہیں کل کائنات اسکی غلام ہے غلاموں کو بیٹا کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ مریم، ۹۱)

لطیفہ روحانیہ

غور فرمائیں کہ قرآن حکیم کے اندر کسی عورت کا نام نہیں ہے سوائے حضرت مریم کے اور یہ نام متعدد مرتبہ آیا ہے یہ صرف اس لئے کہ کچھ ملعون کہتے تھے کہ حضرت مریم اللہ سبحانہ وتعالی کی بیوی ہے۔

رب کائنات جل وعلی نے حضرت مریم کا نام لے کر دنیا کو سمجھا دیا کہ مریم میری بیوی نہیں ہے کیونکہ غیرت مند انسان اپنی بیوی کا کسی کے سامنے نام لینا پسند نہیں کرتا اگر مریم میری بیوی ہوتی تو غیرتوں کا پیدا فرمانے والا سب سے بڑا غیرت مند (جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ سید کونین ﷺ نے فرمایا تم سعد کی غیرت کو نہیں دیکھتے میں سعد سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اللہ سبحانہ وتعالی مجھ سے بھی بہت زیادہ غیرت والے ہیں (بخاری ج 2) اللہ کبھی بھی اپنی بیوی کا نام قیامت تک آنے والی مخلوق کو نہ سناتا (تفسیر عثمانی، از علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)۔

نیز قیامت کے دن کل کائنات کے سامنے اپنی بیوی کو حاضر نہ کرتا جبکہ یہ

Marfat.com

طے شدہ حقیقت ہے کہ حضرت مریم بھی ﴿علی رئوس الخلائق﴾ حاضر ہونگی۔

نیز حضرت مریم کے بارے میں نام لے کر اپنی طرف سے انکے ہلاک کر دینے کا تذکرہ فرمایا اگر مریم بیوی ہوتی تو اسکی ہلاکت کا تصور بھی نہ ہوتا ارشاد ہے ﴿اِنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّھۡلِكَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا﴾ (یعنی اگر اللہ حضرت عیسی بن مریم اور انکی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کردے تو کون بچا سکتا ہے؟ المائدہ ۱۶)

اسلئے لا الہ آپ سے تقاضہ کرتا ہے کہ اسکے لئے رشتہ ولادت مت مانیں

۔

اللہ تعالی کے لیے رشتہ ولادت ماننا کہ اسکا کسی سے کوئی رشتہ ہے یہ کتنا خبیث کلمہ ہے خود خداوند قدوس کے ارشاد حقانی سے سنئے ﴿کَبُرَتۡ کَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ﴾ (یہ بہت بڑی بات ہے جو انکے منہ سے نکلی ہے، الکہف)

اسکے بڑے ہونے کا اندازہ فرمائیں ارشاد ہے ﴿تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا﴾ (یعنی آسمان پھٹ سکتا ہے زمین شق ہو سکتی ہے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو سکتے ہیں رب رحمٰن کے لیے ولدیت کا رشتہ ماننے سے، اللہ سبحانہ وتعالی اس رشتے سے پاک ہیں، مریم)

قرآن حکیم کے اندر ایک آیت مبارکہ میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

طرف سے ایک ایمان افروز اعلان کروایا گیا ہے جو کہ ہر مسلم کے لیے ایک ھدایت نامہ ہے۔ ارشاد ہے﴿قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العابدِیْن﴾ (یعنی بالفرض اگر رب رحمٰن کے لیے کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اسکی الوھیت کو مانتا اور اسکا عبادت گزار بنتا، الذخرف)

ظاہر ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی عبادت کرتے تو باقی امت کے متعلق آپکا کیا خیال ہے؟

اس سے یہ بات سمجھائی کہ اس ذات واحد کیلئے سلسہ اولاد کو فرض بھی نہیں کیا جا سکتا۔

﴿لا الہ﴾ آپ سے یہ تقاضہ کرتا ہے کہ کل کائنات کے اندر اس ذات کے سوا کسی کے لیے کوئی اختیارات نہ مانے اس بات کا یقین رکھے کہ اس ذات کی اجازت کے سوا کوئی حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ جبرائیل علیہ السلام عظیم الشان مقدس فرشتہ انکی اجازت کے بغیر زمین کی طرف سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے بھی نہیں آسکتا ارشاد الٰہی ہے﴿وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾ (یعنی ہم رب سبحانہ وتعالی کے حکم کہ بغیر اتر بھی نہیں سکتے، مریم)

نیز ارشاد عالی ہے﴿لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئٌ﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپکو بھی کوئی اختیار نہیں۔ آل عمران)

نیز ارشاد مبارک ہے﴿اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ﴾ (تمام اختیارات

Marfat.com

اسی کے پاس ہیں، ہود)
نیز ارشاد ہے﴿بَل لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ﴾ (یعنی تمام اختیارات اللہ ہی کے پاس ہیں، الرعد)
نیز ارشاد ہے﴿مَاکَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةِ ﴾ (کل کائنات میں کسی کیلئے کوئی اختیار نہیں ہے، القصص)

﴿لا الٰه﴾ آپکو یہ سمجھاتا ہے کہ کل کائنات کے اندر کسی کو ایسا سفارشی نہ سمجھو کہ اللہ کی مرضی کے بغیر اس سے کچھ کروالے گا ارشاد الٰہی ہے﴿مَنْ ذَی الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَه اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (یعنی وہ کون ہے جو اسکی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے؟ البقرہ)

﴿لا الٰه﴾ آپکو یہ سمجھاتا ہے کائنات کی ہر چیز کی تاثیر اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے اس ذات کے حکم کے بغیر کوئی چیز اثر پذیر نہیں ہوسکتی قرآن حکیم کے اندر ارشاد مبارک ہے﴿قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ ﴾ (کہہ دیجیے کون ہے وہ جسکے ہاتھ میں ہر چیز کی تاثیر ہے)

امید ہے کہ آپ نے﴿لا الٰه﴾ کے مفہوم کو خوب سمجھ لیا ہوگا اور یہ بات بھی سمجھ آگئی ہوگی کہ مشرکین مکہ کو﴿لا الٰــه﴾ کی ضرب صرف اسی لیے برداشت نہیں ہو رہی تھی کہ یہ﴿لا الٰه﴾ کا کلمہ مبارک کائنات کی ہر مخلوق سے الوھیت والی صفت کی نفی کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ﴿لا﴾ کائنات کے اندر کوئی بھی اس قابل نہیں کہ اسکے اندر﴿الٰــه﴾ ہونے کی اھلیت ہو۔

Marfat.com

اگر کوئی فرشتہ بھی جنکی طاقت اور قوت اور قرب الٰہی کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے اگر ان میں سے بھی کوئی کہے کہ ﴿اِنِّـیْ اِلٰـهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَـذٰلِكَ نَـجْـزِيْـهِ جَهَنَّمَ﴾ (یعنی میں الہ ہوں اس کی سزا جہنم ہے (الانبیاء)

کفار یہ سن کر کہہ رہے تھے ﴿اَجَـعَـلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًـا وَّاحِـدًا اِنَّ هٰذَا لَشَـیْءٌ عُـجَـابٌ﴾ (یعنی عجیب بات ہے کہ تمام معبودوں کے بجائے صرف ایک ہی ذات معبود ہے)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ سے دعاء ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کلمہ توحید کی حقیقت کو ہمارے دلوں میں ایسا ہی اتار دے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اس کی محنت فرما رہے تھے۔

Marfat.com

کلمہ توحید کا درخت

انسان اس دنیا کے اندر رہتا ہے انسان کا کل نظام جس طرح ایام کے ساتھ ملا ہوا ہے اسی طرح زمانہ کے ایام بھی انسان کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ سال ایک وقت کی طرح ہے مہینے اسکی شاخ ہیں دن اسکے ٹہنے ہیں، گھڑیاں اسکے پتے ہیں، سانس اسکے پھل ہیں، جسکے سانس اطاعت میں گزرتے ہیں اسکے درخت کا پھل میٹھا اور پاکیزہ ہے اور جسکے سانس نافرمانی میں گزرتے ہیں اسکا پھل تھور کی طرح کڑوا ہے۔

اس درخت کا پھل قیامت کے دن ٹوٹے گا اس دن کڑوے اور میٹھے پھل کا فرق معلوم ہوگا۔

بالکل اسی طرح کلمہ توحید بھی دل کے اندر ایک درخت ہے اور اعمال اسکی شاخیں ہیں اور اسکا پھل دنیا اور آخرت میں میٹھا ہے جس طرح جنت کا پھل نہ تو کبھی ختم ہوگا اور نہ اس سے رکاوٹ ہوگی اسی طرح کلمہ توحید کا پھل نہ ختم ہوگا نہ رکاوٹ ہوگی، ارشاد الٰہی ہے ﴿كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ، تُؤْتِي اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا﴾ (پاکیزہ کلمہ ایسا ہے جیسے پاکیزہ درخت ہوتا ہے، مضبوط، بلند سدا بہار درخت کی طرح اس کلمہ توحید

Marfat.com

کی جڑ بھی مضبوط ہے اس سے نکلنے والے اعمال کی شاخیں آسمانوں تک بلند ہیں، ہر زمانے میں اس کا پھل سدا بہار ہے، اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم سے، ابراہیم)۔

کلمہ توحید کو ترک کرنے سے شرک، ریاء (دکھلاوا) اور کذب اسکا بھی دل کے اندر ایک درخت پیدا ہوتا ہے، یہ اس گندے درخت کی طرح ہے جس کی نہ تو جڑیں مضبوط ہیں، نہ شاخیں بلند ہیں، نہ پھل مزیدار ہے ،اسی کو قرآن نے خبیث درخت کہا ہے، ارشاد الٰہی ہے ﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ (گندی بات کی مثال گندے درخت کی طرح ہے جو زمین سے اکھڑا ہوا ہو اسکے لئے کوئی ٹھہراؤ نہیں، ابراہیم) اسکا پھل آخرت میں زقوم (تھور) کی شکل میں برآمد ہوگا ارشاد ہے ﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ﴾ (یعنی زقوم کا درخت بدکاروں کی خوراک ہوگا، الدخان)

اس ساری مثال سے معلوم ہوا کہ کلمہ توحید اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل بھی ہوں، جس طرح پھل اسوقت تک تندرست نہیں رہ سکتا جب تک کہ درخت مضبوط اور تندرست نہ ہو اسی طرح کلمہ توحید ایک درخت ہے باقی اسلامی احکام اسکے پھل ہیں جب تک کلمہ توحید پر بندہ پختہ، مضبوط، ثابت قدم نہ ہوگا اسکے باقی اعمال بھی درست نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

لاالہ الااللہ کے لفظی فوائد

نفی اور اثبات

ایک نفی ہوتی ہے اور ایک ہوتا ہے اثبات۔ قانون یہ ہے کہ اثبات نفی سے مقدم ہوتا ہے لیکن کلمہ توحید کے اندر نفی کو مقدم فرمایا گیا ہے اور اثبات کو مؤخر، اسکی پانچ وجوہات ہیں:

نمبر1 : یہاں مقصود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت ہے تاکیدی طریقہ سے اسلئے نفی کو پہلے لائے کیونکہ نفی کے بعد تاکید زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

نمبر2 : ﴿لاالٰہ الا اللّٰہ﴾ اسکے اندر بظاہر کلام کی ابتدا نفی سے ہو رہی ہے اور اسکے لفظوں میں آپکو نفی نظر آرہی ہے لیکن حقیقت میں اگر آپ غور فرمائینگے تو یہ کلام مثبت ہے کیونکہ ﴿لاالٰہ الااللہ﴾ اسکا معنی بنتا ہے کہ ﴿اللہ موجود وحدہ﴾ (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ موجود ہیں وحدہ لاشریک ہیں) لہذا کلام کی ابتداء مثبت ہوئی۔

نمبر3: اس کلمہ توحید کے اندر نفی اور اثبات اسلئے بھی رکھا گیا ہے کہ کسی انسان کے اندر دو دل نہیں ہوتے ارشاد الٰہی ہے ﴿مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ﴾ (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک آدمی کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے، الاحزاب۔) نیز ایک دل میں دو چیزیں بھی نہیں سما سکتی۔ اگر دل میں دو چیزیں ہوں تو جو حصہ ایک

Marfat.com

سے مشغول ہے دوسری سے محروم رہے گا۔ لہذا پہلے ﴿لا﴾ کے ذریعے نفی کروا کر غیر اللہ سے دل کو خالی اور فارغ کر دیا گیا اب دل کا ہر گوشہ خالی تھا، اب ﴿الا اللہ﴾ کی ضرب لگوا کر دل کے ہر گوشہ اور ہر جہت اور سمت کو اللہ کی ذات عالیہ کے ساتھ مستحکم کر دیا گیا، اسی کو فرمایا گیا ﴿کَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ﴾ (یعنی انکے دل میں ایمان لکھ دیا گیا ہے، الاحزاب) نیز ارشاد فرمایا ﴿حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ (تمہارے لئے ایمان کو پسند کیا اور تمہارے دلوں کو زینت بخشی، الحجرات) لہذا دل انوار الہیہ کے ساتھ روشن اور مزین ہو گیا۔

نمبر 4: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه﴾ اس پورے کلمہ توحید کے اندر تمام حروف جوفی ہیں (یعنی منہ کے اندر سے ادا ہوتے ہیں) ہونٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی انسان ان کلمات کو اگر صرف زبان سے ادا کر لے تو اسکا کوئی فائدہ نہیں جب تک دل کی گہرائی سے ادا نہ کرے ارشاد ہے ﴿إِذَا جَآئَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكٰذِبُونَ﴾ (جب آپکے پاس منافق آئیں اور آپکے اللہ کے رسول ہونیکی گواہی دیں اللہ تو پہلے ہی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن منافق بے ایمان جھوٹے ہیں، المنافقون) (انہیں اس گواہی کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ صرف ہونٹ کی حد تک ہے دل کی گہرائیوں سے نہیں ہے، از رشیدی)

Marfat.com

نمبر 5: اس کلمہ توحید میں اول تا آخر کوئی حرف نکتہ والا نہیں ہے، نکتہ سے مجرد اور خالی ہے اشارہ ہے اس کلمہ توحید کے پڑھنے والے مؤمن کو بھی اپنا دل ماسوا اللہ سے خالی رکھنا چاہئے ارشاد ہے ﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ ﴾ (اللہ کی عبادت کرو ماسوا اللہ سے اجتناب کرو، الزمر) (معنی لا الہ الا اللہ علامہ زرکشی بدر الدین محمد بن عبداللہ زرکشی متوفی 794ھ

جیسے ایک مشہور فصیح کلام کے اندر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مافی قلبی غیر الله　　　لا اله الا الله

Marfat.com

انبیاء کرام اور کلمہ توحید

اللہ تعالی کی وحدانیت دین کے اندر اصل الاصول ہے، اسکے علاوہ باقی تمام فروع ہیں۔اسی لئے کلمہ یعنی ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کے اندر اول توحید کو رکھا گیا ہے۔

نیز قرآن مجید کے اندر بھی پہلے اسی کا درجہ ہے، ہر نبی کی زبان پر بھی پہلے اسی کا تذکرہ ہے۔دیکھئے قرآن کریم کے اندر ہے ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ﴾ (یعنی آپ یقین کیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں سے استغفار کیجئے، محمد)۔ اس آیت میں ﴿لا الہ الا اللہ﴾ یہ اصول توحید کا بیان ہے ﴿واستغفر﴾ (استغفار کیجئے) یہ فروع دین ہے اسکو بعد میں رکھا گیا کلمہ توحید کو پہلے۔

اس کلمہ توحید کو جو کہ اصل دین ہے سب سے پہلے اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس سے اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات کی معرفت ہوتی ہے اور باقی فروع دین کے اندر اطاعت ہے۔ظاہر ہے کہ ذات الہی کی معرفت اطاعت سے پہلے ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے لئے دعا فرمائی تو پہلے ذات سبحانہ وتعالی کی معرفت مانگی جو کہ اصل توحید ہے۔اسکے بعد اطاعت کا درجہ مانگا ارشاد باری تعالی ہے ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِا

Marfat.com

الـصَّـــالِـحِيْـنَ ﴾ (اے میرے رب مجھے حکم عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما، الشعراء) اس آیت میں حکم سے مراد ذات الہ الحق کی معرفت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اسی کو مانگا ہے ﴿ وَاَلْـحِـقْـنِـیْ بِـالصَّـالِحِیْن ﴾ کے اندر قوت عمل ہے اسکو دوسرے نمبر پر مانگا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو اسی ترتیب سے یعنی پہلے توحید پھر باقی دین ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ وَاَنَـا اخْـتَـرْتُكَ فَـاسْتَـمِعْ لِمَا يُوْحٰى اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴾ (یعنی میں نے تجھے چن لیا ہے وحی کو کان لگا کر سن میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میری عبادت کر میری یاد کیلئے نماز کی پابندی کر، طٰہٰ)

دیکھئے! توحید اصل ہے اسکو پہلے بیان فرمایا اور نماز فروع دین ہے اسکو بعد میں بیان فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب بچپن میں ماں کی گود کے اندر کلام فرمایا تو اس وقت اسی توحید کو اول نمبر پر بیان فرمایا ارشاد الٰہی ہے ﴿ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰـهِ آتَـانِـیَ الْـكِـتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا ﴾ (میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر کتاب نازل فرمائی اور مجھے نبی بنایا ہے، مریم) اس آیت میں توحید (جس کا ذکر اپنی عبدیت سے فرمایا) اسکو پہلے بیان فرمایا۔

Marfat.com

آپ نے غور کیا کہ چار نبی تمام انبیاء کے اندر افضل ہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ۔ ان چاروں کی زبان سے پہلے توحید کو بیان کروایا گیا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اول حق انسان پر توحید ہے اسی لئے تمام انبیاء پر پہلے ذات الہ الحق کی وحدانیت کا نزول ہوا ہے۔

غور کیجئے! سورۃ نحل کی اس آیت پر ﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ اَنْ اَنْذِرُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنَ﴾ (یعنی فرشتہ وحی لیکر نازل ہوتا ہے جس بندے پر اللہ چاہے اسکی وحی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اسکے سوا کوئی معبود نہیں، النحل)

غور کیجئے اس آیت میں ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا﴾ یہ اصول توحید ہے اسکو پہلے رکھا ﴿فَاتَّقُوْنِ﴾ یہ فروع دین ہے اور عمل ہے اسکو بعد میں رکھا گیا ہے،

نیز ارشاد ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (یعنی ہر نبی اور رسول کو ہم نے یہی وحی فرمائی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو، الانبیاء)

اس آیت میں ہر نبی کی زبان سے لا الہ کی دعوت کتنی واضح ہے۔

قرآن حکیم کی آیات دو قسم کی ہیں کچھ آیات وہ ہیں جو توحید کو بیان کرتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو فروعی اعمال کو بیان کرتی ہیں ان میں سے توحید والی

Marfat.com

آیات کو دیگر آیات احکامیہ پر فضیلت حاصل ہے مثلاً، سورۃ اخلاص، قل ہواللہ احد، نیز آمن الرسول بما انزل الیہ تا آخر سورۃ بقرہ، نیز آیت الکرسی، اللہ لا الہ الا ہوالحی القیوم، نیز شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ان مذکورہ بالا آیات کو آیات احکامیہ مثلاً يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ پر جو فضیلت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

نیز احکام والی آیات تقریباً چھے صد (٦٦٠) ہیں۔ توحید اور اہل شرک اور عبدۃ الا وثان (بت پرستوں) کی تردید کرنیوالی آیات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

توحید اور اعتراض

توحید ایک ایسا اصل ہے اس پر اعتراض حماقت اور قابل جواب ہی نہیں جیسے چڑھے ہوئے دن کے اندر سورج کے وجود پر اعتراض قابل جواب نہیں۔ بلکہ معترض کی حماقت ہے۔ غور کیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں پہنچے اور فرعون کے دربار میں رسالت کا دعویٰ فرمایا اور کہا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں اور فرعون نے کہا کہ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ یعنی ذات الٰہی پر اعتراض کیا (کہ رب العالمین کیا چیز ہے؟ الشعراء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال کا جواب ہی نہیں دیا بلکہ وجود

Marfat.com

باری تعالی کے دلائل کو بیان فرمایا﴿رَبُّکُمْ وَرَبُّ آبَائِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ (یعنی رب العالمین وہ ہے جو تمہارا اور تمہارے پہلے آباء کا بھی رب ہے، ایضا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے اپنی ذات اور کائنات میں موجودین کی ذات سے توحید الٰہی سمجھائی پھر ماضی کے لوگوں کے احوال سے توحید سمجھائی۔

بالکل اسی طرح سورۃ البقرہ میں ہے﴿اُعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلوں کو بھی، البقرہ) دیکھئے اس آیت میں پہلے موجودہ لوگوں سے پھر ماضی کے لوگوں کے حوالے سے ربوبیت اور توحید سمجھائی گئی ہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس کلمہ توحید کو کل عمر تک بیان فرماتے رہے۔ دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم حضرت نوح علیہ السلام کو کیا کہتی﴿یَانُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَکْثَرْتَ جِدَالَنَا﴾ (اے نوح تو ہم سے جھگڑتا ہے تیرا ہم سے جدال بہت زیادہ ہو گیا ہے، ھود)۔ اس سے جہاں توحید کی شدت معلوم ہو رہی ہے اسی طرح مدت کثیر بھی معلوم ہو رہی ہے یعنی تجھے ہم سے جھگڑتے بہت عرصہ بیت چکا ہے ظاہر ہے کہ یہ جھگڑا صرف توحید ذات باری تعالیٰ کا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو اپنی ذاتی عقل

Marfat.com

وشعور سے سمجھنا شروع کیا جس کو اللہ سبحانہ وتعالی نے ملکوت قرار دیا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ﴾ (یعنی جب رات تاریک ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ستارہ دیکھا اور کہا کہ یہ میرا رب ہے، جب وہ ستارہ چھپ گیا تو اسکے رب ہونیکی نفی فرمائی کہا کہ ﴿لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ﴾ (یعنی میں چھپ جانیوالوں سے محبت نہیں رکھتا، الانعام)

اسی طرح چاند کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے، جب چھپ گیا تو کہا کہ مالک کائنات اگر میری راہنمائی نہ کرتا تو میں بھٹک جاتا اور چاند کو رب مان بیٹھتا جبکہ یہ چھپ گیا ہے اور چھپنے والا رب نہیں ہوتا۔

اسی طرح جب سورج کو دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ جب غروب ہوگیا تو اسکے رب ماننے کو شرک کہا اور اس سے برات کا اعلان فرمایا۔

نیز اس مخصوص انداز بیان سے انکا کبھی طلوع ہونا اور کبھی غروب ہونا دکھلا کر انکا حادث ہونا سمجھایا، اور ظاہر ہے کہ حادث کیلئے محدث اور صانع کا ہونا خود ہی سمجھ میں آگیا اور بات واضح کر دی کہ محدث اور صانع ایک ہے اسکو ایک ماننا ہی توحید ہے جس پر میں خود بھی قائم ہوں اور تمھیں بھی وہی سمجھا رہا ہوں اسکے باوجود تم جو کچھ کر رہے ہو وہ باطل اور شرک ہے میں اس سے بیزار ہوں فرمان الٰہی ہے ﴿اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ (یعنی جن کو تم ذات الٰہی کا شریک مانتے ہو میں اس شرک سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، الانعام)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس طریقہ استدلال کو اللہ سبحانہ وتعالی نے قابل تعریف فرمایا اور اپنی طرف سے عطاء کردہ حجت قرار دیا چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے ﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ﴾ (یعنی یہ دلائل ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے عطاء فرمائے تھے، انعام) ابراہیم علیہ السلام کے اسی طرز استدلال کو اللہ سبحانہ وتعالی نے ملکوت قرار دیا ہے ارشاد ہے ﴿وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض﴾ (یعنی ابراہیم کو ہم نے زمین وآسمان کی ملکوت دکھلائی، الانعام)

غور کیجئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دنیاوی ضروریات کے اندر بھی توحید کا اعلان کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ﴿اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ O وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ﴾ (یعنی جس نے مجھکو پیدا کیا ہے ایک وہی مجھے ہدایت بھی دیگا اور وہی ہے جو کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوا وہی شفا دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے وہی زندگی دے گا، الشعراء)

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالی کی وحدانیت کیلئے اپنے باپ سے بھی مناظرہ کیا اور واضح فرمایا کہ توحید کے سوا تمام راستے شیطانی ہیں ارشاد ہے ﴿یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا O یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ﴾ (اے میرے والد آپ انکی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپکو کوئی فائدہ

Marfat.com

پہنچا سکتے ہیں، مریم) نیز فرمایا کہ وحدانیت کے سوا سب شیطان کی عبادت ہے۔

اے میرے باپ توحید کو اختیار کرنے کے بغیر رحمٰن کے عذاب کا خوف ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ﴾ (اے میرے باپ مجھے ڈر ہے کہ آپ پر رحمٰن کا عذاب نہ آجائے، مریم)

اپنی پوری قوم کے سامنے ذات وحدہ لاشریک کی توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کو بیان کرتے ہیں ارشاد الٰہی ہے ﴿اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ وَقَوۡمِهٖۤ اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ فَاِنَّهٗ سَیَهۡدِیۡنِ﴾ (جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی پوری قوم سے کہا کہ میں تمہارے تمام معبودوں سے بری ہوں سوائے اس معبود برحق کے جس نے مجھے پیدا کیا وہ یقیناً میری درست راہنمائی فرمائیگا، الزخرف)

اس توحید کے معاملے میں اس ذات واحد کے سوا یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ سب کچھ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام نے دیا یا اللہ کے نیک بندوں کا فیض ہے، آیات کے مفہوم پر غور فرمانے سے آپ ضرور سمجھ جائینگے کہ صحت، رزق، بھوک پیاس، سب کیلئے اس ذات واحد سے ہی فیض کے طلبگار ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کھانا، پینا، بیماری کے اندر، شفا، موت، حیات، نیز معافی یہ سب امیدیں اسی سے وابستہ ہیں)۔

ابراہیم علیہ السلام نے توحید کے لئے اپنی قوم سے ٹکر لی کبھی قول کے

Marfat.com

ذریعے سے، کبھی زبان کے ساتھ انکے خلاف آواز اٹھائی اور یہ فرمایا کہ ﴿مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ﴾ (یہ کیا مورتیاں ہیں جنکے سامنے تم جھکے رہتے ہو؟ الانبیاء) اور کبھی فعل کے ذریعے سے انکے ٹکڑے فرمادیئے ارشاد الٰہی ہے ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ﴾ (یعنی ان سب کے ٹکڑے کردیئے اور انکے بڑے کو چھوڑ دیا تا کہ لوگ اس طرف غور کریں اور اسکے لاعلم ہونے کی بناء پر حقیقت کو سمجھ جائیں، الانبیاء)

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے کے ظالم بادشاہ سے ٹکر لی اور بادشاہ ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کا جواب نہ دے سکا جسے رب خلیل نے اس طرح تعبیر فرمایا ﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾ (لاجواب ہو گیا وہ کافر بے ایمان، البقرہ)

تین نبیوں کا ایک انداز

ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام یہ تین جلیل القدر نبی ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت کے بیان کرنے میں یہ کیسے مشابہت رکھتے ہیں۔ غور فرمائیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں کھڑے ہیں۔ فرعون نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے کہا کہ ﴿فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى﴾ اے

Marfat.com

موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے، طٰہٰ) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ﴿رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَه ثُمَّ هَدٰی﴾ (ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو وجود بخشا پھر اسے فہم بھی دیا، طٰہٰ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر چیز کی تخلیق اور راہنمائی سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وجود سمجھایا بالکل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اسی طرح کہا ﴿اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنَ﴾ یعنی تخلیق اور راہنمائی سے وجود الٰہی سمجھایا فرق صرف یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کل کائنات کی تخلیق اور راہنمائی سے سمجھایا کیونکہ اسوقت موسیٰ علیہ السلام کے سوا بنی اسرائیل میں اور بھی توحید پرست موجود تھے اور ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ابراہیم علیہ السلام کے سوا کوئی توحید پرست نہ تھا اس لئے صرف اپنی تخلیق اور راہنمائی کا ذکر فرمایا اسلئے موسیٰ علیہ السلام نے ﴿ربنا﴾ کہا اور ابراہیم علیہ السلام نے ﴿خلقنی﴾ کہدیا، دونوں نبیوں کی دعوت کتنی مشابہت رکھتی ہے۔

مزید دیکھئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا، الشعراء) یعنی مشرق اور مغرب سے ربوبیت سمجھائی۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اگر تو رب ہے تو مغرب سے طلوع کر، آل

Marfat.com

عمران) یعنی مشرق اور مغرب سے الوہیت سمجھائی، ان دونوں دلیلوں کے اندر کتنی مشابہت ہے۔

اب حضرت سلیمان علیہ السلام کے دلائل پر غور کیجئے فرماتے ہیں کہ ﴿اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْاَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ یَعْلَمُ مَاتُخْفُوْنَ وَمَاتُعْلِنُوْنَ﴾ (یعنی یہ اللہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو چھپی چیز کو آسمان اور زمین سے نکالتا ہے اور پوشیدہ اور علانیہ کو جانتا ہے، النمل)

غور کیجئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ﴿یُخْرِجُ الْخَبْاَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (یعنی آسمان وزمین میں پوشیدہ چیزوں کو نکالنے والا) کہنا اور ابراہیم کا ﴿رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ﴾ (یعنی میرا رب زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے) کہنا نیز حضرت سلیمان علیہ السلام نے ﴿خَبْاَ فِی السَّمٰوٰات﴾ میں اللہ کا معبود ہونا بتادیا اور ابراہیم علیہ السلام نے ﴿محی و ممیت﴾ ہونا بتادیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے آسمان وزمین کی پوشیدہ چیزوں پر اللہ کی قدرت کا ہونا بیان کر کے سمجھا دیا کہ یہ مخلوق ہے خالق نہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ﴿لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ﴾ (یعنی میں چھپ جانیوالوں سے محبت نہیں رکھتا، الانعام) کہہ کر اس سے سمجھایا کہ

Marfat.com

ستارے، قمر، سورج سب محبّ ہیں محبوب نہیں، محبوب صرف وہ ایک ہی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ﴿يُخْرِجُ الْخَبْأَ﴾ کہنا اور ابراہیم علیہ السلام کا ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ﴾ کہنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (یعنی مشرق اور مغرب کا رب) کہنا ان تمام جملوں میں کیا ہی خوبصورت مناسبت ہے، البقرہ۔

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے قلوب میں چشمہ توحید ہی موجزن ہے، ان سب پاکیزہ ہستیوں کی جنگ وجدال، مختلف انداز اور مختلف زمانوں میں ایک ہی ذات کی وحدانیت کے گرد گھومتی ہے اور سب کا مقصود ذات سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت ہے۔

Marfat.com

کلمہ توحید کی دعوت مختلف زمانوں میں

اگر آپ غور کرینگے تو ابراہیم ،موسی، سلیمان علیہم السلام کے کلام اور دلائل میں جہاں مناسبت اور حسین امتزاج ہے وہاں فرق بھی ہے کہ حضرت موسی وابراہیم علیہما السلام کے دلائل میں پہلے دلائل انفسیہ کا ذکر ہے ،(یعنی اپنی ذات سے ابتدا ہے) بعد میں دلائل افلاکیہ کا ذکر ہے یعنی سورج، چاند وغیرہ مشرق ومغرب وغیرہ

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دلائل توحید کے اندر پہلے دلائل افلاک یعنی آسمان زمین، مشرق مغرب شمس وقمر کا ذکر ہے پھر دلائل انفسیہ کا یہ فرق اہل زمانہ کے احوال کی وجہ سے بھی ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ایک انسان یعنی نمرود کو معبود بنایا جارہا تھا اور موسی علیہ السلام کے زمانے میں بھی ایک بشراورانسان (فرعون) کو معبود بنایا جارہا تھا۔ اسلئے ان دونوں نے پہلے انسان کے معبود ہونیکی نفی فرمائی بعد میں افلاک کی ،اور سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں افلاک کی الوہیت یعنی سورج چاند کا چرچا تھا اسلئے پہلے انہوں نے الوہیت افلاک کی نفی فرمائی پھر انفسیہ کی۔

Marfat.com

تینوں کے دلائل کا خاتمہ

زبان سے بیزاری غور کیجئے ابراہیم علیہ السلام نے قولی دلائل کا خاتمہ غیراللہ سے بیزاری پر فرمایا ارشاد الٰہی ہے ﴿اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ﴾ (یعنی جسکو بھی تم اللہ کا شریک بناؤ چاہے اسکا تعلق انسانی جان سے ہو یا افلاک سے، شمس وقمر یا ستاروں سے ہو میں سب سے بیزار ہوں، الانعام)

عمل سے بیزاری حضرت ابراہیم نے اپنے فعل سے بھی بیزاری کا اعلان فرمایا چنانچہ سب مورتیوں اور بتوں کے ٹکڑے فرمادئے ارشاد الٰہی ہے ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا﴾ (یعنی سب کے ٹکڑے اڑادیئے، الانبیاء)

مشرکوں اور بت پرستوں کی ذہنی اور فکری توہین وتذلیل کیلئے آخری بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ اس سے سوال کریں جواب نہ دے سکے تو اسکی بے بسی کا اعتراف کریں جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے، غور کیجئے ﴿فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (یعنی تھوڑا سا دل میں غور کیا اور اپنے جی میں اپنے کو ظالم کہنے لگے، الانبیاء) چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا مقصد پورا ہوا کیونکہ انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ بیچارے بولنے سے عاجز ہیں ارشاد ہے ﴿ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ﴾ (سر جھکا کر کہا کہ اے ابراہیم آپ جانتے ہیں کہ یہ بول نہیں سکتے، الانبیاء)

Marfat.com

حضرت موسی علیہ السلام کے وحدانیت سبحانہ وتعالی کیلئے قول اور عمل کا ملاحظہ فرمایئے۔

قولی لحاظ سے حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالی کی وحدانیت کے سوا خیالات رکھنے والوں کو احمق اور بے عقل قرار دیا سورۃ الشعراء کے اندر ارشاد ہے ﴿اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (یعنی اگر تمہارے اندر عقل اور شعور ہے، الانبیاء) تو یقین کرو کہ ربوبیت کائنات حق سبحانہ وتعالی کے کیلئے ہے اگر تم یہ نہیں مانتے تو بے عقل، احمق اور مجنوں ہو۔

موسی علیہ السلام کی عملی بیزاری دیکھئے کہ یہودیوں نے بچھڑے کو معبود بنایا حضرت موسی علیہ السلام نے اس بچھڑے کو جلا کر اسکی راکھ کو سمندر میں اڑا دیا ارشاد الہی ہے ﴿ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّه فِی الْیَمِّ نَسْفًا﴾ (پھر اسکو سمندر میں اڑا دینگے، طہٰ) اور سمجھا دیا کہ اللہ وحدہ سبحانہ وتعالی کی الوہیت کے سوا کسی کی الوہیت کا قائل ہونا پادر ہوا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کل کائنات سے جو چیز سب سے نیچے ہے حتی کہ زمین کے اندر پوشیدہ ہے اس سے ذات الہی کی توحید کا استدلال فرمایا ارشاد الہی ہے ﴿یُخْرِجُ الْخَبْءَ﴾ (یعنی زمین اور آسمان کی پوشیدہ چیز کو نکالنے والا) اس میں سب سے نیچے زمین سے وحدانیت کو ثابت فرمایا۔ اسی طرح جو چیز کل کائنات اور افلاک سے بھی وراء الوراء ہے یعنی عرش الہی اس سے بھی توحید کو ثابت فرمایا ارشاد الہی ہے ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ﴾ (وہ اللہ ہے اسکے سوا کوئی

Marfat.com

معبود نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے، النمل)

سرور کونین ﷺ اور کلمہ توحید کی دعوت

اس اصول کو آپ ﷺ نے سب سے زیادہ بیان کیا کیونکہ ہر نبی کا کسی خاص قسم کے مشرک گروہ سے معاملہ تھا۔ مثلا ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے، موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے، سلیمان علیہ السلام کا شمس وقمر کے پجاریوں کے ساتھ۔ ان کا استدلال بھی مخصوص تھا اور سرور کونین ﷺ کا معاملہ ہر قسم کے مشرک اور ہر فرقہ کے ساتھ تھا اسلئے آپ کا انکی تردید کرنا اور وحدانیت کا اعلان واثبات سب سے زیادہ ہے مثلا ایک طرف دھریوں کے خلاف جو صرف زمانہ اور مادہ کے قائل ہیں رب کے وجود کے ہی قائل نہیں انکے لئے فرمایا ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ (یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زندگی صرف دینا کی زندگی ہے یہی موت وحیات ہے اور یہ سب زمانہ کی کارسازی ہے اور کچھ نہیں الجاثیہ)) انکے لئے فرمایا کہ انہیں کوئی علم نہیں جسکی وجہ سے یہ بات کسی دلیل پر مبنی ہو یہ صرف ظنون اور خیالات ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ زمانہ اور دھر کا خالق بھی اللہ ہے

کوئی فرقہ جو اللہ کو مانتا تھا لیکن شریک بھی مانتا تھا پھر شریک مختلف قسم کے تھے۔

Marfat.com

علوی شریک، مثلاً شمس وقمر، کواکب افلاک، آپ ﷺ نے ان سب کو باطل قرار دیا اللہ کے اس ارشاد سے کہ ﴿لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ﴾ (میں چھپ جانیوالوں سے محبت نہیں کرتا، الانعام)

کچھ لوگ نور وظلمت کی الوہیت کے قائل تھے اس کو بھی باطل قرار دیا اس ارشاد الٰہی سے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ﴾ (یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا۔ تاریکی اور روشنی کو پیدا فرمایا، الانعام) اور سمجھا دیا کہ تاریکی اور نور معبود نہیں مخلوق ہیں لہذا سمجھا دیا کہ تاریکی اور نور معبود نہیں مخلوق ہیں۔

کچھ لوگ یزدان اور اہرمن کو معبود مانتے تھے اسکو بھی باطل قرار دیا اس ارشاد سے کہ ﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (اللہ نے کہا ہے کہ دو معبود مت بناؤ معبود صرف ایک ہی ہے، النحل)

کچھ لوگ نیک بندوں کی مورتیاں بنا کر انکو معبود بنائے ہوئے تھے انکے لئے فرمایا ﴿لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ (یعنی اگر زمین وآسمان میں اس ذات کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو زمین وآسمان کا نظام برباد ہو جاتا، المؤمنون)

نیز ارشاد فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ (جنکو تم معبود بنائے بیٹھے ہو اور پکارتے ہو یہ تم جیسے بندے ہی

Marfat.com

تھے، الاعراف) نیز ارشاد فرمایا ﴿اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ﴾ (وہ مردے ہیں زندہ نہیں انکو تو یہ بھی پتہ نہیں کہ ہمیں قبروں سے کب اٹھایا جائگا، النحل)

کچھ لوگ سفلی معبود کے قائل تھے مثلاً یہودی حضرت عزیز علیہ السلام کے، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان کی تردید فرمائی اس طرح کہ ﴿لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدَاللّٰهِ﴾ (یعنی حضرت مسیح کو عابد بننے میں کوئی عار نہیں) نیز ان کی شان عابد ہونا ہے نہ کہ معبود ہونا، النساء) ارشاد الٰہی ہے ﴿ان ھوا الا عبد انعمنا علیہ﴾ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک بندے ہیں جنکو ہم نے انعامات سے نوازا)

کچھ وثن (بت) کے قائل تھے انکے لئے فرمایا کہ ﴿اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَا یَخْلُقُ﴾ (یعنی خالق اور غیر خالق برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ نیز ارشاد فرمایا ﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْکًا﴾ (جن بتوں کو تم معبود بنائے ہوئے ہو اور جھوٹ گھڑتے ہو (اور کہتے ہو کہ یہ ہماری مدد کرتے ہیں اور فریاد سنتے ہیں) یہ تمہیں کسی قسم کا نفع (رزق) نہیں پہنچا سکتے، العنکبوت)

Marfat.com

وحدانیت سبحانہ وتعالی اور جدال

جدال (جھگڑا) مذموم اور بری بات ہے۔ قرآن حکیم کے اندر اسکی مذمت فرمائی گئی ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا﴾ (یعنی آپ کے سامنے یہ مثال صرف جھگڑے کے لئے بیان کرتے ہیں حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں، الزخرف) نیز ارشاد ہے ﴿بَلْ هُوَ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ (بلکہ وہ تو لوگ ہی جھگڑالو ہیں، ایضا) نیز ارشاد ہے ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْئٍ جَدَلًا﴾ (انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے، اسرائیل) نیز ارشاد ہے ﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ (نطفہ منی سے وجود پا کر بھی جھگڑالو ہے، یس) ان آیات میں جدال کی مذمت ہے لیکن وحدانیت سبحانہ وتعالی کیلئے جدال کا حکم دیا گیا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (یعنی ان کے ساتھ بہتر طریقے سے جدال کیجئے، النمل)

نیز ارشاد ہے ﴿ادفع بالتی هی احسن﴾ (اچھے طریقے سے دفاع کیجئے، حم سجد) نیز وحدانیت کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کا جدال بیان فرمایا ارشاد الٰہی ہے ﴿يَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا﴾ (اے نوح! تو نے ہم سے بہت زیادہ جھگڑا کیا ہے، ہود) نیز ارشاد ہے ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (اہل کتاب سے جدال احسن طریقے سے کرو، عنکبوت)

Marfat.com

وحدانیت اور تقلید

اللہ سبحانہ وتعالی کی وحدانیت کو ترک کر کے غیر اللہ کے در پہ ہونا اور باپ دادا کے غیر اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے خود بھی غیر اللہ سے وابستہ ہونا، جاہلانہ تقلید جامد ہے۔

قرآن حکیم کے اندر اسکی مذمت فرمائی گئی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے کفار کی بات نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ غیر اللہ کے راستے پر رہنے کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿اَنَّا وَجَا آبائَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ﴾ (یعنی ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی طریقے پر پایا تھا ہم بھی اسی طریقے پر رہینگے، الزخرف)

نیز کہتے تھے کہ ﴿بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَائَنَا﴾ (یعنی بلکہ ہم اس طریقے پر رہیں گے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا تھا، البقرہ)

ان تمام آیات میں اس جاہلانہ تقلید کی مذمت فرمائی گئی ہے اور قرآن وسنت کے طریقۂ وحدانیت کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان تمام آیا ت سے واضح ہوا کہ اصل اصول دین توحید اور وحدانیت سبحانہ وتعالی ہے باقی سب کچھ اسکے بعد ہے۔

اسی لئے کلمہ طیبہ کے اندر اس اصل دین کو رسالت اور نبوت سے بھی پہلے رکھا گیا ہے۔ چنانچہ غور کیجئے! کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر، نیز قرآنی آیت میں پہلے اسی کا حکم ہے ﴿فَاعْلَمْ اَنَّه لَآ اِلٰهَ

Marfat.com

اِلَّا اللّٰہُ محمد ﴾ پہلے توحید اور اسکے بعد استغفار کا حکم ہے۔ نیز آیۃ الکرسی کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی کی صفات جلالیہ کا بیان ہے لیکن ان صفات سے پہلے وحدانیت کو کلمہ توحید کے ساتھ بیان فرمایا ﴿اللہ لاالہ الا ھو ﴾ (یعنی اسکے سوا کوئی بھی اس قابل نہیں کہ تم اسکے ساتھ دلی رشتہ جوڑو، البقرہ) وہی ایک ذات ہے اسی کے ساتھ اپنے دل کی لولگانا چاہیے، نیز سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ کے اندر نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حاضر ہوا جو اپنے آپ کو دین توحید پر سمجھتے تھے ان سے بھی اللہ سبحانہ وتعالی نے جب خطاب فرمایا تو پہلے توحید بتائی ارشاد ہے ﴿الٓمٓ اللہ لاالہ الا ھو، آل عمران ۱ ﴾

کلمہ توحید قرآن میں

علامہ سبکیؒ نے ان آیات کو جمع فرمایا ہے جنکی تفسیر ﴿لاالہ الااللہ ﴾ بنتی ہے وہ یہ ہیں۔

نمبر 1: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ﴾ (بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے)۔اس آیت میں استقامت سے مراد لاالہ الااللہ پر ثاقت قدم رہنا ہے۔ از ابن عباسؓ۔

نمبر 2: ﴿حِطَّۃٌ نَّغْفِرْلَکُمْ ﴾

Marfat.com

اس آیت میں حطۃ سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو کہا گیا تھا کہ یہ کہو لا الہ الا اللہ، از عکرمہؒ۔

نمبر 3: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جا کر کہا کہ ﴿هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى، عبس﴾

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو پاک ہونے کو کہا اس سے مراد بھی یہ تھا کہ اسکو لا الہ الا اللہ کی دعوت دی تھی۔ کیونکہ اس کلمہ کی برکت سے بندہ پاک ہو جاتا ہے۔

نمبر 4: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں جو کفر پر مرے فرمایا کہ وہ آرزو کریگا ﴿رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا﴾ (اے میرے رب مجھے دنیا میں لوٹا دے تا کہ میں نیک عمل کروں، المؤمنون) یہاں نیک عمل سے مراد یہ ہے کہ میں دنیا میں جاؤں اور لا الہ الا اللہ کا کلمہ پڑھوں۔

نمبر 5: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾

(کامیاب ہوا جس نے اپنے آپکو پاک کیا، الاعلیٰ)۔ یہاں تزکیہ سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے۔

نمبر 6: ﴿قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

(درست بات کہو، الاحزاب)۔ یہاں قول سدید سے مرا لا الہ الا اللہ ہے۔ (بحوالہ کلمۃ الاخلاص ابن رجب حنبلیؒ)

Marfat.com

رکن اول

کلمہ توحید اسلام کا اول رکن ہے بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ کلمہ توحید تمام ادیان الٰہیہ کی اساس ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ﴿بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ﴾ ۔یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ان میں سب سے اول کلمہ توحید ہے۔ یہ ہی وہ چیز ہے جو اسلامی عقیدہ کی بنیاد ہے۔ باقی اسلام کی عمارت اسی پر قائم ہے۔ آپ ﷺ کی امت کیلئے لازم ہے کہ وہ اسی کیساتھ وابستہ رہے جسے صحابہؓ نے وابستگی رکھی ارشاد ہے ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْ بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَوْا﴾ (یعنی اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح پر تم ایمان لائے تو ہدایت پائی انہوں نے بھی، البقرہ)۔

اس کلمہ توحید کی اصلاح اور درستگی باقی اعمال کی اصلاح ہے اس کا فساد باقی اعمال کا فساد ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن حکیم اندر واضح فرما چکے ہیں کہ جب تک انسان اس کلمہ توحید پر پختہ نہیں ہوجاتا اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا ارشاد الٰہی ہے ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا﴾ (مومن وہ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائیں پھر شک باقی نہ رہے، محمد)۔

قرآن حکیم کے اندر اس کلمہ توحید کو 37 مرتبہ دھرایا گیا ہے اشارہ ہوا کہ توحید کے اندر پختگی بہت ضروری ہے ارشاد الٰہی ہے۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

Marfat.com

﴿اِلَّاھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے سب کا تھامنے والا) (البقرہ آیت نمبر 255)

نیز ارشاد ہے ﴿اَللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی﴾ (یعنی اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی اسی کے ہیں سب نام خاصے) (طٰہٰ آیت نمبر 8)

نیز ارشاد ہے ﴿فَاعْلَمْ اَنَّہ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ﴾ تو آپ اس کا یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں) (محمد آیت نمبر 19)۔

نیز ارشاد ہے ﴿ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ فَاعْبُدُوْہُ﴾ (ان صفتوں کا مالک اللہ تمہارا معبود ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا خالق ہے اسی کی عبادت کرو، الانعام)۔

اسکے علاوہ بے شمار مقامات پر بار بار اس کا ذکر ہے۔خصوصا عقائد کی آیات میں اس کا تذکرہ ضرور ملے گا۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کلمہ اسلامی عقیدہ کی اساس ہے۔

انسان امت محمدی ﷺ کا فرد بھی اسی کلمہ کیوجہ سے ہے۔اسی کلمہ کیوجہ سے مؤمن ہے، اسی کلمہ کی وجہ سے موحد ہے۔اسی کلمہ کی دعوت کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو بھیجا گیا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَمَآاَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَافَاعْبُدُوْنِ﴾ (آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے سب کو اسی بات کی وحی کی گئی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو،

Marfat.com

الانبیاء)

نیز ارشاد ہے﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (یعنی تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جو حضرت نوح، حضرت ابرہیم، حضرت موسی اور حضرت عیسی (علیہم السلام) سب کے لئے تھا کہ دین پر قائم رہو اس میں تفریق نہ ڈالو یہی دین آپکی طرف وحی ہوکر آرہا ہے، الشوری

) نیز ارشاد ہے﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهَارُوْنَ وَسُلَيْمَانَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾ (آپکی طرف وہی وحی آرہی ہے جو آپ سے پہلے ان تمام نبیوں کی طرف آچکی ہے یعنی نوح علیہ السلام اور انکے بعد والے انبیاء پر اور حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اسباط، عیسی ایوب، یونس، ہارون، سلیمان خصوصا حضرت داؤد علیہم السلام پر، النساء)

اسی کلمہ توحید کا عہد اللہ سبحانہ وتعالی نے تمام اولاد آدم کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کرلیا۔اس عہد مبارک کے الفاظ یہ تھے﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) سب نے بیک وقت اقرار کیا﴿بَلٰى﴾! کیوں نہیں! یقیناً تو ہی ہمارا رب ہے

Marfat.com

۔(الاعراف آیت نمبر 172)

اسی کلمہ توحید کو دین فطرت کہا جاتا ہے۔جس پر اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی پوری مخلوق کو پیدا کیا۔اور اسی پر قائم رہنے کا حکم فرمایا ہے ارشاد الہی ہے﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ (اپنی ذات کو دین حنیف پر قائم رکھئے یہ فطرت الہیہ ہے جس پر انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے)(الروم آیت نمبر 35)

یہی وہ کلمہ توحید ہے جو انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے۔ایک حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ ہے۔دوسرا حزب الشیطان یعنی شیطان کا گروہ ارشاد الہی ہے﴿فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ﴾ (تم سے کچھ کافر ہیں کچھ مومن،التغابن)

یہی وہ کلمہ توحید ہے جسکی بناء پر ابراہیم علیہ السلام حنیف کہلائے ارشاد الہی ہے﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا﴾ (ابرہیم علیہ السلام ایک پیشوا تھے اللہ کے فرمانبردار تھے صرف ایک اللہ کی طرف مائل تھے،النحل)

یہی وہ کلمہ ہے جسکی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وطن،شہر،گھربار کو خیرآباد کہا تھا اور پوری برادری سے کہا تھا﴿وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (یعنی تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو سب سے لاتعلقی کا اعلان کرتا ہوں،مریم)

یہی وہ کلمہ توحید ہے جسکی یوسف علیہ السلام نے جیل کی مشقتوں کے اندر

Marfat.com

بھی صدا لگائی تھی جسکو اللہ سبحانہ وتعالی نے ان الفاظ مبارکہ کے اندر بیان فرمایا ہے ﴿ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ ﴾ (اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، یوسف 40)۔

یہی وہ کلمہ توحید ہے جس کو کلمہ باقیة قرار دیا گیا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ (اپنی اولاد میں اسی کلمہ کو پیچھے چھوڑ کر گئے تا کہ ایک دوسرے سے توحید کا بیان اور دلائل سن کر حق کی طرف رجوع ہوتا رہے، زخرف 28)

یہی وہ کلمہ توحید ہے جس کے لئے قیامت کے دن کافر دنیا میں لوٹنے کی حسرت کریں گے ارشاد الٰہی ہے ﴿ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ﴾ (اے رب مجھ کو پھر بھیجدو تا کہ جس نیک عمل کو میں چھوڑ آیا ہوں اسے کرلوں کہا جائگا ہرگز نہیں! یہ ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے المؤمنون 100-99)

یہی وہ کلمہ ہے جسکی شہادت اپنی ذات عالیہ کیلئے خود مالک کائنات نے دی ہے پھر اسکی شہادت فرشتوں سے اور اہل علم سے بھی دلوائی ہے اور دوبارہ شہادت دیکر اسکی تائید فرمائی ہے۔

نیز ایک ہی کلام کے اندر اسے دو مرتبہ اول اور آخر میں دھرا کر اشارہ کردیا کہ کائنات کی ابتدا بھی اسی کے اظہار کیلئے اور اس کائنات کا فنا اور انتہاء اسی کلمے کی وجہ سے ہے تا کہ اسکی گواہی دینے والے کو انعام سے نوازا جائے منکر کو سزا دی جائے۔

Marfat.com

غور کیجیے آیت کریمہ پر ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (اللہ سبحانہ وتعالی نے خود لا الہ الا اللہ کی گواہی دی، فرشتوں نے بھی اور علم والوں نے بھی وہی انصاف پر قائم ہیں اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی غالب حکمت والا ہے) دیکھئے اس آیت کے اول اور آخر میں کلمہ توحید موجود ہے، البقرہ۔

یہی کلمہ توحید ﴿كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ ہے جو اپنے قائل کو شرک سے بچاتا ہے اسی کلمہ کیوجہ سے انسان ذلت اور پستی نیز انسانوں کی غلامی سے نکل کر ﴿جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ کے اعلی درجوں تک پہنچ جاتا ہے۔

مومن کو یہ ہی کلمہ محبوب ہے اسی کلمہ کیوجہ سے مومن کی جان اور مال معصوم ہوجاتی ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کلمہ کے متعلق فرمایا میرا اور تمام نبیوں کا سب سے افضل کلمہ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾ ہے (زرقانی علی المؤطا نمبر 2)

Marfat.com

کلمہ توحید کی شہادت

شہادت کا معنی ہے اقرار' اعتراف' تصدیق اور اس بات کا عقیدہ کہ عبادت کا حق دار صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ ہے۔مجھ پر ہر قسم کا اختیار صرف اس ذات کا ہے میری ہر کیفیت سے واقف صرف وہی ذات ہے ہر حال کا علم اسی ذات کو ہے، میرا ہر قسم کا نفع نقصان اسی ذات کے اختیار میں ہے، وہی ذات اس لائق ہے کہ اس کا حقیقی خوف دل میں ہو، اسی کی حقیقی بلا واسطہ محبت دل میں ہو، اسی ذات کی تعظیم دل میں ہو میرے ہر خیال اور وسوسہ سے واقف وہی ذات ہے' میرے رزق کا گھٹنا بڑھنا اسی ذات کے قبضہ میں ہے میری ہر خیر میرا ہر شر اس ذات کی طرف سے ہے۔

غور کیجئے سورہ النجم کی ان آیات پر

﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى﴾ (خوشی اور غمی لانے والا وہی ہے اسکے سوا کوئی نہیں)

﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا﴾ (موت اور زندگی دینے والا وہی ہے اسکے سوا کوئی نہیں)

﴿وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى﴾ (نطفہ منی سے نر اور مادہ بنانیوالا وہی ہے اسکے سوا کوئی نہیں)

﴿وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى﴾ (مردوں کو اٹھانیوالا بھی

Marfat.com

صرف وہی ہے اسکے سوا کوئی نہیں)

﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى﴾ (امیر اور غریب (یا امیر تر) کرنے والا صرف وہی ہے اسکے سوا کوئی نہیں)

﴿وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى﴾ (شعری ستارے کا مالک بھی وہی ہے اسکے سوا کوئی نہیں ، النجم)

ان آیات کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں ہر چیز کی نسبت صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف کی جارہی ہے، انبیاء اکرام علیہم السلام اور اولیاء اکرام یا انکے کسی فیض کا کہیں ذکر ہے کہ وہ بھی اپنی قوموں کیلئے کچھ کروا سکتے ہیں یا کہیں یہ فرمایا ہو کہ انکی موت کے بعد انکی قبروں کے ذریعے فیض طلب کر کے یہ فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں یا نقصان سے بچا جاسکتا ہے آپ گہری نظر سے غور فرمائیں کہ کس طرح یہ آیات اپنے اندر کلمہ توحید ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی خوشبو لئے ہوئے ہیں۔

ان آیات کے اندر جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسی عقیدہ کا نام توحید ہے، لیکن اس عقیدہ توحید کے اندر دو چیزیں ہیں ایک نفی یعنی ﴿لا الٰہ﴾ کوئی معبود نہیں جب تک یہ نفی کامل نہ ہو جائے اس وقت تک توحید کا اثبات نہیں ہوسکتا۔

دیکھئے قرآن حکیم کے اندر بھی ایمان کے لئے یہ شرط بتائی گئی ہے کہ پہلے غیر اللہ کی نفی اور انکار ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ کے سوا کل کائنات کی غلامی اور عبادت کے کسی بھی درجہ کا انکار ہو تو تب ایمان شروع

Marfat.com

ہوتا ہے ارشادالٰہی ہے ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ (یعنی جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے، النساء 256)

اس آیت میں پہلے طاغوت کا انکار ہے پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ پر ایمان ہے

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے توحید پرست اور مشرک کافر کا فرق یہ بیان کیا ہے کہ مؤمن کا دوست اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور کافر کا دوست طاغوت ہے اب جب تک کافر طاغوت کی دوستی کو ختم نہیں کرے گا اس وقت تک اللہ کی دوستی میں نہیں آسکتا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دوستی میں آنے کیلئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا تمام کی محبت اور دوستی کا انکار ضروری ہے اسی طاغوت کی دوستی کا انکار ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کہلاتا ہے ارشادالٰہی ہے ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ (یعنی اللہ دوست ہے ایمان والوں کا) اسی آیت کے اگلے حصے میں ارشاد فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَآءُهُمُ الطَّاغُوْتُ﴾ (یعنی جو لوگ کافر ہوئے ان کا دوست طاغوت (شیطان) ہے، البقرہ 257)۔

طاغوت کا انکار اس لئے کروایا جاتا ہے کہ جب انسان رب سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جس طرح رب کی بات اور حکم کو قبول کرتا ہے بلا چوں چرا، اور اپنے فوائد کا طلبگار اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے کہ وہ بغیر اسباب کے نقصان سے بچا سکتا ہے اسی طرح کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ماسوا

Marfat.com

سے کرنے لگتا ہوتو اس کا ایمان اور دوستی اللہ سبحانہ وتعالی سے ختم ہوجاتی ہے اور طاغوت سے شروع ہوجاتی ہے پھر طاغوت اس کیلئے مختلف جہات متعین کرتا ہے کبھی اس کو کسی بت کی طرف متوجہ کرتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تھا جس کیلئے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ﴿مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ﴾ (یہ کیا مورتیاں ہیں جنکے سامنے تم سر جھکائے پڑے رہتے ہو، الانبیاء)

نیز ارشاد فرمایا ﴿قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِيْنَ﴾ (یعنی جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم سے سوال کیا کہ یہ کن کی عبادت کرتے ہوتو انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور انکے سامنے سر، منہ اور گردن جھکائے رکھتے ہیں، الشعراء)۔

رب سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کو چھوڑ کر جب انسان غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہ متوجہ ہونا دراصل شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن چونکہ شیطان یہ سمجھتا ہے کہ یہ آدم کی اولاد میری عبادت کبھی بھی نہ کرے گی لہذا وہ ایک حیلہ کرتا ہے کہ اسکو اللہ کے نیک بندوں کی قبروں کی طرف متوجہ کرتا ہے اول درجہ قبر ہوتا ہے پھر اس سے بڑھتے بڑھتے مورتیاں شکلوں تک لے آتا ہے، دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج 4 سورہ نوح)

پھر اسکو مورتی بنانے کا وسوسہ ڈالدیتا ہے پھر بندہ اسی سے وابستہ رہتا ہے، اپنی ضرورت، رزق، بیماری، مصیبت، پریشانی اور بے اولادی کے مسائل میں اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن بظاہر زبان سے اللہ کا نام

Marfat.com

لیتا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جبکہ نیک بندوں کے بہانے سے شیطان اپنی عبادت پر لگا دیتا ہے اسی کو ارشاد فرمایا ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ آدَمَ اَلَّا تَعْبُدُوا الشيطان ﴾ (اے آدم کی اولاد شیطان کی عبادت نہ کرنا، یٰس) حالانکہ دنیا میں کوئی انسان شیطان پرست نہیں ہے پھر بھی شیطان پرستی سے منع اسلئے فرمایا گیا کہ دنیا میں جو بھی کچھ محبت اور تعظیم کے درجے سے آگے بڑھ کر جو بھی کچھ ہو رہا ہے یہ شیطان کی وجہ سے ہو رہا ہے، نیز ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ﴿یا ابت لاتعبد الشیطان﴾ (اے میرے والد شیطان کی عبادت نہ کرنا، مریم)

قوم نوح جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ سے دور ہوئی تو یہ دور ہونا چونکہ طاغوت (شیطان) کیساتھ دوستی تھی شیطان نے انکو اول نیک بندوں کی محبت میں لگایا جو کہ ایک بہترین اور اچھا فعل تھا کیونکہ قرآن حکیم کے اندر نیک بندوں کے ساتھ وابستہ رہنے کی تعریف فرمائی گئی ہے ارشاد ہے ﴿ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ (یعنی ان نیک بندوں کی رفاقت بہت اچھی چیز ہے، النساء)

نیز ارشاد ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (ایمان والو اللہ سے ڈرو اور نیک بندوں کے ساتھ ہو جاؤ، التوبہ) محبت اور تعظیم کی حد تک بہت اچھا فعل تھا لیکن اس کے بعد رفتہ رفتہ انکی پوجا اور عبادت پر لگا دیا اور جو لوگ ان علاقوں سے دور جا چکے تھے انکو مورتیاں، شکلیں، تصویریں بنانیکا مشورہ دیا (دیکھئے

Marfat.com

تفسیر منیر نیز تفسیر کبیر سورہ نوح) وہ اس فعل پر ایسے مگن ہوئے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو بالکل بھول گئے اور جب انکو اسکی یاد دلانے کیلئے اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے اور انکو واضح الفاظ میں ﴿لا الہ﴾ سمجھایا تو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو ہی الٹا کہہ دیا کہ

تو گمراہ ہے (الاعراف)

اور کبھی کہتے ہیں کہ تو مجنون ہے (سورۃ القمر)

اور کبھی قتل کی دھمکیاں دیتے (الشعراء)۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت نوح جو توحید یعنی دین فطرت اور فطرۃ انسانی کی طرف دعوت دے رہے تھے انکے مقابلے میں سب متحد اور متفق ہو گئے اور بیک آواز ہو کر کہا﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ سب نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑو یعنی ود سواع یغوث یعوق نسر کو،نوح)

دیکھا آپ نے کہ اللہ سبحانہ وتعالی سے ہٹا کر طاغوت نے انکو نیک بندوں کے ساتھ ایسا جوڑا کہ وہ خدا کے مقابل بن کر کھڑے ہو گئے حالانکہ نیک بندوں کے ساتھ جڑنا اسی لئے ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی راہ پر لگاتے ہیں انکو طاغوت نے ایسا لگایا کہ وہ اللہ کی راہ کے دشمن بن گئے۔

Marfat.com

صالحین کی عبادت اور نوح علیہ السلام کی دعوت

نوح علیہ السلام کے زمانہ میں شرک شروع ہوا اسکی بنیاد یہ بنی تھی شیطان نے انسانوں کو نیک بندوں کے سامنے جھکا دیا محبت سے سلسلہ شروع ہوا رفتہ رفتہ زمانہ اور واقف الحال لوگوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انہی نیک بندوں کو معبود بنوا دیا اسی عقیدہ کے خلاف نوح نے ﴿لا الـہ﴾ کی دعوت دی تھی اب آپ ان صلحاء کی یا قوم نوح (علیہ السلام) کے بتوں کی جنکو معبود بنایا گیا تھا تاریخ پڑھیے تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ یہ کون تھے اور آپ پر یہ حقیقت خوب واضح ہو جائے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ پتھروں کے بت پوجتے تھے اس بات میں کس حد تک سچائی ہے قرآن اس بارے میں کیا کہتا ہے نیز جس وقت سید کونین ﷺ مبعوث ہوئے آپ ﷺ نے قوم کو توحید اور ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی دعوت دی تھی اسوقت قوم عرب کی کیا حالت تھی اور وہ کیا کر رہے تھے، شرک کی گندگی جو قوم نوح کے اندر شیطان نے اس طرح رائج کی تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی مخلوق کو بندوں کے سامنے جھکا دیا تھا۔

اہل عرب جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے وہ تو حنیف تھے، بیت اللہ کے بانی اور معمار تھے اور کلمہ توحید اپنی اولاد کیلئے یادگار چھوڑ گئے تھے جسے قرآن نے کلمہ باقیہ قرار دیا تھا۔

جب انکی مذہبی حالت یہ تھی تو اچانک یہ سب کچھ ایسا کیوں ہو گیا کہ امام

Marfat.com

الموحدین، مجسم عفت وحیا، عطر کائنات، صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی اس چیز کی جو کہ انکے باپ کا مذہب اور مقصود کعبہ تھا کی دعوت دی تو وہ بجائے قبول کرنے کے مخالف ہو گئے اور اس حد تک تشدد کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو یہ کہنا پڑا ﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ﴾ (اگر (میرے نبی کو ستانے والا) باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹیں گے، العلق)

اس سب کچھ کو پڑھ کر آپ پر یہ حقیقت کھل جائیگی کہ وہ پتھر کے جو بت پوجتے تھے وہ درحقیقت نیک بندوں کی شکلیں پتھر یا کسی اور چیز پر تراشتے تھے سامنے یہ مورتی تھی لیکن مقصد نیک بندوں کی خوشنودی تھی اسکے لئے وہ سب کچھ کر رہے تھے، اسی سے آپکو اندازہ ہو جائگا کہ آج جو کچھ نیک بندوں کی قبروں پر ہو رہا ہے یہ کیا ہے اور اسلام اسکی کس حد تک اجازت دیتا ہے۔

Marfat.com

ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر کون ہیں؟

قرآن حکیم نے ود، سواع، یغوث یعوق، نسر کا نام لیا ہے۔ جاہل لوگ سمجھتے ہیں شاید یہ پتھر کے بت تھے نہیں در حقیقت یہ نیک صالحین اولیاء کرام تھے جن کی شکلیں مورتیاں ان لوگوں نے پتھروں پر تراش رکھیں تھیں۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں ﴿اَنْ یَّغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَ نَسْرًا کَانُوا قَوْمًا صَالِحِیْنَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ﴾ (یعنی یہ یغوث یعوق نسر در حقیقت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور نیک لوگ تھے)

جب یہ لوگ مر گئے تو جو لوگ انکی اقتداء کیا کرتے تھے انہوں نے سوچا کہ ہم انکی تصویریں بنا کر رکھتے ہیں تا کہ انکی زندگی کو یاد کر کے ہم اللہ کی عبادت زیادہ شوق سے کریں بعد ازاں شیطان نے دوسری نسلوں کو انہی کی عبادت پر لگا دیا انکو سمجھایا کہ تمہارے بڑے انکی برکت سے بارش وغیرہ مانگا کرتے تھے (بدائع التفسیر، ج ۵، ص ۳۷، ابن قیم)

علامہ عمر بن علی عادل دمشقی متوفی ۸۰۸ھ کہتے ہیں کہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں جب حضرت آدم بیمار ہوئے تو یہ سب پاس موجود تھے ان میں ودّ سب سے بڑا تھا اور سب سے زیاد پرہیز گار تھا بروایت عروہ بن زبیر اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۹ سورہ نوح، نیز تفسیر ماوردی ج ۶ ص ۱۰۴۔ نیز

Marfat.com

قرطبی ج ۱۸،ص ۱۹۹
محمد بن کعب کہتے ہیں یہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے جب یہ مر گئے تو جو لوگ غمزدہ تھے شیطان نے انکو کہا کہ انکی تصویریں بنالو اور انہیں مساجد میں لگالو لوگوں نے انکی تصویریں بنالیں اور انہیں مساجد میں لگالیا لوگوں نے انکی تصویریں بنا کر مساجد میں لگائیں یہ تصویریں پیتل اور تانبے سے بنائی گئی تھیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ اللہ کو بھول کر انکی عبادت پر لگ گئے۔

ہم نے مختصر لکھا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے اللباب ج ۱۹ مزید دیکھیے فتح البیان فی مقاصد القران ج ۱۴ نوح، صدیق بن حسن بن علی قنوجی، مزید دیکھئے تفسیر طبری ج ۲۳ نوح۔

﴿بل کانو قوما صالحین﴾ یہ نیک لوگ تھے اللباب ج ۱۹،

مزید دیکھئے ﴿وَهِيَ اَسْمَاءُ رِجَالِ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَام﴾ (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگ تھے (ابن کثیر ج ۴ سورہ نوح)

مزید دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کے ۴۰ بچے تھے ۲۰ لڑکے ۲۰ لڑکیاں ان میں سے ایک ود تھا انہی کو حضرت شیث (علیہ السلام) کہتے ہیں ان کو انکے بھائیوں نے سردار بنا رکھا تھا۔

سواع، یغوث، یعوق، نسر بھی حضرت آدم کے بیٹے تھے (ابن کثیر ج ۴، سورۃ نوح)

Marfat.com

امام ابوجعفر رضی اللہ نے فرمایا کہ ود مسلمان آدمی تھا اپنی قوم میں بہت محبوب تھا اسکی موت کے بعد شیطان نے آہستہ آہستہ اسکی قوم کو انکی عبادت پر لگا دیا (دیکھئے ابن کثیر سورۃ النوح ، نیز تاریخ دمشق ج ۸ مخطوطہ)

اب توحید کی طرف آنے کیلئے اس سب کچھ کی نفی کرنا پڑے گی جو کچھ نیک بندوں کی قبروں پر تعظیم، محبت ،ادب کے نام پر ہو رہا ہے لیکن شریعت میں اس ادب، محبت، تعظیم کی مثال نہیں ملتی کہ امت کے اولین مسلمان افراد نے نیک بندوں کی محبت انکی قبروں پر اس طرح جھک کر کی ہو اس سب کچھ کی نفی کو کہا گیا ہے لا الہ۔

غور کیجیے قرآن نے ان مشرکین عرب کو آباء واجداد کا مذہب یاد دلایا ہے ﴿مِلَّةَ اَبِيكُمۡ اِبۡرَاهِيۡمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ﴾ (یعنی دین اسلام نیا مذہب نہیں بلکہ تمہارے باپ ابراھیم کا مذہب ہے انہوں نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (الحج) کیا ابراھیم علیہ السلام اور انکے ساتھیوں نے ایسا وسیلہ اختیار کیا کہ وہ نیک بندوں کی قبروں پر ایسا کر رہے تھے جیسا آج ہم کر رہے ہیں؟

Marfat.com

اہل عرب کون تھے؟

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اہل عرب کون تھے انکی اصل کیا تھی؟

یہ سب لوگ وہ ہیں جنکی اصل حضرت ابراھیم اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ شروع میں عرب کے اندر دین ابراھیم تھا وہ تو حنیف تھا ارشاد ہے ﴿اِنَّ اِبرٰهِیمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیفًا﴾ انکے بعد انکے بیٹے حضرت اسماعیل تھے ظاہر ہے وہ نبی تھے لہذا یقیناً حنیف ہوئے، حضرت اسماعیل کی اولاد اسی طرح تھی لیکن عرصہ دراز گزر جانے کے بعد جب اللہ سبحانہ تعالی کی ذات عالیہ سے دور ہوئے جسکا نتیجہ یقیناً طاغوت کی طرف مائل ہونا تھا پھر اس طاغوت نے ان میں سے ایک آدمی جسکا نام عمر بن لحی تھا جو دور دراز علاقوں کا تجارتی سفر کیا کرتا تھا اقوام عالم سے میل ملاقات رکھتا تھا اس نے اقوام عالم کے اندر مورتیوں اور بتوں کو دیکھا اور آکر اپنی قوموں کو بتایا کہ وہ لوگ تو اس طرح اپنے خدا اپنے سامنے رکھتے ہیں اور حاجات پوری کرواتے ہیں لہذا آئندہ سفر میں ایک دو اپنی قوم کیلئے بھی لے آیا اور آہستہ آہستہ عرب کے اندر یہی رواج پڑ گیا اور یہ ود، سواع، یغوث، یعوق وغیرہ جو

Marfat.com

طوفان نوح کے اندر دب گئے تھے بعد میں برآمد ہوئے وہ عرب کے اندر بھی پہنچ گئے اور سلسلہ شروع ہو گیا ہر قبیلہ کا جدا جدا معبود تھا۔

ود کی عبادت دومۃ الجندل کے علاقہ میں بنوکلب کرتے تھے یہ ابن عباس عطاء، مقاتل کا قول ہے۔

سواع کی عبادت بنوھزیل کرتے تھے ساحل بحر پر بقول ابن الخطیب ہمدان قبیلہ بھی اسی سواع کو پوجتا تھا۔

یغوث بنوقطیف بنومراد کا معبود بنا ہوا تھا بقول قتادہ اور مہدوی رحمہ اللہ

ابو عثمان مہدوی رحمہ اللہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے یغوث کو دیکھا ہے کہ تانبے سے مورتی بنی ہوئی تھی غطفان قبیلہ کے لوگ اسکو ایک بغیر بال کے اونٹ پر لادھتے تھے اور اسے چلا دیتے تھے خود بخود چلتا تھا اسکو ھنکاتے نہ تھے جہاں جا کہ وہ خود بیٹھ جاتا تھا اسی علاقے میں اسکے اردگرد ٹھہرتے اسکو اپنی منزل بناتے اور کہتے تمہارے لیے یغوث نے اس علاقے کو پسند کیا ہے۔ لہذا اس کے اوپر عمارت بناتے اور پوجا کرتے رہتے۔ (اللباب ج۱۹، نوح)

یعوق کی پوجا علاقہ بلخ میں کرتے تھے عکرمہ قتادہ عطاء کا قول ہے۔

نسر قبیلہ حمیر کی شاخ بنوکلاع کا معبود بنا ہوا تھا قتادہ اور مقاتل کا قول ہے

Marfat.com

انکی شکلیں

امام واقدیؒ کہتے ہیں اپنے اپنے ان معبودوں کی شکلیں بنارکھیں تھیں

ود مرد کی شکل میں تھا

سواع عورت کی شکل میں تھا۔

یغوث شیر کی شکل میں تھا۔

یعوق گھوڑے کی شکل میں تھا۔

نسر باز پرندے کی شکل میں تھا۔

یہ قدیم زمانہ کے معبود، بت، اصنام، تماثیل، اوثان تھے ان سب کا مفہوم ایک ہے۔

مکہ والے جوان خداؤں پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ انکے علاوہ کچھ اور بھی معبود بنا رکھے تھے جنکی تفصیل اس طرح ہے۔

لات یہ ایک آدمی تھا جو حج کے موسم میں ستو گھول کر لوگوں کو کھلاتا پلاتا تھا اسکی موت کے بعد لوگ اسکی قبر پر جھک گئے اور پجاری بن بیٹھے (بدائع التفسیر ج ۵ ،نوح، ابن قیم)

امام مجاہد کہتے ہیں کہ یہ طائف میں ایک چٹان پر رہتا تھا جو بھی وہاں سے گزرتا اس کو ستو کھلاتا، اسکی موت کے بعد لوگ اسکی پوجا کرنے لگے۔

ابن عباس تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ ایسے ستو بناتا تھا جو کھاتا موٹا ہو جاتا جب یہ مرگیا تو عمر بن لحی نے کہا کہ یہ مرا نہیں بلکہ اس چٹان میں داخل

Marfat.com

ہو گیا ہے پھر اسکی عبادت ہونے لگی (روح المعانی ج ۱۴)۔

اساف اور نائلہ　　　یہ دونوں صفا مروہ پر تھے

اساف　　　مرد تھا

نائلہ　　　یہ عورت کی شکل میں تھی۔ (قرطبی ج ۱۸، ۱۹۹ نوح، عن ابن عباس)

یہ مرد اور عورت تھے بیت اللہ میں زنا کرنے کیوجہ سے شکل پتھروں سے مسخ ہو گئی لوگوں نے عبرت کے لئے ایک کو صفاء پر دوسرے کو مروہ پر رکھ دیا زمانہ گزرنے کے ساتھ آئندہ آنیوالی نسلوں نے انکو بھی کچھ سمجھ کر چمٹنا شروع کر دیا (تفسیر نسفی عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی)

عزی　　　یہ مشہور قول کے مطابق ایک جن عورت تھی، کیکر کے درختوں پر رہتی تھی (روح المعانی)

قبیلہ غطفان نخلہ نامی جگہ میں اسکی عبادت پر لگا ہوا تھا، نسائی کی روایت کے مطابق حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں اس کا قتل کروایا گیا اسکے لئے حضرت خالد کو دو دفعہ جانا پڑا جب دوسری مرتبہ واپس آئے تو سید کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿لن تعبد ابدا﴾ (اب عزی کی کبھی عبادت نہ ہوگی) (روح المعانی ج ۱۴، النجم)

لیکن کمال دیکھئے کہ یہ اس سب کچھ کے باوجود اپنے آپ کو دین ابراھیمی پر کہتے تھے حج بھی کرتے تھے قربانی صدقہ بھی کرتے تھے بیت اللہ کی تعمیر

Marfat.com

بھی کرتے تھے حاجیوں کی خدمت بھی کرتے تھے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو یہ کہنا پڑا کہ تمہاری اصل تو دین ابراھیمی ہی تھی جو کہ ملت توحید تھی لیکن طاغوت کے پیچھے لگ کر جو تم نے طریقہ اختیار کیا یہ توحید والا نہیں ہے یہ تو شرک پر مبنی ہے اس لئے فرمایا کہ تم مشرک ہو ﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (اور ابرہیم مشرک نہ تھے)

اور دین ابراھیمی کو اگر اختیار کرنا چاہتے ہو تو اس کیلئے لا الہ کی ضرب لگا کر طاغوتی جکڑ بندیوں کو توڑنا ہوگا اس کے بغیر ملت ابراھیمی پر نہیں آ سکتے۔

منات: آپ ﷺ نے اسکا قلعہ قمع کرنے کیلئے حضرت علی کو بھیجا تھا۔

ھبل اس سے سفری خدمات معلوم کرتے تھے

Marfat.com

عرب کے اندر بت پرستی

یہ اس طرح ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ میں رہائش رکھتے تھے انکی کثیر اولاد ہوئی حتی کہ مکہ بھر گیا اور تنگ پڑ گیا آپس میں جنگ ہونے لگیں تو عرب یہاں سے نقل مکانی کرنے لگے اور طلب معاش کی وجہ سے دائیں بائیں شہروں میں نکل گئے لیکن یہ چونکہ کعبہ کے رہائشی تھے اللہ کے گھر سے محبت رکھتے تھے چنانچہ یہاں سے جاتے ہوئے ایک ایک پتھر بیت اللہ کی یاد کے لئے ساتھ لے جاتے جہاں ٹھہرتے بیت اللہ کے اس پتھر کو رکھتے اور بیت اللہ کی محبت میں اسکا طواف شروع کر دیتے یہ سلسلہ چلتا رہا انکی نسلیں آگے آتی گئیں اور عبادت کے نئے سے نئے طریقے ایجاد ہونے لگے اور جو اصل دین ابراہیم و اسماعیل تھا یہ اسکو بھول گئے یہاں تک کہ عمرو بن لحی نے قوم نوح کے زمانہ کے بت بیت اللہ میں لاکر رکھے یہ انکی عبادت پر لگ گئے اس سب کے باوجود کچھ نہ کچھ ابراہیم علیہ السلام کے دین کی باقیات بھی انکے اندر موجود تھیں مثلا بیت اللہ کی تعظیم، طواف، حج، عمرہ، وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ وغیرہ (ابن ہشام ج نمبر ا صفحہ ۹۵، ۹۶) بحوالہ کید الشیطان صفحہ ۵۱)۔

ابن الجوزی کھل کر کہتا ہے کہ یہ بتوں کی عبادت اصل نہیں تھی بلکہ بت کی اصل ایک انسان تھی یہ بت اسکا قائم مقام ہوتا تھا اسی لئے اسکو کسی مرد کی شکل میں بناتے بظاہر سامنے لکڑی یا پتھر یا کسی بھی چیز کی مورتی ہوتی تھی

Marfat.com

لیکن عبادت دراصل اسکی نہیں بلکہ اس اصل کی ہوتی وگرنہ کون عقل والا ہے جولکڑی اور پتھر کوتراش کر پوجا شروع کردے اور اسکو معبود کہہ دے (کید نمبر ٦٨)

علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ شیطان جو بندوں کوشرک پر لگاتا ہے اسکے بہت سے طریقے ہیں:

ایک طریقہ یہ ہے کہ مردوں کی تعظیم کروا کر انکی عبادت پر لگادیتا ہے ۔(کید نمبر ٦٠)

مشرک بہانہ یہ کرتے تھے کہ ہم اس قابل نہیں کہ براہ راست اللہ سبحانہ وتعالی کے قریب ہوسکیں بلکہ یہ روحانی لوگ ہیں ہم روحانی طریقے سے پہلے انکے قریب ہوتے ہیں کیونکہ یہ پاک لوگ ہیں یہ ہمیں رب کے قرب کرتے ہیں ہم انکی عبادت نہیں کرتے بلکہ یہ رب الارباب اور معبودوں کے معبود یعنی اللہ سبحانہ وتعالی کے قریب کرنے والے ہیں اصل الہ اور معبود نہیں ہم انکی عبادت اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہیں قرآن حکیم نے انکے اس نظریہ کو نقل فرمایا ہے ارشاد ہے ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾ (ہم انکی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اس لئے کہ یہ ہمیں کسی نہ کسی درجے میں اللہ کے قریب کرتے ہیں، الزمر) نیز ارشاد ہے

﴿ هٰؤُلَآءِ شُفَعَآئُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ (یعنی یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے دربار میں، یونس)

Marfat.com

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ﴾ (کیاانہوں نے اللہ کے سوا دوسروں کوسفارشی بنارکھا ہے؟)(کید نمبر ۶۳)

پھرانکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے عبادات نذرانے صدقے جانور سب کچھ پیش ہوتا۔(کید نمبر ۶۳)

حتی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ شیطان اس بت میں داخل ہوکر سائل کا جواب دیتا اور غیبی چیزوں کی خبر دیتا اور کسی گمشدہ چیز کی خبر دیتا ان سے گفتگو بھی کرتا جاہل کہتے یہ بت خود بولتا ہے اور وہ پکے ہوجاتے پھر کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا۔

اور پڑھے لکھے تعلیم یافتہ عقلاء کہتے کہ یہ بت نہیں بولتے بلکہ اصل روحانی بزرگ بولتے ہیں اور مزید پکے ہوجاتے۔(کید نمبر ۶۸)

اللہ سبحانہ وتعالی نے ان سب کی ھدایت کے لئے سرورکونین ﷺ کو مبعوث فرمایا آپ نے ان سب کی نفی اس طرح فرمائی ﴿ لا الہ الا اللہ ﴾۔

ابن جریرتو یہاں تک کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے بت اصل میں یہ نیک لوگ تھے ان میں ان میں سے بعض کے مرید بھی تھے جوانکی اقتداء کیا کرتے تھے جب یہ نیک لوگ مرگئے تو انکے متبعین نے کہا کہ ہم ان نیک بندوں کی تصویریں بنا کر رکھتے ہیں تا کہ انکی یاد سے ہمیں اللہ کی عبادت کا شوق بڑھتا رہے پھر جب یہ اصل مریدین بھی مرگئے تو شیطان نے بعد والوں کو ان نیک بندوں کی مورتیوں کی پوجا

Marfat.com

پر لگا دیا (ابن جریر بحوالہ کید الشیطان ابن الجوزی)
اسی طرح یہودی جب خدا کی دوستی سے جدا ہوئے تو طاغوت آ گیا اس نے انکو بڑی ہوشیاری سے بچھڑے کی پرستش پر لگایا اور ہزاروں کی تعداد میں یہودی اس پر لگ گئے قرآن میں ارشاد ہے ﴿فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ﴾ (انکے لئے ایک بچھڑا بنایا جس کا جسم بھی تھا اسکے اندر آواز تھی کہنے لگے کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے اور موسیٰ بھول کر طور پر چلا گیا ہے)

یہود کی خاص توبہ اور علاج

کل کائنات میں اگر کوئی انسان طاغوت کو چھوڑ کر اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کو اختیار کرنا چاہے تو اسکا علاج لا الہ کی ضرب ہے۔ دل کی گہرائی سے زبان پر یہ کلمہ لائے کہ لا الہ یعنی جس راستہ یا خدا کے علاوہ میں جسکے پیچھے پڑا ہوں اس کے اندر کوئی الوہیت کی صفت نہیں ہے بطورِ معبود یہ میری دوستی کے قابل نہیں ہے میری دوستی کے قابل تمام صفاتِ کمالیہ، جمالیہ ،جلالیہ کے ساتھ موصوف ذات اور ہر قسم کے نقص احتیاج فقر ضرورتوں سے پاک ذات ایک اللہ میرے دل و دماغ کا مرکز ہے ہر انسان کے لیے یہی توبہ ہے اسی کے ساتھ طاغوتی نظام کی جکڑ بندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ﴾ پر عمل پیرا ہو جاتا ہے جو کہ ایمان

Marfat.com

اور توحید کے لیے شرط اول ہے اس کے بعد ﴿یؤمن باللہ﴾ شروع ہو جاتا ہے لیکن ایک خاص زمانہ اور خاص حالات کے اندر تا کہ بعد میں آنے والے توحید پرستوں کے لیے عبرت اور نمونہ ہو کہ خلاف توحید عقیدہ ہو تو اس کی اصل سزا یہ ہے جو ہم نے خاص زمانہ کے یہودیوں کو دی تھی لیکن اے مکے والو! تمہارا شرک صحبت سرورِ کونین ﷺ کی برکت سے اس کلمہ توحید کے ادا کرنے سے ہی بے غبار ہو جاتا ہے وگرنہ تمہیں بھی یہ ہی سزا ملتی جو ہم نے خاص زمانہ کے یہودیوں کو دی۔

جسکی وجہ یہ تھی کہ یہودی ایک انتہائی خبیث مکار قوم ہے انکو حضرت موسی علیہ وعلی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی اور کلمہ توحید ﴿لا الہ الا اللــــہ﴾ کا اقرار بھی کر چکے تھے اللہ سبحانہ وتعالی انکو عظمت سے نوازنا چاہتے تھے اسی لئے حضرت موسی علیہ السلام کو شرف ملاقات اور تورات شریف عطا کرنے کے لیے بلایا گیا تھا اس میں انکے لیے عظمت تھی کیونکہ ہر کتاب میں انبیاء اکرام علیہم السلام کے واسطہ سے اللہ کی طرف سے اس امت کیلئے ایک عظمت بھرا سلام، پیغام اور کلام ہوتا ہے جس طرح قرآن حکیم سرورِ کونین ﷺ کے واسطے سے ایک عظمت بھرا سلام، پیغام اور گفتگو ہے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد الہی ہے ﴿وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ﴾ (یعنی یہ قرآن یادگار نصیحت ہے آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے) (الزخرف)

اسی طرح تورات کی شکل میں بھی یہودیوں کو عظمت ملنے والی تھی لیکن اسی

Marfat.com

وقفہ میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف تشریف لے جارہے تھے یہ یہودی طاغوت کا شکار ہوئے اور یہ طاغوت انکے لیے بچھڑے کی شکل میں تھا اور یہ یہودی بچھڑے کی عبادت کرنے لگے اور سب کچھ اسی کو سمجھنے لگے اس حد تک بڑھ گئے کہ انہوں نے کہا کہ ﴿هٰـذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِىَ﴾ (یہ سب کا اصل معبود ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھول گئے اور معبود کی تلاش اور ملاقات کے لیے طور پر چلے گئے)

اور یہ طاغوت کا ناسور ان یہودیوں کے خون کے اندر سرایت کر چکا تھا اور دل کے اندر سے معرفت الٰہیہ کا نور جو کہ توحید کی شکل میں ہوتا ہے وہ بالکل مٹ چکا تھا حتیٰ کہ دین فطرت کا بیج جو کہ ہر پیدا ہونے والے انسان کو حاصل ہوتا ہے خواہ وہ کسی کافر کی گود میں پلا ہو یا کسی مسلم کی ان یہودیوں سے وہ بھی مٹ چکا تھا اور ان کی حالت یہ ہو چکی تھی کہ

﴿وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ﴾ (دل میں بچھڑے کی حقیقت پیوست ہوگئی)

یہ دل کی انتہائی خبیث حالت ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان خبیث یہودیوں کے علاوہ کسی کے لیے بیان نہیں فرمائی حتیٰ کہ مشرکین مکہ کے لیے بھی یہ حالت نہیں بیان فرمائی گئی، گویا کہ طاغوتی بچھڑے کا ناسور ان کی ارواح تک رسائی حاصل کر چکا تھا اب انکی توبہ کیلئے کلمہ توحید کا اقرار کافی نہیں تھا کیونکہ یہ تو ان کو پہلے سے ہی حاصل تھا بلکہ ان کا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ ان کا قتل عام کیا جائے چنانچہ انکے لئے سزا قتل

Marfat.com

ہونا تجویز فرمایا گیا ارشاد الٰہی ہے ﴿وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوْا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ﴾ (موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر تم نے ظلم کیا ہے اب تمہیں اپنے خالق سے توبہ کرنا چاہیے لہذا توبہ کے اندر تم اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ (البقرہ ۵۴) چنانچہ قبولیت توبہ کے لیے یہود کا قتل عام ہوا اور طاغوت کے ناسور سے ان کو اور باقی زندہ رہنے والوں کو نجات مل گئی اور یہ قتل مرنے والوں کے لئے شہادت تھی اور مارنے والوں کے لیے توبہ تھی (تفسیر ابن کثیر)

کیا آپ نے غور فرمایا کہ دل میں غیر اللہ کو جگہ دینا طاغوت اور اسکو صفات الوہیت کے ساتھ موصوف سمجھنا اس کے ساتھ ایسی محبت، عظمت ،احترام ،ادب ،خوف ،امید اور اسکے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ جیسا علم ماننا اور جس طرح آپ اپنے مالک وحدہ لاشریک سے مدد رحمت فیض کے پہنچنے کا عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح کا عقیدہ کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ انسان ہوں یا جن یا فرشتہ اسکے لیے رکھنا ، یہ ہی طاغوت ہے اللہ کے نیک بندے اور فرشتے ،انبیاء کرام اس عقیدے سے پاک ہیں انکی یہ تعلیم نہیں۔

آپ نے غور کیا کہ یہ طاغوت یہودیوں کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوا جسکی سزا یہ تجویز ہوئی۔

Marfat.com

طاغوت اور فیض محمدی (ﷺ)

اخیر زمانہ میں یہودیوں کے اندر ایک دفعہ پھر طاغوت آیا یہ ضد اور عناد کا طاغوت تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دین فطرت کے مقابلہ میں کفر وشرک کو بہتر سمجھنے لگے ارشاد الٰہی ہے ﴿اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوانَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْاھٰؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا سَبِیْلًا﴾ (یعنی یہودی جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار مکہ کو ایمان والوں سے بہتر سمجھتے ہیں، النساء)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کو واضح طور پر طاغوت کا پجاری فرمایا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ انکی سزا بھی قتل ہوتی لیکن سرور کونین ﷺ کی ذات عالیہ رحمة اللعالمین ھے آپکی صفت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ بھی فرما چکے ہیں ﴿وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ﴾ (یعنی آپ ﷺ کی وجہ سے احکام شاقہ یعنی مشکل احکام معاف ہو گئے اور آپ کی وجہ سے احکام آسان ہو گئے نیز توبہ کے لئے اپنے آپکو قتل کا جو حکم تھا وہ معاف ہوا صرف زبان اور دل سے توبہ کو کافی قرار دیا گیا (الاعراف ۱۵۷)۔ لہذا ان طاغوتی یہودیوں کے لئے قتل معاف ہوا اور انکے علاج کے لئے کلمہ توحید کی ضرب کو کافی قرار دیا گیا لیکن یہ سعادت اسی کو

Marfat.com

حاصل ہوسکتی ہے جسکے نصیب بلند ہوں۔

طاغوت کے پجاری اور لاالہ الااللہ

آپ نے غور فرمایا کہ مکہ کے مشرک اور اہل کتاب یہودی اور گردوپیش میں بسنے والے مجوسی اور نصرانی اور اس وقت کی سپر طاقتیں مثلا ایران اور روم خصوصا ایران جوکہ طاغوت کا مرکز تھا سب کے سب آگ کے پجاری تھے۔

روم یہ بھی سپر طاقت تھی اور طاغوت کا مرکز اور طاغوت ہی کے پجاری تھے جسکی اصل یہ تھی کہ یہ لوگ اپنے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہا السلام کے پجاری تھے اور انکی عبادت کرتے تھے لیکن حقیقت میں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت نہیں تھی بلکہ دراصل یہ شیطان کی عبادت تھی مگر یہ بیوقوف اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت سمجھے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم ان تمام بنی نوع انسان کو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے سوا غیر کو پوجے عبادت یا علم، یا فیض کے اندر یا کسی بھی درجہ میں اسکے اندر الوھیت کی صفت مانے اسکو عابد شیطان قرار دیا ہے۔

غور کیجیے سورۃ یٰسین کی اس آیت پر ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ﴾ (اے بنی آدم ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ شیطان

Marfat.com

کی عبادت نہ کرنا، (آیت نمبر 59) اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ دنیا میں کوئی انسان شیطان کی عبادت کرتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے غیر اللہ کی عبادت پر لگنا دراصل شیطان ہی کی عبادت ہے اس لحاظ سے اس وقت کی تمام اقوام چاہے وہ مذہبی ہوں جیسے نصاری اور یہود یا غیر مذہبی مثلا مجوس وغیرہ سب طاغوت کے پجاری اور طاغوت کی تاریکیوں میں گم تھے اچانک تاریک رات کے سیاہ اندھیروں میں مکہ کے ایک در یتیم، عزت مآب، بی بی آمنہ کے دل کی ٹھنڈک اور کل کائنات کی چشم عفت مآب ایک غریب نادار انسان عبداللہ کے بیٹے کل کائنات کے سرتاج محمد عربی ﷺ نے اچانک اھل شرک کے دماغوں کے لئے نامانوس ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کی آواز بلند فرمائی۔

طاغوت کے ان پجاریوں کے درمیان جنکے لئے زمانہ نوح (علیہ السلام) کے معبود بھی ناکافی ثابت ہوئے تھے مزید یہ کہ لات وعزی منات اساف نائلہ ہبل پر بھی قناعت نہ کرتے ہوئے انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالی کے مقدس گھر توحید اور دین فطرت کے مرکز کو 360 معبودوں سے سجا کر بھی مزید کی تلاش میں تھے اس ماحول میں سرکار دو عالم ﷺ نے ﴿لَا اِلٰـــہَ﴾ کی ضرب لگا کر سب کی نفی فرمائی اور ﴿الا اللـــہ﴾ کیساتھ ذات واحد کی توحید کی صدا لگائی اندازہ کریں کس قدر مشکل اور جان لیوا کام تھا۔

Marfat.com

آوازِ توحید اور گستاخ مشرک

اسکے بعد پھر یہ ہوا کہ توحید کے گھر میں توحید کی صدا لگانے والے اول مؤمن اول مؤحد محمد عربی ﷺ کے ساتھ اس حد تک ناروا سلوک کیا گیا خداوند افلاک کو یہ ارشاد فرمانا پڑا ﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى﴾ (کیا تم نے وہ انسان دیکھا ہے جو محمد عربی ﷺ کو مرکز توحید میں نماز پڑھنے سے بھی روکتا ہے، العلق ۱۰)

نیز ارشاد ہے ﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾ (یعنی اگر یہ باز نہ آیا تو ہم اس بدکار جھوٹی پیشانی کو پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایضا ۱۴)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ وعدہ میدان بدر میں پورا فرمادیا یہ خبیث انسان دو بچوں کے ہاتھوں خاک آلود ہوا اور خود اس خبیث کے بقول ایک بکریوں کے چرواہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکی گردن کٹوا کر پیشانی خاک آلود فرمادی ﴿ولله العزة جل وعلى﴾

یہ سب کچھ اس ذات اقدس ﷺ کے ساتھ سلوک کیا جارہا تھا جنکی جوانی پر کوئی داغ نہ لگا سکا یہ مکہ کے معمولی جوان نہ تھے بلکہ یہ تو ایسی قوت والے جوان ہیں جنھوں نے اکیلے اس پہلوان کو جسے چند آدمی مل کر کشتی میں شکست نہیں دے سکتے تھے مکہ کے اس معصوم جوان نے اسے اکیلے

Marfat.com

ہی زمین پر پٹخ دیا تھا۔

یہ وہ ہی باعفت جوان تھے کہ جب مکہ کے جوان بدکاری میں عمر گزارتے تھے آپ ﷺ نے بکریاں چرا کر جوانی کی حفاظت کی انکو سب امین صادق اچھا ہمسایہ کہتے تھے۔

جب اچانک انھوں نے طاغوتی نظام کے اندر ﴿لا الــــہ﴾ کی نفی والی ضرب لگائی تو سب اسے جھوٹا کہنے لگے

اللہ سبحانہ وتعالی نے پرشکوہ الفاظ میں اسکو اس طرح تعبیر فرمایا ﴿اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ﴾ (یعنی جھوٹا ہے یا مجنون اور کبھی ساحر، شاعر، مجنون کہہ رہے تھے، الانبیاء ۵)۔

صرف اسلیئے کہ وہاں ہر طرف کی تمام سپر طاقتیں بے شمار خودساختہ معبودوں کے سامنے جھک کر بھی ان سب کو کافی نہیں سمجھ رہی تھیں اور یہ نبی معظم ﷺ کل کائنات کے لئے ایک کو ہی کافی بتا رہے تھے اور نعرہ حق لگا رہے تھے ﴿قُلْ حَسْبِیَ اللّٰه﴾ کہہ دیجئے مجھے اللہ ہی کافی ہے۔

کل کائنات کو بھی یہ وظیفہ بتا رہے تھے ﴿لا الہ الا اللہ﴾

طاغوت اور شیاطین کے پجاریوں کے لئے یہ صدا بالکل نامانوس تھی وہ کہہ رہے تھے ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ (یہ بھی کس قدر عجیب بات ہے سب کے بجائے سب کے لیے ایک ہی کافی ہے، ص ۵)

Marfat.com

قــــــــبــــــــور

علامہ برکوی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کی مکاریوں میں سے ایک بہت بڑا مکر یہ ہے کہ وہ انسانوں کو قبر کے فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے حتی کہ انکو قبر پرستی پر لگا دیتا ہے پھر وہ لوگ قبروں پر بڑی بڑی عمارتیں بناتے ہیں اور ان قبر والوں کی صورتیں بھی بنا لیتے ہیں اور اس طرح انکی عبادت ہونے لگتی ہے اللہ کے نیک بندوں کی قبروں کے ساتھ سب سے پہلے یہ معاملہ شیطان نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کروایا اس طرح کہ اس زمانہ میں ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ اللہ کے نیک بندے تھے جب یہ مر گئے تو لوگ پہلے تو انکی قبروں پر جھکے پھر انکی مورتیاں بنالی گئیں پھر مدت دراز گزرنے کے بعد، بعد والی نسلیں انکی عبادت بھی کرنے لگیں اسکی طرف اشارہ بخاری میں بھی موجود ہے (بخاری کتاب التفسیر روایت عطاء عن ابن عباس بحوالہ زیارۃ القبور الشرعیہ و الشرکیہ، نیز تفسیر ابن جریر بحوالہ کید الشیطان از ابن الجوزیؒ)

اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے انکو ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی دعوت دی اور یہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن ہو گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو ایذائیں دینے لگے یہاں تک کہ پانی کے عذاب میں غرق ہوئے اور یہ عذاب چونکہ کل روئے زمین پر تھا ہر طرف پانی ہی پانی تھا اس پانی کے بہاؤ کے

Marfat.com

ساتھ یہ قوم نوح کے بت بھی پہنچتے پہنچتے جدہ تک پہنچ گئے بقول علامہ ابن الجوزی پھر وہاں سے عمرو بن لوحی کے ذریعہ مکہ میں پہنچ گئے اس طرح یہ شیطانی کھیل اللہ کے گھر میں بھی شروع ہو گیا۔

اس سب کچھ کی اصل اللہ کے نیک بندوں کی قبروں کے ساتھ وہ معاملہ کرنا ہے جسکی قرآن وسنت اجازت نہیں دیتا۔

اسی فتنہ کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ سنا کر اشارہ فرمایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حبشہ کے اندر ایک گرجے کا ذکر کیا جسکا نام ماریہ تھا اسکے کچھ حالات بتائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا﴿اولئك قوم اذا مات فيهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنو على قبره مسجد اوصوروا فيه تلك الصور اولئك شر الخلق عندالله تعالى﴾ (یعنی یہ نصاری ایسے لوگ ہیں جب انکے اندر کوئی نیک ولی انسان مرجاتا تھا تو یہ اسکی قبر پر مسجد بناتے اور نیک بندوں کی تصویریں بناتے یہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بدترین مخلوق ہیں (بخاری ج نمبر ۳ الجنائز باب بناء المساجد علی القبور،

مسلم باب المساجد)

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مختلف طریقوں سے قبر کے فتنے سے آگاہ فرمانے کی کوشش فرمائی تاکہ امت قبر پرستی کے فتنہ میں

Marfat.com

واقع نہ ہو اور نیک بندوں اور اولیاء کرام کی قبروں کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرلیں جو صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات کے لئے ہونا چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات مبارکہ سے صرف پانچ دن پہلے فرمایا ﴿عن جندب بن عبداللہ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قيل ان يموت بخمس يقول ألا أن من كا قبلكم كانوا يتخذون قبور انبيائهم مساجدا ألا فلا تتخذوا القبور مساجدا فاني انهاكم عن ذالك﴾ (یعنی تم سے پہلے لوگ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں (مسلم فی المساجد ومواضع الصلوۃ باب انہ جماعت بناء المساجد علی القبور)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو سجدہ گاہ یا انکے پاس مساجد بنانے سے منع فرمایا حالانکہ اگر مسجد بنائی جائے تو مسجد میں تو اللہ کی عبادت ہوگی مگر پھر بھی منع فرمایا تا کہ فتنے کا خطرہ ہی باقی نہ رہے۔

آج اگر اس فتنے کو دیکھنا ہو تو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی قبروں کے ساتھ عظیم الشان مساجد تعمیر ہیں آپ ذرا نماز کے وقت غور فرمائینگے اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے لوگ کتنی آہ وزاری کرتے ہیں اور نیک بندوں کی قبروں پر کیا اور کیسے ہوتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور فرمائینگے تو آپ کو سب کچھ سمجھ آ جائے گا۔

میرے ماں باپ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیر کی خاک

Marfat.com

پر قربان ہوں آپ نے اس فتنے سے کیسے آگاہ فرمایا تھا؟ (جزی اللہ عنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حق الجزاء)

آپ ذرا مزید آگے پڑھیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا ﴿لعن اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد﴾ (یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا، (بخاری فی المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرما کر ان کے فعل سے امت کو بچانا چاہتے تھے۔

اس حدیث کی بعض روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ زیادتی بھی مروی ہے ﴿لولا ذالك لابرز قبرہ لکن خشی ان یتخذ مسجدا﴾ (اگر اس قبر پرستی فتنے کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلے عام بنائی جاتی لیکن مسجد (سجدہ گاہ) بننے کا خطرہ تھا اس لئے کھلے عام نہ بنائی گئی، بخاری۔

اسی لئے بعض احادیث میں قبر کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا تاکہ فتنہ ہی باقی نہ رہے حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ﴿انہ علیہ السلام قال لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا﴾ (نہ قبروں پر بیٹھو نہ انکی طرف نماز پڑھو،

Marfat.com

ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کے بارے میں اپنی امت کو کیا تعلیم دی اور قبر پرستی کے فتنہ سے بچانے کی کس حدتک کوشش فرمائی اس کیلئے اس حدیث پر آپ سے غور کرنے کی درخواست ہے ﴿عن ابن عباس انه صلی الله علیه وسلم لعن زائرات القبور والمتخذین علیها السرج﴾

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی قبرستان جانے والی عورتوں پر اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر۔(نسائی الجنائز، ابوداود الجنائز ترمذی)

یہ ارشاد مبارک ہے اور دین کی تعلیم ہے اور آج کیا ہورہا ہے آپ خود ہی بتائیں؟

اس سب کچھ سے اسلئے منع کیا جارہا ہے تا کہ قبر پرستی کا شبہ ہی ختم ہوجائے۔

مزید غور فرمائیں ﴿عن جابر انه صلی الله علیه وسلم نهی عن تجصیص القبر وان یبنی علیها(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونہ گچ بنانے سے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا)

یہ ارشاد مبارک ہے اور ہم کیا کررہے ہیں ، میں نہیں کہتا آپ خود ہی بتائیں ہم یہ سب کچھ کر کے بھی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں، کیا آپ کے ارشادات کی نافرمانی کا نام اہل السنۃ والجماعت ہے؟

Marfat.com

ہرگزنہیں!

اس حدیث پر بھی غور فرمائیں، ﴿عن جابر نهى عليه السلام عن تجصيص القبوروان يكتب عليها ﴾ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونہ کرنے سے اور اس پر تحریر لکھنے سے منع فرمایا، ابوداود جنائز، ترمذی جنائز)

دین یہ ہے، اور ہو کیا رہا ہے قبر پر چونہ کے بجائے سنگ مرمر کی عمارت گویا سونے کا محل بنایا جارہا ہے، یہ سب کچھ کس کی پیروی ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ ہرگزنہیں!

جناب آپ تو قبر پر عالی شان عمارت بنارہے ہیں اور اسی کو اولیاء کرام کی محبت قرار دے رہے ہیں اور جو ایسا نہیں کرتے انکو گستاخ، اولیاء کے منکر کے لقب سے نوازتے ہیں ادھر دیکھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو قبر سے نکلنے والی مٹی سے زائد مٹی ڈالنے کی بھی اجازت عنایت نہیں فرمارہے چنانچہ ارشاد عالی ہے ﴿ نهى عن تجصيص القبر او يكتب عليه اويبنى عليه اويزاد عليه ﴾ (یعنی قبر کو چونہ کرنے سے اس پر تحریر کرنے سے اور زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا (حوالہ بالا)

اب آپ کیا کہتے ہیں؟

ان احادیث سے آپکو خوب سمجھ آگئی ہوگی اولیاء کرام کی قبروں پر ہم جو بھی کچھ کررہے ہیں مثلاً مزارات عالیہ پتھر وغیرہ یہ سب دین توحید کی روح کے خلاف ہے سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی نفی ہے

Marfat.com

اور نافرمانی ہے۔
آپ سے سوال ہے کیا اولیاء کرام سید کونین ﷺ کی نافرمانی والے ان اعمال سے خوش اور راضی ہونگے جواب دیجئے! لیکن فرقہ بندی، جماعتی دھڑا بندی کی قید سے آزاد ہوکر صرف اللہ اور اسکے رسول کو سامنے رکھ کر ذرا آگے چلتے ہیں۔
سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قبر کی بے حرمتی کرنے اور اسکے اوپر بیٹھنے سے منع فرمایا اور قبر کے پاس قبر کی طرف نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا جوکہ خالص اللہ کی عبادت ہے چونکہ اس سے قبر پرستی کا شبہ ہوسکتا ہے اسلئے وہاں اللہ کی عبادت سے بھی منع فرمادیا گیا چنانچہ ارشاد ہے ﴿بروایت ابومدثر غنوی لاتجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها﴾ (نہ قبروں پر بیٹھو نہ انکی طرف نماز پڑھو) (مسلم کتاب الجنائز، ابوداود جنائز)
اسی لئے تو طلوع شمس و غروب شمس کے وقت نماز سے منع فرمایا گیا تاکہ خلاف توحید کے شائبہ سے بھی محفوظ رہے۔
مزید دیکھئے قبر پرستی سے امت کو دور رکھنے کی کیسے کوشش فرمائی گئی ہے۔
آپ جانتے ہیں کہ اس امت کے لئے ساری روئے زمین مسجد ہے جہاں چاہے نماز پڑھ لے ارشاد ہے ﴿جعلت لی الارض مسجدا وطهورا﴾ (کل روئے زمین میرے لئے مسجد ہے، ترمذی)
بالکل ٹھیک ہے لیکن قبر کے پاس پھر بھی نماز کی اجازت نہیں دی گئی اور

Marfat.com

اسکوساری زمین کے ساتھ مسجد کا حکم نہیں دیا گیا۔

چنانچہ ارشاد عالی ہے حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ﴿الارض من کلها مسجدا الاالمقبرۃ والحمام﴾(ساری زمین مسجد ہے سوائے قبرستان او رحمام کے،مسند احمد،ابوداود باب المواضع التی لاتجوز فیھا الصلوۃ۔)

یہ سب احتیاط اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود ونصاری کے حالات سے واقف تھے کہ وہ قبر پرستی کی طرف کیسے مائل ہوئے اسلئے اپنی امت کو بچانا چاہتے ہیں

افسوس! کیا حال ہوگا بروز قیامت سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان لوگوں کا جنہوں نے قرب الٰھی کا واحد ذریعہ نیک بندوں کی قبروں کو ہی بنا رکھا ہے اور امت کا جاہل اور ذوق توحید سے محروم طبقہ ہر اونچی قبر پر چمٹنے کو ہی اپنی معراج سمجھتا ہے اور کسی بھی مصیبت سے چھٹکارا حاصل ہونے کے بعد شکرانہ کے نوافل بھی دور دراز سے چل کر اس مسجد میں ادا کرتا ہے جس میں کسی نیک بندہ کی درگاہ ہو اگر یہ نیک بندہ کی عبادت نہیں بلکہ اللہ کی عبادت ہے تو یہ شکرانے کے نوافل اپنے گھر میں کیوں ادا نہیں کرتا جبکہ نوافل کی اصل جگہ تو گھر ہے امت کی اس حالت زار کی شکایت صرف اللہ کے دربار میں کی جاسکتی ہے۔

اے اللہ کوئی ایسا حکمران جو کہ توحید کی حقیقت سے آگاہ ہو ہمارے ملک میں متعین فرما!(آمین یارب العالمین)

Marfat.com

اونچی قبر اور سید کونین ﷺ کا فرمان

﴿عن ابی هیاج الاسدی قال قال لی علی ابن طالب ألا ابعثك علی مابعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لاتترك تمثالا الا طمسه ولا قبرا مشرفا الا سویته﴾

(ابوھیاج اسدی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسے کام پر بھیجوں جن کے لئے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ جاؤ کسی مورتی کو دیکھو اسے مٹادو کسی اونچی قبر کو دیکھو اسے زمین کے برابر کردو، مسلم کتاب الجنائز باب تسویۃ القبور) حضرت علی کے اس ارشاد کے بعد بھی آپ کا کیا خیال ہے۔

آپ سے ایک آخری سوال ہے کہ صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تو سید کونین ﷺ کے ساتھ حجرہ عائشہ شرفھا اللہ میں آرام فرما ہوئے لیکن حضرت عثمان کی قبر مبارک تو کھلے عام جنت البقیع میں بنائی گئی تھی، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر اور دیگر ازواج مطہرات کی قبریں کیا یہ اولیاء اللہ نہیں تھے؟ انکے مزارات صحابہ نے سنگ مرمر کے کتنے اونچے بنائے تھے؟

اور دن رات کتنے صحابہ اور تابعین ان مزارات کے ساتھ جھکے اور چمٹے رہتے تھے انکے پاس آ کر ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنکے ہم مقلد

Marfat.com

ہیں کتنی مرتبہ نوافل پڑھکر دعا مانگا کرتے تھے؟

توحید کا معنی لغوی

توحید کا معنی ﴿الایمان باللہ وحدہ لاشریك لہ﴾ (یعنی اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ پر ایمان کہ وہ واحد ہے اسکا کوئی شریک نہیں، القاموس المحیط ج ۱)

علامہ جرجانی کہتے ہیں توحید کا معنی ہے کسی چیز کے ایک ہونے کا فیصلہ کرنا اور اس بات کا یقین کرنا کہ وہ ایک ہے الحجہ فی بیان المحجہ تیمی ص ۲۳۹

علامہ عینی اور قسطلانی کہتے ہیں توحید کا معنی ہے اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کو ذات وصفات میں بغیر شبہ اور مثل کے کل کائنات سے منفرد اور یکتا ماننا (عمدۃ القاری ج ۱۰ ارشاد لساری ج ۱) سبل الہدی والرشاد ص ۱۱،۱۲

توحید کا اسلامی اصطلاحی مفہوم

دل اور زبان سے اس بات کا اقرار اور تصدیق کہ ہر چیز کے رب اور اسکے مالک اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا وہ ہر چیز پر قادر ہیں اسی

Marfat.com

کیلئے بلند نام ہیں صفات عالیہ ہیں وہی معبود برحق ہیں۔
ہر قسم کی عبادت چاہے اسکا تعلق زبان سے ہو یا دل سے یا عظمت کی نگاہ تفکر سے اعضاء سے یا دل سے یا علم سے ہو کہ وہی ہر غیب کی خبر کو جانتا ہے اسکے سوا کوئی غیب دان نہیں ہر جگہ ہر زمان ومکان سے پاک ہوکر وہ موجود ہے میری بات کو اسباب کے بغیر وہی سنتا ہے اسکے سوا میری کوئی سننے والا نہیں، میرے حال سے وہی واقف ہے اسکے سوا کوئی واقف نہیں اسباب کے بغیر وہی میری مدد حاجت روائی اور مشکل کشائی کرسکتا ہے اسکے سوا نہ میری حاجت کو کوئی جانتا ہے نہ حل کرسکتا ہے۔ خشکی اور تری اور فضا سمندر اور دریاء خوشی اور غمی میں وہی ایک ذات ہے جسکو پکارا جائے اسکے سوا کوئی بھی کسی بھی حال میں میرے کام نہیں آسکتا ان عبادات میں سے کوئی بھی کسی قسم کی عبادت کا اسکے سوا کوئی لائق نہیں اسکے سوا کوئی رب نہیں اسکے سوا کوئی معبود نہیں اسکا کوئی شریک نہیں۔
اس اقرار کے بعد انسان اس ذات واحد کے لئے مخلص ہو جائے یہ توحید ہے یہی حقیقی ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کا مفہوم ہے اسی کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام ظاہری ,باطنی، علمی عملی محنت کرتے رہے ہیں، (سبل الہدی والرشاد ص۱۲ امجد نبوی ۲۱۴/ خ م م)
خلاصہ یہ کہ بدن کا کوئی بھی عضو غیر اللہ کے لئے نہ رہے دل بھی اللہ ہی کیلئے رہے، مال بھی اللہ ہی کیلئے رہے۔
ایک جانور سے لیکر ایک لقمہ تک، اونٹ سے لیکر مکھی اور مچھر تک اللہ سبحانہ

Marfat.com

وتعالیٰ کی ذات عالیہ کے سوا کسی کے لئے نہیں دے سکتا حتی کہ اپنی جان ومال بدن موت حیات سب اللہ کے لئے ہی وقف ہو اسکو توحید کہتے ہیں قرآن نے توحید پرستوں کے امام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروایا ہے ﴿ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ (آپ فرمائیں میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت اللہ رب العالمین کیلئے ہے اسکا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں، الانعام)

توحید کی مزید گہرائی تک پہنچنے کے لئے سورۃ النجم آیت نمبر ۴۲ تا نمبر ۵۵ ضرور پڑھیں اور سمجھیں۔

مزید ﴿ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ یہ آیت ﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ کا مفہوم سمجھا رہی ہے ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے ہے اسکے سوا کسی لئے نہیں ہے۔ اس عبادت کے اندر اللہ کے ماسوا کو پکارنا بھی داخل ہے کیونکہ پکار اور دعا اللہ ہی سے کرنا چاہئے باقی کسی سے نہیں ارشاد ہے ﴿ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ﴾ (پکار صرف اسی کیلئے ہے، الرعد) مشرکین کے شرکیہ اعمال کے اندر جس چیز کا سب سے زیادہ ذکر ہے وہ یہی تو ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں یا جنوں یا فرشتوں کو پکارتے تھے ذرا قرآن سے معلوم کیجئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا ﴿ وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا

Marfat.com

تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ ﴾(یعنی میں تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان سے علیحدہ ہوا میں اپنے رب کو پکارتا ہوں، مریم)

دیکھئے اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام نے غیر اللہ کے پکارنے سے برات کا اعلان فرمایا اور خود اللہ سبحانہ وتعالی کو پکارا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کو پکارنا اللہ کی عبادت ہے اللہ کے ماسوا کو پکارنا اسکی عبادت ہے اب ﴿ایاك نعبد﴾ کے اندر مسلم وعدہ کرتا ہے کہ میں تجھ ہی کو پکاروں گا۔

نیز ارشاد سنئے ﴿قُلۡ اِنَّمَاۤ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ وَ لَاۤ اُشۡرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا﴾ (اے محمد ﷺ آپ فرمائیں میں تو صرف اللہ ہی کو پکاروں گا اس پکار میں کسی کو اسکا شریک نہ بناؤں گا، الجن) دیکھئے اس آیت میں اللہ ہی کو پکارنے کا وعدہ ہے اسکے ماسوا کی پکار کو واضح لفظوں میں شرک کہا ہے۔

ارشاد ہے ﴿وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنۡفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ (اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو یہ تمہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا (یعنی اللہ کے ماسوا کو پکارا) تو آپ ظالموں میں سے ہوئے، الانعام)

دیکھئے اس آیت میں اللہ کے ماسوا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا اور اسکو ظلم (شرک) کہا گیا، نیز ارشاد ہے ﴿فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِیۡنَ﴾ (اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو مت پکارو، ورنہ آپ معذبین میں سے ہونگے، الشعراء)

Marfat.com

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ اللہ ہی کو پکاروا سکے ماسوا کسی مقصد کے لئے کسی کومت پکارو اگر تم نے کسی اور کو پکارا تو تمہارا یہ پکارنا اسکی عبادت ہے اور وہ تمہارا معبود ہے لہذا غیر اللہ کو معبود بنانیکی وجہ سے تم عذاب والوں کے ساتھ شامل ہوجاؤ گے)

یہ خطاب ہے سید کونین ﷺ کو پھر کسی بھی نیک بندے کو پکارنے کی گنجائش کہاں سے نکلے گی۔

غور کیجئے آپ ﷺ اللہ کے ماسوا اگر کسی کو پکارتے تو کس کو پکارتے ؟اپنے سے پہلے انبیاء کرام کو یہ بات بالکل ظاہر ہے اب آپکو انبیاء کو پکارنے سے منع کیا جارہا ہے۔

میں نہیں کہتا آپ خود ہی ان آیات پر غور کرتے جائیں پھر ہمیں بتائیں نیک بندوں کی قبروں پر کیا ہورہا ہے اور علماء منبر رسول پر کیسے خاموش ہیں؟

مزید ارشاد سنئے ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (اللہ کے ساتھ کسی اور کومت پکارو اسکے سوا کوئی معبود نہیں، القصص)

توجہ کیجئے! اس آیت میں اللہ کے ساتھ کسی کو بھی پکارنے سے منع کیا گیا ہے اور ساتھ ہی کلمہ توحید کا بھی ذکر ہے جس سے واضح ہوگیا کہ ﴿لا اله الا الله﴾ کا مطلب ہی یہی ہے اللہ کے سوا اپنی مدد، فیض، حاجت، مشکل، مصیبت میں کسی کو نہ پکارا جائے اللہ کے ماسوا کو پکارنا گویا کہ ﴿اياك نعبد﴾ کی بھی نفی ہے اور ﴿لا اله الا الله﴾ کی بھی نفی ہے

Marfat.com

جبکہ حکم بھی براہ راست سید کونین ﷺ کو ہے پھر آپکے توسط سے امت کو ہے، جب آپ نے کسی کو نہیں پکارا تو امت کو اللہ کے ماسوا کو پکارنے کی گنجائش کہاں سے نکلی؟

ارشاد سنئے ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (سجدے اللہ کے لئے ہیں اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو، الجن)

اس آیت میں دو چیزوں کو جمع فرمایا سجدہ اور پکار۔ آپ سے سوال ہے کہ سجدہ کسی کے لئے، کسی بھی قسم کا جائز ہے؟ آپ خود کہتے ہیں نہیں، اس آیت میں پکار بھی کسی کے لئے منع کی ہے پھر آپ اللہ کے نیک بندوں، علماء، اولیا کو کیسے پکار سکتے ہیں؟

مزید ارشاد ہے ﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (آپ فرمائیں جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو انکی عبادت مجھے منع ہے، الانعام)

غور کریں مشرکین کا فعل غیر اللہ کو پکارنا بتایا گیا اسی فعل کو اگر خود کریں تو عبادت سے تعبیر کر کے فرمایا کہ غیر اللہ کو پکارنا جو کہ عبادت بنتا ہے ہم کو منع ہے۔

میرے مسلمان بھائی! ذرا غور کریں کہیں شیطان نیک بندوں کے نام سے آپکو دھوکہ تو نہیں دے رہا؟

ارشاد الٰہی ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ

Marfat.com

اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْاھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ آذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ﴾ (جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تم جیسے بندے ہیں انکو پکارو انکو چاہئے کہ تمہاری فریاد پوری کریں اگر تم سچے ہو (کہ وہ مدد کر سکتے ہیں) کیا انکے پیر ہیں جن سے چل کر تمہاری مدد کرینگے، یا انکے ہاتھ ہیں جن سے پکڑ کر مدد کرینگے، کیا انکی آنکھیں ہیں جن سے دیکھ کر تمہاری مدد کرینگے، کیا انکے کان ہیں جن سے سنکر تمہاری مدد کرینگے، الاعراف)

ان آیات میں آپکو چند باتیں بتائی گئی ہیں:

☆ وہ لوگ اللہ کے ماسوا کو پکارتے تھے

☆ جن کو پکارتے تھے وہ انسان اور بندے تھے پتھر نہیں تھے

☆ آپ کو چیلنج ہے کہ ان سے مدد لیکر دکھلاؤ

انسان ایک دوسرے کی مدد پیر سے چلکر، ہاتھ سے پکڑ کر، آنکھ سے دیکھ کر، کان سے سنکر کرتا ہے اور موت کے ساتھ ہی انسان کے یہ تمام اعضاء کام ختم کر دیتے ہیں اسی کا نام موت ہے۔

اب اگر تم انکو یہ سمجھ کر پکارو کہ یہ مدد کر سکتے ہیں، فیض بخش سکتے ہیں، حاجت روائی کر سکتے ہیں یا کروا سکتے ہیں تو ان اسباب کے بغیر کیسے کرتے ہیں ذرا کروا کے دکھاؤ! جبکہ ان اعضاء کے بغیر مدد، حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی کرنا اللہ کی شان ہے اگر یہ بھی ان سب کے

Marfat.com

بغیر کرتے ہیں تو مردے اور اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کے درمیان فرق کیا رہ گیا ہے؟

آپ سے گزارش ہے کہ قرآن حکیم کی اس آیت کو بار بار پڑھیں اور اس لفظ مبارک ﴿عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ﴾ پر خوب غور فرمائیں اور نیک اولیاء کرام کی قبروں پر جو کچھ ہو رہا ہے اسکو بھی سمجھیں پھر بتائیں یہ سب کچھ کیا ہے

ارشاد ہے ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا﴾ (اللہ کے سوا جنکو پکارتے ہو وہ مکھی بھی نہیں بنا سکتے، الأنبیاء) اس آیت میں مشرکین کا فعل اللہ کے ماسوا کو پکارنا بتایا گیا ہے

مزید ﴿فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَكَّلۡ عَلَیۡهِ هود﴾ ہر قسم کی عبادت اللہ کے لئے کر، نماز بھی، روزہ بھی، حج بھی، غیب کے جاننے کا درجہ بھی، ہر جگہ موجود ہونے کا درجہ بھی ہر حال سے واقف ہونے کا علم بھی اللہ سبحانہ وتعالی ہی کیلئے مان اسکے ماسوا سے اسکی نفی کر پھر ہر معاملہ، حاجات ومشکلات، سفر، حضر، دریا، سمندروں کی فضاؤں میں بھروسہ اللہ پر رکھ اسکے سوا کسی پر نہ رکھ، یہی تو ہے ﴿لا اله الا الله﴾ کی دعوت۔

مشرکین انبیاء کرام کی زبان مبارک سے یہ سب کچھ نہیں سن سکتے تھے کیونکہ وہ حج وغیرہ تو اللہ کے لئے کرتے تھے، طواف بھی اللہ کے لئے کرتے تھے، حاجیوں کو زم زم بھی اللہ کیلئے پلاتے تھے، بیت اللہ کی تعمیر بھی اللہ کیلئے کرتے تھے مگر مورتیوں جو کہ نیک بندوں کی ہوتی تھیں یا

Marfat.com

جنات اور فرشتوں کے بارہ میں وہ کہتے تھے کہ وہ بھی ہمارے حال کے واقف ہیں مشکلات میں مدد دے سکتے اگر کر نہیں سکتے تو کروا سکتے ہیں ﴿هٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَآئُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ (یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، یونس) جواب میں وقت کا نبی کہتا ﴿لا الٰه الا الله﴾ (یعنی نہ یہ کر سکتے ہیں نہ کروا سکتے ہیں) کیونکہ نبی کو حکم تھا ﴿فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَكَّلۡ عَلَیۡهِ﴾ (اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو)

Marfat.com

اول دین توحید

زمین پر اول دین توحید تھا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو روئے زمین پر اتارا حضرت آدم دین توحید لے کر ہی آئے تھے اور کلمہ توحید انکے ساتھ تھا اس کی طرف اشارہ ایک حدیث سے بھی ہوتا ہے آدم علیہ السلام نے اپنی معذرت پیش کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وسیلہ پیش کیا رب سبحانہ وتعالیٰ نے آدم سے سوال فرمایا تجھے یہ کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا کہ میں نے جنت میں ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ لکھا دیکھا تھا۔

اس سے اتنی بات معلوم ہوگئی کہ آدم علیہ السلام کلمہ توحید ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کو پہچانتے تھے اس لئے اس کلمہ کیساتھ آپ کے نام مبارک کو دیکھ کر سمجھ گئے اور وسیلہ پیش فرما دیا۔

قرآن حکیم کے اندر ارشاد ہے کہ آدم کو ہدایت نامہ بھیجنے کا وعدہ دیا گیا ارشاد ہے ﴿فَاِمَّا یَاتِیَنَّکُم مِّنِّی ھُدًی﴾ اس ہدایت سے مراد کلمہ توحید ہی ہے، البقرہ۔

حضرت آدم سے لیکر حضرت نوح تک بلا اختلاف یہ دین توحید تھا، اس کلمہ توحید پر لوگ متفق تھے۔

قرآن حکیم نے اسکو اس طرح بھی تعبیر فرمایا ﴿وَمَا کَانَ النَّاسُ

Marfat.com

اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً ﴾ (یعنی لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے، الشوری) یہ کتنا عرصہ اور زمانہ بنتا ہے اسکے لئے صحیح ابن حبان کی حدیث پر غور کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم اور نوح کے درمیان ۱۰ قرون ہیں۔

ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے تو ۱۰ قرون ایک ہزار سال ہوئے گویا دونوں کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے اس میں سب لوگ دین توحید پر تھے پھر دنیا سے جانے والے صالحین اور نیک لوگوں کے بارہ میں غلو اور درجہ انسانیت سے زیادہ انکی تعظیم ہونے لگی نوبت قبر پرستی تک پہنچی جو چلتے چلتے بت پرستی تک پہنچ گئی تفصیل ہم کر چکے ہیں۔

پہلے وہ لوگ ان بتوں کو جو انہوں نے نیک بندوں کے نام پر انکی مورتیاں یا بت بنا کر کام شروع کر رکھا تھا یہ ان بتوں کو خدا نہیں کہتے تھے بلکہ اللہ کے قریب کرنے والے سفارشی کہتے تھے اور اللہ کی تعریف اپنی مرضی سے کرتے تھے کہ رب تک کیسے پہنچا جائے لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی ذات عالیہ مخلوق کے تفکرات کے حوالے نہیں فرمائی کہ جو جس طرح چاہے تعریف کرے اور سمجھ لے، بلکہ اپنی معرفت کروانے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا ارشاد مبارک ہے ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (ہر امت میں ڈرانے والا نبی گزرا ہے، الفاطر ۷۸)۔

ہر نبی نے اپنی امت کو اللہ سبحانہ وتعالی کی پہچان اور اللہ سبحانہ وتعالی کا حق

Marfat.com

وحدانیت بتایا، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا خلاصہ توحید تھا اور تمام انبیاء کرام کا دین، دین اسلام ہی تھا۔

انبیاء اور اسلام

کسی بھی امت اور گروہ سے دین اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہ تھا۔

قرآن میں اسکی جھلک دیکھیں ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (یعنی اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں)

حضرت نوح اور اسلام ﴿وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (مجھے مسلمان ہونے کا حکم ہے یونس ۷۲)

تمام نبیوں کا اسلام ﴿یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا﴾ اس آیت میں تمام انبیاء کا مذہب اسلام بتایا گیا، المائدہ

حضرت موسیٰ اور اسلام ﴿اِنْ کُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِااللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَکَّلُوْ اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ﴾ (یعنی حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو یونس ۸۴)

ابراہیم اور اسلام ﴿قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (یعنی ابراہیم نے مسلمان ہونے کا اقرار فرمایا البقرہ)

ابراہیم کی وصیت اسلام ﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (ابراہیم نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی تمہیں مسلمان ہونے

Marfat.com

کی حالت میں موت آنا چاہے (البقرہ ۱۳۲)

اولاد یعقوب اور اسلام ﴿وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ﴾ اولاد یعقوب نے حضرت یعقوب کی موت کے بعد مسلمان رہنے کا وعدہ کیا، البقرہ ۱۳۳)

حضرت سلیمان اور اسلام ملکہ بلقیس نے کہا ﴿وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ اس میں حضرت سلیمان کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے (النمل نمبر ۴۴)

حضرت یوسف اور اسلام ﴿تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا﴾ (حضرت یوسف اسلام پر موت کی دعا کرتے ہیں (یوسف ۱۰۱)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ﴿نَحْنُ مَعْشَرُا الْاَنْبِیَاءِ دِیْنُنَا وَاحِدٌ وَالْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ﴾ (یعنی ہم نبیوں کی ایک جماعت ہیں ہم سب کا دین ایک ہے اور تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں یعنی سب کا باپ ایک ہے مائیں مختلف ہیں۔ یعنی اصل دین دین توحید اسلام ایک ہے لیکن شریعت مختلف ہیں۔ بحوالہ العقیدۃ فی اللہ نمبر ۲۵۰/ ۲۴۹۔

دین توحید میں اختلاف کیوں؟

ابھی آپ پڑھ چکے ہیں تمام انسانیت ایک ہی دین توحید پر تھی پھر ان کے اندر تفریق ہوئی، یہ تفریق دلائل کی بنیاد پر یا کسی علمی نقطہ کی بنا پر نہ تھی

Marfat.com

بلکہ اسکا سبب ضد، عناد اور ھوا پرستی (خواہشات) کی بنا پر تھی لوگ کتب الھیہ اور دین سماویہ اور انبیاء کرام کی تعلیمات کی بجائے اپنے نئے ایجاد شدہ طریقوں پر چلنے لگے اود معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا یہ صرف ظن، خیالات، خواہشات نفس، اور دین ہدایت کو ترک کرنے کی بنا پر تھا۔

ذرا قرآن سے معلوم کیجئے اللہ سبحانہ وتعالی آپکو بتائے دیتے ہیں ﴿اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَاتَهْوَالْاَنفُسُ وَلَقَدْ جَآئَهُمْ مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدٰی﴾ (یعنی وہ ظن، خیال اور خواہشات نفس کی اتباع کرتے تھے کہ حالانکہ انکے پاس واضح ہدایت موجود تھی، النجم نمبر۳)
کتنا واضح ہے کہ یہ سب کچھ خواہشات نفس کی بناء پر ہو رہا تھا اسی کی بناء پر انبیاء کرام کی تعلیمات میں ردوبدل کی جارہی تھی خالص دین توحید کے قبول کرنے کو کوئی تیار نہ تھا۔ اس لئے اس امت کو حکم دیا گیا تم خواہشات نفس کے پیچھے مت پڑنا قرآن وسنت کی تعلیمات پر کمربستہ رہنا، ارشاد الہی ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَضَلُّوْا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ﴾ (تم ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے مت چلنا جو پہلے سے گمراہ ہیں اور بہت سوں کی گمراہی کا سبب بنے ہوئے ہیں اور دین توحید کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں، المائدہ) اس آیت پر بار بار غور فرمائیں کہ ضلالت کا ذکر تین مرتبہ آیا ہے اس طرح کہ

Marfat.com

☆ خود گمراہ ہوئے

☆ دوسروں کو گمراہ کیا

☆ راہ توحید سے گمراہ ہوئے اور بھٹک گئے

وہ لوگ جو خواہشات کے پیچھے چلے دین کے معاملہ میں جو دل نے کہدیا اس پر عمل پیرا ہو گئے۔ انہی گھڑی ہوئی باتوں کا نام دین رکھ لیا اب ہمیں حکم ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ﴾ (تم ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع مت کرنا، (المائدہ ۱۴) نیز ارشاد ہے ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ (اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاری کہتے ہیں ہم نے ان سے بھی دین توحید پر قائم رہنے کا پختہ عہد لیا وہ بھی نصیحت الہیہ کو بھلا بیٹھے، ایضا)

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ نصاری احکام الہیہ اور انکی ہدایت کو بھلا کر اپنی مرضی پر اتر آئے بالآخر نوبت انکے باہمی بغض تک جا پہنچی۔

نیز ارشاد ہے ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ (یعنی انکو حکم توحید اور کلمہ توحید پر قائم رہنے کا ہوا لیکن وہ اپنے علماء اور پیروں کی مرضی پر چلنے لگے اور اپنے علماء اور مشائخ کو خصوصا عیسی بن مریم علیہ السلام کو رب کا درجہ دے بیٹھے حالانکہ انکو دین توحید پر ہی پختہ رہنے کا حکم تھا، التوبہ)

Marfat.com

اس آیت میں علماء اور مشائخ کو رب کا درجہ دینے کا ذکر ہے اور اسکے مقابلہ میں صرف عبادت الہیہ کا حکم ہے اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن وسنت کے بغیر یا تعلیمات الہیہ کے بغیر من وعن، بلا چون وچرا، قرآن وسنت کی راہنمائی کے بغیر علماء کی بات کو قبول کرنا یہ انکو رب کا درجہ دینے کے مترادف ہے اسی لئے تو ارشاد ہے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ﴾ (یعنی علماء سے پوچھو دلائل کی روشنی میں پوچھو، النحل) اسکی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جب آیت کریمہ ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے اسکو سن کر اعتراض کیا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ مشائخ اور علماء کو رب تو کوئی نہیں مانتا اسکے جواب میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انکو رب بنانے کا مفہوم یہ ہے کہ انکے علماء اور مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے، حلال کو حرام بنا دیتے اسی کو سند سمجھتے اللہ کی کتاب سے کوئی سروکار نہ تھا، حلال وحرام کا جو منصب تھا وہ علماء اور مشائخ کو دیدیا گیا اسی کو رب بنانا فرمایا گیا ہے۔ نیز حضرت حذیفہؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے (تفسیر عثمانیؒ التوبہ)

نیز ارشاد ہے ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ (یعنی جب انبیاء کرام علیہم السلام واضح دلائل لے کر انکے پاس آئے تو انکے پاس جو پہلے سے علم موجود تھا وہ اسی پر اترانے لگے، المؤمن)

Marfat.com

چاہئے تھا کہ اپنے علم کو پس پشت ڈالتے اور انبیاء کی دعوت کو قبول کرتے، قرآن آج بھی امت محمدیہ ﷺ کو یہ دعوت دے رہا ہے کہ تمہارے اندر اللہ کا قرآن اور اسکا رسول ﷺ موجود ہے اپنے تمام معاملات میں اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے من مانی نہیں کرنا چاہئے ارشاد ہے ﴿وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ آیَاتُ اللّٰهِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِااللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (تم پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور اسکے رسول کی سنت موجود ہے جو اللہ (اور اسکے رسول) کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ نیوالا ہوگا وہی سیدھے راستے پر ہوگا، آل عمران)

کتنا واضح ارشاد ہے اسی لئے آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا ﴿ترکت فیکم امرین کتاب اللہ وسنتی﴾ (تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت)

اس لیے ہمیں توحید پر پختگی سے قائم رہنا چاہئے اولیاء کرام کی محبت اور عقیدت میں قرآن وسنت کی اجازت کی حد تک رہنا چاہئے۔

آپکو خوب سمجھ آگیا ہوگا کہ اصل دین، دین توحید تھا اس میں اختلاف ضد، عناد، بغض اور فرقہ واریت کی بناء پر ہوا اسی لئے ارشاد ہے ﴿کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ (ہر فرقہ اپنے ہی طریقہ پر خوش تھا، المومنون)

Marfat.com

انبیاء کرام لوگوں کی اس مرضی اور دین توحید سے جوانھوں نے انحراف کیا اس سے اپنی برأت کا قیامت کے دن اعلان کرینگے ارشاد الٰہی ہے ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ﴾ (جب اللہ سبحانہ وتعالی سوال فرمائینگے کہ اے عیسی تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا حضرت عیسی فرمائیں گے کہ اس نازیبا بات کے کہنے کا مجھے حق نہیں، المائدہ ۱۱۶) اس آیت پر غور فرمائیں۔

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ کے مخاطبین

مشرکین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بتوں کے پجاری تھے اور بت پتھر کے تراشے جاتے تھے۔ اس بات کو اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت میں پتھر تھے جنکے بارے میں وہ کہتے تھے کہ وہ سفارش کر سکتے ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے ہماری حاجت برآری کروا لیتے ہیں جبکہ حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ اصل میں وہ نیک بندے تھے اور انکی موت کے بعد انسانوں نے انکو وسیلہ اور محبت کے درجہ سے شروع کر کے الوہیت والی صفات انکے اندر ماننا شروع کر دیں، جبکہ نیک بندوں سے محبت کرنا، انکی اطاعت کرنا، حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے انکی تعظیم کرنا یہ سب اعمال صالحہ ہیں، نیز نیک بندوں کے وسیلے سے دعا کرنا اسکی بھی کسی حد تک گنجائش ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ کسی اور جگہ کرینگے لیکن ان نیک بندوں سے مانگنا، انکے بارے میں یہ نظریہ رکھنا کہ موت کے بعد وہ اپنی قبروں میں رہتے ہوئے میرے ہر حال سے واقف ہیں چاہے میں ان سے قریب ہوں یا دور نیز ان سے تعلق کی صورت میں وہ مجھے نفع پہنچاتے ہیں، بصورت دیگر نقصان ہوسکتا ہے یہ سب کچھ کیا ہے؟

اسلئے ہم قرآن سے پوچھتے ہیں قرآن کیا کہتا ہے۔ اب ذرا توجہ کیجئے ہر قسم کی گروہ بندی سے دل دماغ کو خالی کر کے قرآن پر متوجہ ہوئیے۔

Marfat.com

قرآن یہ کہتا ہے کہ اصل میں یہ نیک بندے تھے انکے بعد مشرکین نے انکے ساتھ یہ سلسلہ جوڑ دیا جیسا کہ قوم نوح کے بتوں کی تفصیل میں ہے۔

نیز مشرکین جنکے ساتھ معاملہ کر رہے تھے وہ بھی بندے، انسان یا فرشتے تھے ان آیات پر غور کیجئے۔

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾ (جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں تم انکو پکارو اگر وہ تمہای پکار کو سنتے ہوں اگر تم سچے ہو، الاعراف 194)

دیکھئے مشرکین کو واضح کیا کہ جنکو تم پکارتے ہو وہ تم جیسے انسان ہی تھے، آیت میں عباد عبد کی جمع ہے جس کا معنی ہے بندے۔ یہ بات تو آپ پر واضح ہوگی کہ ہمیشہ رب کا سفارشی خبیث بے ایمانوں کو نہیں بلکہ نیک بندوں کو ہی بنایا جاتا ہے۔ الغرض اس آیت نے بخوبی سمجھا دیا کہ مشرکین جنکو معبود مانتے تھے انکی حقیقت پتھر نہیں تھی بلکہ اصل میں وہ انسان تھے لوگ انکی مورتیوں اور بتوں کی جو تعظیم کرتے تھے اس خیال سے کہ ان بندوں کو اسکا علم ہے وہ ہمارے حال سے واقف ہیں اس طرح سے ہم کو نفع حاصل ہوتا ہے اور نقصان سے ہم بچ سکتے ہیں اسی کے خلاف ﴿لا اله الا الله﴾ کی دعوت تھی۔ اس ﴿لا اله الا الله﴾ کے اندر انکو یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ بت یا مورتیاں یا جن نیک بندوں کی تم نے یہ

Marfat.com

شکلیں بنارکھی ہیں وہ تو خود اللہ کے محتاج ہیں اسی سے مانگتے ہیں وہ تمہیں نفع نقصان نہیں دے سکتے وہ تو خود اللہ کے قرب کے متلاشی ہیں۔

اگر آپکو میری بات سمجھ نہ آئے تو قرآن حکیم کی اس آیت پر غور کر لیجئے ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴾ (آپ فرمادیں کہ جنکو اللہ کے سوا تم پکار کے لائق سمجھتے ہو انکو پکارو لیکن یہ یاد رکھو کہ نہ وہ تم سے تکلیف کو دور کر سکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے قرب کے متلاشی ہیں اسکی رحمت کے امیدوار ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں، تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کی چیز، الاسراء)

کتنا واضح ہے کہ جن ہستیوں کو تم معبود اور مددگار سمجھ کر پکار رہے ہو وہ تو ایک دوسرے سے بڑھکر رب تعالی کا قرب تلاش کر رہے ہیں۔ ان میں جو زیادہ مقرب ہیں وہی قرب الٰہی کے زیادہ طلبگار ہیں۔ وہ تو خود کسی سب سے زیادہ مقرب بندہ کی دعا کو حصول قرب الٰہی کا وسیلہ بنا رہے ہیں (تفسیر عثمانی بنی اسرائیل)۔

آپ سے ذرا سوال ہے اس آیت میں جو کچھ فرمایا گیا کیا یہ سب کچھ پتھر کے بت کے بارے میں ہے کہ

Marfat.com

وہ قرب الٰہی کے متلاشی ہیں، یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ
رحمت کے امیدوار ہیں وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ
عذاب الٰہی سے ڈرتے ہیں وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ

اگر آپ غور کرینگے تو دل گواہی دیگا کہ یہ اللہ کے نیک بندوں کی صفات ہیں جن کے بت بنا کر پوجا پر لگے ہوئے تھے اور انکو سفارشی بنا رکھا تھا۔

نیز ارشاد الٰہی پر غور فرمائیں ﴿وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَاكَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآئَهُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا﴾ (اس آیت پر آپ غور فرمائیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن ان پجاریوں کو اور جنکو یہ پوجتے تھے اور عبادت کرتے تھے سب کو جمع فرما کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان معبودوں سے سوال فرمائینگے کہ انکو اپنی دعوت دیکر تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی گمراہ تھے؟ انکا جواب ہوگا کہ اے مالک سبحانہ وتعالیٰ ہم تو خود تیرے سوا کسی کو اپنا رفیق اور معاون نہیں بنا سکتے تو دوسروں کو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تم ہمیں اللہ کے سوا رفیق اور حاجت روا مان لو۔ انکے سب کام تو کرتا تھا لیکن یہ توحید کی حقیقت کو بھول کر ہماری طرف منسوب کر کے گمراہ ہو گئے۔

آپ سے سوال ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ سوال بندوں سے فرمائینگے یا

Marfat.com

پتھروں سے؟ اگر بندوں سے ہے تو پھر سمجھ آیا کہ مشرکین مکہ جنکو الوہیت کی صفت دے رہے تھے وہ نیک بندے ہی تھے اسی کے خلاف یہ دعوت تھی کہ ﴿ لاالہ الااللہ ﴾ اگر یہ نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ قرآن سے سمجھ کر ہمیں بھی سمجھائیں!

آپ ذرا غور فرمائیں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالی مشرکین مکہ کے معبودوں کے بارے میں جو کچھ فرما رہے ہیں کہ وہ پتھر تھے یا انسان جو اللہ کے نیک بندے تھے اور مشرکین نے انہی کو معبود کا درجہ دے رکھا تھا ارشاد الٰہی ہے ﴿اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا مِنْ عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَآءَ ﴾ (یعنی اب کافروں کا گمان کیا ہے کہ میرے بندوں کو میرے سوا اپنا حمائیتی بنالینگے، الکہف)

اس آیت میں کتنا واضح طور پر مشرکوں کو خطاب ہے کہ تمہارا یہ غلط خیال ہے میرے نیک بندوں کو تم اپنا کارساز اولیاء بنالوگے اور وہ تمہارا سارا کام اور تمہاری حمایت کرینگے۔ قطعاً نہیں بلکہ وہ تم سے بیزار اور اللہ کے حمائیتی ہونگے۔

سمجھا آپ نے مشرکین ان نیک بندوں کو اللہ نہیں کہہ رہے تھے بلکہ انکے ساتھ مدد مانگنے، فیض مانگنے، نفع نقصان میں پکارنے کا وہ معاملہ کرر ہے تھے جو اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ ہونا چاہئے اسی کے خلاف ﴿ لاالـــه الاالـــلــه ﴾ کی دعوت تھی۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ملائکہ، انبیاء اکرام علیہم السلام اور ان نیک بندوں کے

Marfat.com

بارے میں ہے جن کو معبود کا درجہ دے رکھا تھا (روح المعانی الکہف آیت ہذا)

مزید اس آیت پر غور فرمائیں ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾

(آپ فرمادیں جن کو تم اللہ کے سوا پکار کے لائق سمجھتے ہو انکو پکارو وہ ایک ذرہ برابر چیز کے مالک نہیں آسمان وزمین میں اور نہ آسمان وزمین میں انکا کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، اللہ کے دربار میں کوئی سفارش کام نہیں آتی مگر جس کی رب اجازت دے یہاں تک کہ جب انکے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں وہی کہا جو کہنے کے لائق ہے وہی سب سے اوپر عظمت شان والا ہے)

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ وہ لوگ فرشتوں سے سفارش کروانے کے بھی قائل تھے (کبیر ج 9) اللہ سبحانہ وتعالی نے اسکے جواب میں چند باتیں فرمائیں۔

نمبر 1: وہ فرشتے ﴿غیر اللہ﴾ یعنی اللہ کے ماسوا ہیں یہ حقیقت ﴿من دون اللہ﴾ سے واضح ہے۔

Marfat.com

نمبر2: نہ ان کے پاس ذرہ بھر اختیار ہے﴿لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ﴾

نمبر3: نہ آسمان وزمین میں انکا حصہ ہے﴿مَالَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْكٍ﴾

نمبر4: نہ انکی ہمیں معاونت حاصل ہے﴿وَمَالَہٗ مِنْھُمْ مِنْ ظَھِیْرٍ﴾

بلکہ سفارش کے جو اہل ہیں وہ سفارش کرنا چاہیں تو انکی کرینگے جنکی رب سبحانہ وتعالی اجازت عنایت فرمائینگے ہر کسی کی نہیں، یعنی اجازت کے محتاج ہیں﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ﴾

نمبر5: وہ تو حکم الٰہی سے خود ہی خوف زدہ رہتے ہیں خوف کی وجہ سے ہوش گم ہو جاتے ہیں﴿ حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ﴾

کیا یہ سب کچھ پتھروں کی مورتیوں کے بارہ میں کہا جارہا ہے؟

نیز مشرکین جنات کو اللہ سبحانہ وتعالی کی بیٹیاں بنا کر ان سے سفارش کے طلبگار ہوتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے انکے لئے فرمایا﴿وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ (یعنی انہوں نے اللہ تعالی اور جنات کے درمیان رشتہ بنادیا ہے حالانکہ جنات یہ بات جانتے ہیں کہ وہ حاضر کئے جائینگے) اس واضح ہے کہ فرشتوں کو بھی معبود کا درجہ دیتے تھے ان سب کو لا الہ الا اللہ کی دعوت دی گئی تھی۔ فرشتوں کے اندر کوئی ایسی صفت نہیں جس سے وہ

Marfat.com

تمہاری سفارش کرسکیں۔ غور فرمائیں کہ یہ حکم پتھروں کے لئے ہے؟ نیز فرشتوں کی فرضی شکلیں پتھروں پر تراش کر ان سے مدد مانگتے تھے (کبیر ج 9) اندازہ فرمائیں کتنی غلط ہوگی یہ بات کہ یہ سمجھا جائے کہ لا الہ الا اللہ کی دعوت انکو اسلئے تھی کہ وہ پتھر کے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بلکہ بات اس طرح ہے کہ وہ نیک بندوں کی شکلیں پتھروں پر تراشتے تھے ان سے حاجتیں مانگتے پھر انکے نذرانے بھی پیش کرتے انکے نام پر جانور بھی چھوڑتے جنکے نام یہ تھے، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام (الانعام آیت نمبر---) انکے لئے فرمایا گیا کہ ﴿ لاالہ الااللہ ﴾۔

تھوڑا سا مزید غور فرمائیں ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ. اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَايَسْمَعُوْا دُعَآئَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَااسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَايُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٌ﴾ (اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی اوپر والی گٹھلی کے جتنا بھی اختیار نہیں رکھتے، اگر انکو پکارو تو وہ سنتے نہیں تمہاری پکار اور اگر سن لیں تو تمہاری فریاد کو پورا نہیں کرسکتے اور تمہارے اس شرک کا قیامت کے دن وہ انکار کرینگے اللہ کی طرح تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے چند باتیں ارشاد فرمائیں۔

نمبر 1: اللہ سبحانہ وتعالی کے سوا جسکو بھی تم اپنی کسی بھی ضرورت کے لئے پکارو وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو دھاگا نما چھلکا ہوتا ہے اسکا بھی

Marfat.com

اختیار نہیں رکھتے لہذا انکو پکارنا، ان سے مانگنا فضول اور حماقت ہے۔

نمبر 2: تمھاری بات کو وہ سنتے ہی نہیں ﴿لَا یَسْمَعُوْا دُعَائَکُمْ﴾

نمبر 3: بالفرض اگر وہ سن بھی لیں تو تہاری بات کا مناسب جواب یعنی فریادرسی کی انکے پاس کوئی شکل نہیں۔

نمبر 4: تمہارا انکو پکارنا یہ شرک ہے قیامت کے دن اسی شرک کے حقدار ہونیکا وہ انکار کرینگے کہ کبھی ہم اس لائق نہیں تھے کہ ہم کو پکارا جائے اور ہم تمہاری اس پکار سے غافل تھے ارشاد ہے ﴿اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغَافِلِیْنَ﴾ (یعنی ہم تمہاری پکار سے غافل تھے (یونس))

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے ﴿اِنَّکُمْ لَکٰذِبُوْنَ﴾ (تم ہمیں پکارنے میں جھوٹے تھے، النحل)

اب آپ سے سوال ہے کہ یہ پتھر تھے یا بندے تھے جنکی مورتیاں بنا کر انکی پوجا کی جارہی تھی جسکی بناء پر ان سب کو ﴿لاالہ الااللہ﴾ کی دعوت دی جارہی تھی۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں ﴿کالملئکۃ والانبیاء والشیاطین﴾ (یعنی یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو انبیاء اکرام، فرشتوں اور جنات کو پکارتے تھے، قرطبی ج ۱۴ الفاطر)

امام ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت انکے بارے میں ہے جو فرشتوں کے بت بنا کر پوجتے تھے (ابن کثیر ج ۳)

مزید سنئے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب بتوں اور فرشتوں حضرت عیسی اور دیگر اولیاء اکرام کے پجاریوں کے بارہ میں ہے۔

Marfat.com

اب آپکو بات سمجھ آگئی ہوگی کہ نیک بندوں کی قبروں پر جا کران سے مانگنا، دوریا نزدیک سے انکوپکارنا ﴿لاالـه الاالـلـه ﴾ کی دعوت کے خلاف ہے لہذا کلمہ گوہوکرنیک بندوں کی قبروں پر نذرانے ،پکار، سفارشیں، حاجت مانگنا یہ ﴿لاالـه الااللـه ﴾ کی نفی ہےاس سے باز آئیں آپکے لئے دنیاوآخرت میں بہتر ہوگاوگرنہ قیامت کے دن یہ نیک بندے آپ سے لاتعلق ہوجائینگے ، البتہ ان نیک بندوں کی اتباع اوراطاعت ضرور بہ ضرور کیجئے۔

آپ سے سوال ہے کہ کیا یہ اولیاءکواللہ مانتے تھے یافرشتوں کو اللہ کہتے تھے؟اب تک کسی کواللہ کانام نہیں دیا گیاارشاد ہے﴿ هل تعلم لـه سميا﴾ (کیاتم نے اللہ کاہمنام سنا ہے؟)

بلکہ انکے ساتھ الـــلـــــه والا معاملہ کرتے تھےاسی کوانکی پوجا کہا گیاہے۔(رشیدی)

آپ غورفرمائینگے قرآن حکیم کی اس آیت پر﴿وَمَـنۡ اَضَـلُّ مِـمَّـنۡ يَّـدۡعُـوۡا مِـنۡ دُوۡنِ الـلّٰـهِ مَن لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَهُـمۡ عَـنۡ دُعَـآئِهِـمۡ غَـافِـلُوۡنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّكَـانُـوۡا بِـعِبَـادَتِهِمۡ كٰفِـرِيۡنَ ﴾(اس سے بڑاکون گمراہ ہوسکتا ہے جواللہ کے ماسواانکوپکارے جوقیامت تک اسکی پکار پرپہنچ نہیں سکتے اورانکے پکارنے کی ان کوخبر بھی نہیں،جب قیامت کا حشر برپاہوگاتووہ انکے دشمن ہونگے اورانکی پوجا کاانکار کرینگے)

Marfat.com

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالی نے چند باتیں ارشاد فرمائیں ہیں۔

نمبر1: اللہ کے ماسوا کو پکارنا گمراہی ہے،

نمبر2: اللہ سبحانہ وتعالی کے سوا جنکو پکارتے ہیں وہ قیامت تک انکی فریاد رسی نہیں کرسکتے

نمبر3: انکو خبر ہی نہیں ہے۔

نمبر4: جب انسانوں کا حشر ہوگا یہ معبودین ان کے دشمن ہونگے جوانکو پکارنے کی شکل میں انکی عبادت پر لگے ہوئے ہیں اور اسکا انکار کرینگے۔

آپ اس ارشاد الہی سے کیا سمجھے ہیں کہ وہ ایسے بت پوجتے تھے جنکی اصل پتھر تھی؟ پھر تو آپکی سمجھ پر افسوس ہے، کیا نـــــاس کا لفظ سمجھ نہیں آتا اس کا معنی پتھر ہوتا ہے؟

وہ دشمن ہیں؟ کیا پتھر دشمن ہوسکتے ہیں؟ وہ انکی عبادت کا انکار کرینگے

یہ سب انسانوں کی صفات بنتی ہیں پتھروں کی نہیں لہذا معلوم ہوا کہ وہ بت پتھروں سے تراش کر اصل میں انسانوں کی عبادت پر لگے ہوئے تھے، انکو مدد، حاجات اور مقاصد میں پکارتے تھے اللہ سبحانہ وتعالی نے اس پکارنے کو عبادت کا نام دیا اسی کے لئے انکو کہا جارہا تھا ﴿لا الــــه الا الــــلــــه﴾ (یعنی پکارنے کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں) ﴿لــــه دعوة الحق﴾ (وہی پکار کے لائق ہے، الرعد)

Marfat.com

مزید غور فرمائیں ﴿قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آپ فرمادیں کہ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر جمع ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں، کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں اور اللہ کے ماسوا کوئی کسی کو رب نہ بنائے پھر اگر وہ اسے بھی قبول نہ کریں تو آپ فرمادیں کہ ہم تو حکم الٰہی کے پابند ہیں، آل عمران)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو دعوت توحید دی ہے۔

آپکو معلوم ہے کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت پر لگے ہوئے تھے کیا یہ بت تھے؟ جنکی اصل پتھر ہے یا مقدس انبیا کرام علیہم السلام کی ہستیاں ہیں آج بھی گرجوں میں چلے جائیں کاغذ پر یا پتھروں کی مورتیاں بنی ہوئی آپکو ملیں گیں۔ انکو کلمۃ سواء یعنی ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی دعوت دی جارہی ہے۔

آپکو یہ بات بخوبی سمجھ آگئی ہوگی کہ ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی دعوت صرف انکو نہیں جو پتھروں کو پوجتے تھے بلکہ ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی دعوت ان لوگوں کو ہے جو اللہ کے مقدس برگزیدہ بندوں کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ کے ساتھ ہونا چاہئے مثلاً مدد کے

Marfat.com

لئے اللہ سبحانہ وتعالی کو پکارا جاتا ہے اور یہ مدد کے لئے نیک بندوں کو پکارتا ہے اسکو کہا جارہا ہے ﴿لا الہ الا اللہ﴾ ۔ (یعنی تیری مدد اللہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا لہذا اللہ کے سوا کسی سے مدد مت مانگ) اگر بات سمجھ نا ہوتو غور کریں کہ بدر کے اندر کیا ہوا؟ آپ ﷺ خود موجود ہیں، فرشتے آئے ہوئے ہیں، پانچ یا تین ہزار فرشتے میدان بدر میں مسلمانوں کی حمایت میں کافروں کو قتل کررہے ہیں، صحابہؓ نے آنکھ سے دیکھا بھی ہے، فرشتے کے گھوڑے کا نام بھی سنا ہے ﴿حیزوم﴾ جبریل علیہ السلام کو سبز پگڑی میں بھی دیکھا ہے (بخاری)

لیکن پھر بھی اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (یہ سب تمہاری دلجوئی کیلئے ہے وگرنہ مدد اللہ ہی کرسکتا ہے، آل عمران)

مالی نذرانے، جانور یا کھانے کی شکل میں اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کے لئے ہونے کا بندہ نماز میں اقرار بھی کرتا ہے اس طرح کہ

﴿التحیات﴾ یعنی تمام زبانی عبادتیں اللہ تیرے ہی لئے ہیں
﴿والصلوات﴾ تمام بدنی عبادتیں اللہ تیرے ہی لئے ہیں
﴿والطیبات﴾ مالی عبادتیں اللہ تیرے ہی لئے ہیں

ان میں سے ایک بھی اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کے سوا کسی اور ذات کا قرب حاصل کرنے کے لئے انہی کاموں کو کرتا ہے اس کو دعوت دی

Marfat.com

جا رہی ہے ﴿لا الہ الا اللہ ﴾یعنی ان تمام کاموں کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں اگر یہ کام اللہ کے لئے ہیں تو وہ معبود ہے اگر کسی اور کے لئے ہیں تو وہی تیرا معبود ہے۔قوم عاد کے لوگ اللہ کے دربار میں قرب حاصل کرنے کے لئے جن معبودوں کو سفارش کیلئے پکارتے تھے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ہمیں رب کے ہاں درجے دلوا سکتے ہیں انکے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ﴿فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ﴾(یعنی انکی مدد کیوں نہ کی ان معبودوں نے جن کو بڑے درجے پانے کیلئے انہوں نے اللہ کے سوا معبود کا درجہ دے رکھا تھا،الاحقاف)۔

اس مضمون کو قرآن حکیم میں اول سے پڑھیں گے تو کھل کر بات سمجھ آئیگی کہ وہ لوگ اللہ کو معبود مانتے تھے اللہ سے بارش بھی مانگ رہے تھے،بقول بعض مفسرین بارش مانگنے کیلئے بیت اللہ میں بھی آئے تھے اور انکو بادلوں کے بارے میں اختیار بھی دیا گیا تھا کہ کونسے رنگ کا بادل چاہیئے ۔اس یہ بات خوب واضح ہے کہ اصل معبود انکی نظر میں بھی اللہ تعالی ہی تھے لیکن ماسوا اللہ کو معبود کا درجہ دے رکھا تھا اللہ سبحانہ وتعالی کا قرب حاصل کرنے کیلئے۔پھر ان معبودین کیلئے سب کچھ کرنے کو تیا رہتے۔ہود علیہ السلام نے انکو سمجھایا کہ جو کچھ انکے لئے کررہے ہو یہ اللہ کیلئے ہونا چاہئے ،اسی کو حضرت ہود علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا ﴿الا تعبدوا الا اللہ ﴾(عبادت کسی بھی رنگ میں ہو،کسی بھی طریقے

Marfat.com

اور ڈھنگ سے ہو، عبادت کا کوئی بھی فرد ہو، نماز ہو، مالی نذرانے ہوں ، زبانی عبادات ہوں یہ سب اللہ کیلئے ہیں۔

سرورکونین ﷺ جن مشرکین کو دعوت توحید دے رہے تھے وہ بھی اللہ ہی کو اصل معبود تسلیم کرتے تھے۔ اگر آپ انکے اصل عقائد معلوم کریں آپ حیران ہوجائیں گے کہ انکے یہ عقائد تھے اسکی تفصیل کیلئے ﴿الفوزا لکبیرفی اصول التفسیر، الشاہ ولی اللہ﴾ پڑھنے کے قابل ہے۔ وہ بھی یہی کہتے تھے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (ہم انکی عبادت صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے ہاں درجے دلوادیتے ہیں) پھران معبودین کی خوشنودی کیلئے مال اور جانوروں کے نذرانے اور کھانے اپنی کھیتیوں میں حصے مقرر کررکھے تھے، (دیکھئے الانعام ۱۳۶)۔ جانور بھی پیش کرتے تھے جنکے نام رکھے ہوئے تھے، بحیرہ، سائبہ ، وصیلہ، حام (دیکھئے المآئدہ ۱۰۳)۔

آپ ﷺ نے انہی کو ﴿لاالہ الااللہ﴾ کی دعوت دی جس کا مفہوم یہ بنتا تھا کہ یہ سب کچھ صرف اللہ کیلئے ہونا چاہئے۔

اس بات کو سمجھیں اور نیک بندوں کی قبروں پر سوائے انکے لئے دعا کرنے کے، ان سے کچھ مانگنا انکو پکارنا انکے نام پر نذرانے پیش کرنا یہ لاالہ الااللہ کی نفی ہے ان نیک بندوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ آپکو شیطان نے اس راستے پر ڈالا ہے یہ نیک بندے قیامت کے دا۔ یہ

Marfat.com

انکار کر دینگے، اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن یہ نیک بندے اللہ سبحانہ وتعالی کی توحید کا اقرار کرینگے اوران لوگوں سے بیزاری کا اعلان کر کے کہیں گے ﴿بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِم مُّؤْمِنُونَ﴾ (یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ شیطان کی عبادت کرتے تھے انہی پر انکا یقین تھا، الفاطر)۔

نیز ارشاد ہے ﴿كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا﴾ (وہ انکی عبادت کا انکار کرینگے اور انکے مخالف ہو جائیں گے)

اگر آپ واقعی جاننا چاہتے ہیں کہ وہ مشرکین جنکو ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی دعوت دی گئی تھی وہ کن کی عبادت کرتے تھے اسکے لئے آپ خود ہی سورۃ الجن کو پڑھ لیں ارشاد الہی ہے ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ﴾ (انسان مرد جنات مردوں کی پناہ چاہتے تھے) اس آیت کو پڑھیں اور پھر ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کو دہرائیں تاکہ آپکو توحید سمجھ آئے اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ مشرکین کس قسم کے مشرک تھے۔

مزید غور کیجئے ارشاد الہی ہے ﴿أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ (وہ مردے ہیں زندہ نہیں انکو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے، النحل)

ان معبودین کو اس آیت میں ﴿اموات﴾ فرمایا ہے کیا پتھر کے لئے موت ہے؟ نیز یہ بتایا گیا کہ انکو تو اس بات کا شعور نہیں کہ انکو اٹھایا کب

Marfat.com

جائےگا کیا ﴿بعث بعد الموت﴾ پتھروں کا ہوگا؟

آپکو کیا سمجھ آیا ہے کہ معبود پتھروں کو بنایا جارہا تھا یا انسانوں کی مورتیاں پتھروں سے بنا کر انکی پوجا ہورہی تھی؟

مزید عقل اور شعور کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالی کی بات سمجھیں اور اس آیت پرغور فرمائیں ﴿وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَءَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَاكَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَاكَانَ لِلّٰهِ فَهُوَيَصِلُ اِلٰى شُرَكَائِهِمْ﴾ (اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور جانوروں میں اللہ کا بھی حصہ رکھتے اور شرکاء کا بھی اللہ کا حصہ اگر شرکاء کے حصے کے ساتھ مل جاتا کوئی پروانہیں لیکن شرکاء کا حصہ اللہ کے حصے میں نہیں ملنا چاہئے، الانعام)

اس میں چند باتیں ہیں۔

<u>نمبر1</u>: وہ مشرک اپنی کھیتیوں جس میں ہر قسم کے اجناس، باغات کے پھل یعنی مطعومات (کھانیوالی چیزیں) داخل ہیں۔ نیز اپنے جانوروں میں سے دو حصے نکالتے تھے ایک حصہ اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کے لئے اور دوسرا حصہ اپنے شرکاء کے لئے۔ اللہ کا حصہ مل جائے شرکاء کے حصے میں تو کوئی حرج نہیں اور اگر شرکاء کا حصہ اللہ کے حصے میں مل جائے تو اسکو پورا کرتے تھے۔

آپ ذرا شعور سے سوچیں کہ کیا حجر اور پتھر کو یہ سب کچھ دیا جارہا تھا کہ یہ پتھروں کے نام کا غلہ ہے؟

Marfat.com

یقین کیجئے اگر یہ ہی معاملہ ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں ان سے مخاطب ہوتے کہ ظالمو! اس پتھر کو تم نے فلاں جگہ سے اٹھایا ہے اب یہ معبود کیسے بن گیا؟ جناب آپکو معلوم ہوگا کہ اگر پتھر معبود ہوتا تو تمام پتھروں کی عبادت ہوتی یا کسی زبان سے یہ تو نکلتا کہ فلاں پہاڑ کا پتھر معبود ہے جبکہ ایسا لغت عرب کے اندر بھی نہیں ہے۔ بجائے اسکے عرب تو پتھروں سے استنجاء کرتے تھے انکو معبود کیسے مانتے؟ البتہ اصل حقیقت یہی ہے کہ اصل میں یہ انسان یا جنات یا فرشتے تھے جنکے بارہ میں مشرکین مختلف قسم کے عقائد کے اندر مبتلا تھے اسی کی بناء پر پتھروں سے انکی مورتیاں بناتے تھے کسی کی کسی شکل میں اور کسی کی کسی شکل میں کسی کی خوف مصیبت والی اور کسی کی محبت والی پھر انکی تعظیم کرتے، عبادت کرتے، نذرانے دیتے اللہ کے لئے کیئے جانیوالے حقوق انکو دیتے۔

آپ غور فرمائیں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ ﴿مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ﴾ (یعنی ان مورتیوں کی کیا حقیقت ہے جنکے سامنے تم سر جھکائے پڑے ہو؟ الانبیاء)

معلوم ہوا کہ یہ پتھر یا کسی اور چیز سے بنی ہوئی کسی چیز کی شکلیں تھیں جنکی پوجا مقصود نہیں تھی بلکہ انکی جو اصل ہے چاہے وہ کوئی فرشتہ ہو، انسان یا جن یا انبیاء اکرام علیہم السلام انکی عبادت یا نذرانے مقصود تھے اسکے لئے انکو ﴿لا اله الا الله﴾ کی دعوت دی جارہی تھی۔ جنات کی عبادت کا ذکر قرآن میں موجود ہے ﴿بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ

Marfat.com

مُـؤمِـنُـوْنَ ﴾ (یعنی جنات کی عبات کرتے تھے اور اکثر ان پر یقین رکھتے تھے، الانبیاء) نیز انسان جنات کی پناہ مانگتے تھے قرآن کریم کے اندر ارشاد ہے ﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ﴾ (یعنی انسان جنات کی پناہ مانگتے تھے، الجن)

نیز ارشاد الٰہی ہے ﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِاسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ﴾ (اے جنو! تم نے بہت سے انسانوں کو اپنے تابع کر رکھا ہے) ان جنات کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی دعوت دی تھی۔

مزید غور کیجئے ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا﴾ (یعنی انہوں نے اللہ کے علاوہ ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اپنے لئے بھی کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتے اور زندگی موت اور دوبارہ اٹھنے کا اختیار بھی نہیں رکھتے ہیں، الفرقان)

اس آیت میں آپ نے غور فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالی انکے معبودوں کے بارہ میں چند چیزوں کی نفی فرماتے ہیں۔

<u>نمبر 1:</u> جنکو معبود کا درجہ دیتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود ہماری پیدا کردہ مخلوق ہیں۔

<u>نمبر 2:</u> اپنے آپ سے نقصان کو دور نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

آپ سے سوال ہے کہ پتھر کا کونسا ایسا نقصان ہے جس سے وہ اپنے آپکو نہیں بچا سکتا اور یہ اسکی کمزوری شمار کی جارہی ہے؟

نمبر 3: اپنے آپکو فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے۔

عقل سے سوچیں کیا یہ پتھروں کو کہا جارہا ہے! اور کونسا نفع ہے جو پتھر حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں کہ وہ نفع حاصل نہیں کرپارہے۔

نمبر 4: موت کے مالک نہیں زندگی کے مالک نہیں دوبارہ موت کے بعد اٹھانے پر قادر نہیں ہیں۔

نیز آیت میں ﴿لانفسھم﴾ کے لفظ مبارک پر غور فرمائیں کیا یہ سب کلام پتھروں سے ہورہا ہے؟ کیا پتھروں کیلئے نفس ہوتا ہے؟

بلکہ یہ سب کچھ ان بندوں، فرشتوں، جنات یا جس چیز کو بھی معبود کا درجہ دیکر پتھروں سے انکی شکل اور مورتیاں بنا کر ان سے حاجات مرادیں اور مدد مانگی جارہی ہو انکے بارہ میں فرمایا جارہا ہے۔ اس سب کچھ کی نفی لا الہ سے کی جارہی ہے اور الا اللہ کے ساتھ ان تمام صفات کو اللہ سبحانہ وتعالی کیلئے ثابت کیا جارہا ہے کہ اللہ یہ سب کچھ کریگا۔

ہماری بات آپکو سمجھ آگئی ہوگی کہ مشرکین کا جرم یہ تھا کہ وہ کام یا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ کرنا چاہیئے وہ وہی کام اللہ کے بندوں، فرشتوں، جنات کی مورتیاں بنا کر انکے ساتھ کررہے تھے۔ قرآن میں اسی کو ﴿اصنام﴾ (بت پرستی) کہا گیا تھا اور کہیں اسی کو ﴿وثن﴾

Marfat.com

پرستی کہا گیا ہے، کہیں اسی کو ﴿ تماثیل ﴾ کہا گیا ہے اور کہیں اسی کو ﴿اناث﴾ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آپ اب بھی اگر یہ کہیں کہ نہیں جی وہ پتھروں سے حاجتیں، منتیں، نذرانے، فیوض و برکات مانگتے تھے اسلئے مشرک تھے ہم تو نیک بندوں کی قبروں پر نیک بندوں سے مانگتے ہیں یا انکے وسیلے سے اللہ سے مانگتے ہیں جبکہ یاد رکھیں انبیا اکرام علیہم السلام اور صلحاء کا وسیلہ جائز ہے لیکن اسکی ایک حد ہے جس میں تعبد اور توسل کا فرق باقی رہنا چاہئے۔

آپکو ان آیات سے بخوبی یہ بات سمجھ آ گئی ہوگی کہ وہ مشرکین بھی یہ سارا معاملہ نیک بندوں، فرشتوں، جنات کے ساتھ کر رہے تھے لیکن قبر سے ذرا ایک حد آگے بڑھ کر کیونکہ دور دراز سے ان نیک بندوں کی قبروں تک کون پہنچے، جہاں تھے وہیں انکی پتھروں سے یا کسی اور چیز سے مورتیاں بنا کر یہی کام شروع کر دیا۔

پھر کچھ تو مانگتے اللہ سے تھے لیکن انکو ذریعہ بنا کر۔ انکے بارے میں قرآن میں واضح ارشاد ہے ﴿وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَائُنَا عِندَ اللّٰهِ﴾ (یعنی یہ اللہ تعالی کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں) نیز ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (یعنی ہم انکی عبادت اسلئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں)۔ شیطان نے انکو یہ سمجھا رکھا تھا کہ تم گنہگار ہو تم براہ راست اللہ سے مانگنے کے لائق نہیں اس لئے اسکے مقدس بندوں یا فرشتوں کی سفارش ضروری ہے۔

Marfat.com

اگر آپکو ہماری بات پر یقین نہ ہو تو امام ابن کثیرؒ کی زبان سے سن لیجئے کہ وہ لوگ فرشتوں کے بت بنا کر ان مقرب فرشتوں کی عبادت کرتے تھے تاکہ یہ فرشتے انکی مدد، رزق اور دیگر مصیبتوں میں انکی سفارش کریں، ابن کثیر ج ۴ الزمر۔

امام رازیؒ سے بھی ایک موتی لیتے جایئے

امارازیؒ فرماتے ہیں کہ وہ مشرکین کہتے تھے کہ بڑے معبود کی عبادت کے ہم لائق نہیں اس لئے اسکے بزرگ بندوں اور نیک ارواح کی عبادت کر کر اس بڑے معبود تک پہنچنا چاہیئے براہ راست اس تک ہم نہیں پہنچ سکتے اسی کو ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾ کہتے تھے۔ (یعنی ہم انکی عبادت اسلئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں، تفسیر کبیر ج ۹)۔

اور کچھ جاہل براہ راست ان سے بھی مانگتے رہے تھے اس سب کچھ کی نفی کے لئے فرمایا جا رہا تھا ﴿لا اله الا الله﴾

اب اس کلمہ توحید کا مفہوم ہوا کہ اسکے دربار میں اسکا کوئی ایسا سفارشی نہیں جو تمہیں اس تک پہنچائے یا قریب کرے کیونکہ وہ خود ہی سب سے قریب ہے اس سے رابطہ کرنے کیلئے صرف ایمان چاہیئے ارشاد الٰہی ہے ﴿ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾ (ایمان اور نیک اعمال ہی بندے کو رب کے قریب کرتے ہیں، السباء)

Marfat.com

یہ مشرک جن کے ساتھ اللہ والا معاملہ کررہے تھے یا جنکو اللہ کا نزدیکی کا درجہ دیکر دربار خداوندی میں انکو سفارشی کا درجہ دے رہے تھے انکے نام بھی رکھے ہوئے تھے۔ میں نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالی جو صرف سچے ہی نہیں بلکہ صدق وصداقت اور سچائی کے خالق ہیں وہ یہ بتارہے ہیں اور ایسے کلام میں بتارہے ہیں جو جھوٹ ہی نہیں بلکہ جھوٹ کے شبہ اور ریب سے بھی پاک ہے ارشاد ہے ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَآبَائُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ (یعنی یہ صرف وہ نام ہی ہیں جو تم اور تمہارے آباء واجداد نے رکھے ہوئے ہیں، اللہ تعالی نے اس پر کوئی دلیل نہیں اتاری، النجم)۔

دیکھئے پہلے مشرکین کے بتوں کا تذکرہ ہے اسکے بعد فرمایا کہ یہ صرف تمہارے اور تمہارے باپ دادوں کے رکھے ہوئے نام ہیں انکے اندر کسی ایسے کمال کی جسکی بنا پر یہ تمہاری مدد مشکلات کو دور کرنے اور حاجات میں پکار کے لائق ہوں کوئی دلیل نہیں ہے۔ قرآن نے تو یہاں تک بھی کہا ہے کہ تم ایک دوسرے کو دیکھا دیکھی بھی کررہے ہو آپس کی محبت کی بناء پر ﴿مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (یعنی یہ سب کچھ آپس کی محبت کی بناء پر ہورہا ہے، العنکبوت)

آپ سے سوال ہے کہ کیا یہ پتھروں کے نام رکھے ہوئے تھے؟ نہیں بلکہ یہ انسان تھے جنکی شکلیں پتھروں پر تراش کر انکے نام رکھے ہوئے تھے۔ انہی کے خلاف ﴿لا اله الا الله﴾ کی دعوت تھی۔

Marfat.com

آپ سے سوال ہے کہ آج جو کچھ نیک بندوں کی قبروں پر ہو رہا ہے اور اسی کو اللہ کا قرب سمجھا جا رہا ہے، لوگ میلوں پیدل ننگے پاؤں سفر کر کے آرہے ہیں قبر تک پہنچنے کیلئے قطاریں لگی ہوئی ہیں بلکہ بعض اللہ کے بندوں کی قبر کے دروازے کے پاس سے گزر جانے کو ((بھشتی)) کا نام دیا ہوا ہے لوگ وہاں کھانوں کی دیگیں، ہر قسم کے نذرانے پہنچا رہے ہیں اس پر قرآن وسنت کے اندر کونسی دلیل ہے؟ کیا اسکو ﴿ مَـآ اَنۡـزَلَ اللّٰـهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ، النجم ﴾ اوپر گزری ہوئی آیت کی روشنی میں آپ سمجھ کر اللہ کی رضاء اور سنت رسول کے احیاء کے لئے ﴿ لا الـــه الا الله ﴾ کے ساتھ اس کی نفی فرما سکتے ہیں؟ کیا آپ کچھ غور فرما کر یہ کر سکتے ہیں کہ آج تک آپ نے یقیناً منبر رسول ﷺ پر بت پرستی کی مذمت تو کی ہے لیکن آج تھوڑی سی بت پرستی کی حقیقت بھی امت کو سمجھائینگے کہ بت پرستی وثن پرستی اور طاغوت کیا ہے؟ اسے ذرا کھول کر بیان کریں پھر ﴿ لا الـه الا الـلـه ﴾ پر غور کریں خوب سمجھ آجائیگا کہ ﴿ لا الـه الا الـلـه ﴾ کی دعوت کس کے لئے ہے اور اسکے مخاطب کون لوگ ہیں۔

خدارا دائیں ہاتھ میں قرآن بائیں میں سنت رسول دل میں ﴿ لا الـــه الا الــلــه ﴾ کی ضرب زبان پر محمد رسول اللہ کی مہراب بیان کریں پھر دیکھیں کیا سمجھ آتا ہے۔

Marfat.com

کیا آپ اس آیت کریمہ پر غور فرمائینگے جو امت توحید کو یہ سمجھا رہی ہے کہ غیر اللہ یا بتوں کی پوجا کرنیوالے پتھروں کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کے مخلص بندوں کی مورتیاں پتھروں سے بنا کر انکی پوجا ہو رہی تھی اور صفات الوہیت انکو دی جا رہی تھیں۔ ﴿اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ﴾ (یعنی جب متبوعین اپنے پیروکاروں سے برات کا اعلان کردینگے اور عذاب کو دیکھ کر تمام اسباب ختم ہو جائینگے، البقرہ)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جنکی اتباع کی جارہی تھی وہ اتباع کرنیوالوں سے برأت کا اعلان کردینگے کہ تمہارا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

اگلی آیت میں ارشاد ہے کہ یہ اتباع کرنیوالے حسرت کے ساتھ کہیں گے کہ کاش دنیا میں واپسی کا کوئی راستہ ہو تو ہم بھی تم سے ایسے برأت اور بیزاری کا اعلان کریں جیسے تم نے کیا ہے۔

آپ عقل اور شعور سے سوچ کر بتائینگے کہ یہ سب کچھ پتھر کر رہے ہیں؟

مزید قرآن سے سمجھئے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ﴿اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ﴾ اس آیت میں مشرکوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اور نفع نقصان کی امید رکھتے ہو وہ تو مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں انکو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ قبروں سے اٹھنا کب ہے۔

کیا آپ گروہ بندی، جماعتی ہٹکڑی سے پاک ہو کر غور کرینگے کہ مردہ کس کو کہا جا رہا ہے کیا پتھر مردہ ہوتے ہیں مردہ تو وہ ہوتا ہے جسکے اندر زندگی

Marfat.com

ہو، کیا پتھر کے اندر آپکے لحاظ سے زندگی ہے؟ نیز فرمایا کہ زندہ نہیں، کیا پتھروں سے حیات کی نفی ہو رہی ہے؟ اگر پتھروں سے حیاۃ کی نفی کرنا ہوتو اسکے لئے کیا یہی عبارت چاہیئے؟

مزید آنکھیں کھولئے، انکو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ قبروں سے کب اٹھایا جائگا۔ کیا قبروں سے بعث پتھروں کا ہوگا یا انسانوں کا ہوگا؟ آپ اگر قرآن کی بات مانتے ہیں تو خوب سمجھ آ گئی ہوگی کہ مشرکین پتھروں سے کن کی مورتیاں بناتے تھے اور ان مورتیوں کے سامنے سر جھکا کر جو پڑے رہتے تھے یا ان سے نفع نقصان جو کچھ مانگ رہے تھے وہ دراصل کن سے مانگ رہے تھے۔ اب بھی اگر آپ نیک بندوں کی قبروں پر جھکنا بند نہ کریں اور ان سے نفع نقصان کی امیدیں لگائے رکھیں تو آپ نے ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ سے کس کی نفی کی ہے اور آپ دامن توحید سے کیسے وابستہ ہیں؟ بصیرت کی آنکھ کھولئے اور ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس آیت پر غور کیجئے،

﴿قُل لَّآ اَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا﴾ (یعنی آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں تمھارے لئے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں، الاعراف) یہ اعلان برحق اس ذات بابرکات، فخر موجودات ﷺ کی ذات عالیہ سے کروایا جا رہا ہے جو ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کے سب سے بڑے داعی ہیں اور توحید کی دعوت دینے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں (علیہم السلام) کے امام ہیں (ﷺ) آپ کہہ دیں کہ تمہارے نفع اور نقصان کا

Marfat.com

اختیار میرے پاس نہیں جب ہر قسم کا نفع اور نقصان آپ کے اختیار میں بھی نہیں تو پھر وہ کون ہو سکتا ہے جسکے اختیار میں اسکی موت کے بعد آپکا نفع نقصان دیدیا گیا ہے اور آپکو کلمہ توحید کے باوجود کھلی چھوٹ دیدی گئی ہے کہ ان سے مانگ لو یا انکا واسطہ ایسا اختیار کرو کہ تمہارے سامنے انکی قبر ہو اور تم اس سے چمٹے ہوئے ہو اور یہ یقین بھی ساتھ رکھنا کہ میرے آنے کا انکو پتہ ہے اور یہ میری سفارش کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں پھر چمٹ جانا اور آہ وزاری کرنا اسی کو توحید کا نام بھی دیدینا۔

غور کریں آپ ﷺ سے نفی کروا کر اس کو دامن توحید سے وابستگی بتایا جا رہا ہے یہ سب کچھ آپکی حیاۃ طیبہ میں ہے اور زندہ نبی ﷺ سے نفی ہے تو جو نیک بندے فوت ہو چکے ہیں ان سے اس سب کچھ کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ فوت شدہ ولی زندہ نبی سے افضل ہوتا ہے؟ افسوس اس سمجھ پر۔

اگر آپ گروہ بندی سے آزاد ہو کر پڑھیں تو ضرور سمجھ جائینگے کہ نیک بندوں سے محبت کا مطلب انکی اتباع کرنا ہے انکے لئے دعا کرنا ہے نہ کہ ان سے مانگنا اور انکی قبروں سے چمٹنا۔ آپ نے غور کیا کہ آپ ﷺ سے اعلان کروایا گیا کہ میرے پاس تمہارا نفع اور نقصان نہیں۔

مزید اعلان توحید کے لئے آپ ﷺ سے یہ بھی اعلان کروایا گیا کہ ﴿قُل لَّآ اَملِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا﴾ (یعنی میں تو اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا) میرا تو اپنا بھی نفع نقصان اللہ کی ذات سے ہی

Marfat.com

وابستہ ہے میں انہی سے امید رکھتا ہوں ۔اگر میرے پاس ہوتا تو ﴿ومامسنی السوء﴾ (مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی ،الاعراف)

حالانکہ میدان احد میں مجھے تکلیف پہنچی کہ میرے دندان مبارک شہید ہوئے ،سر مبارک زخمی ہوا۔

میرے ماں باپ، میرا کل جہاں آپ ﷺ سے محبت اور عشق کرنیوالے کی پیر کی خاک پر قربان ہوں (ﷺ) آپکے سچے عاشقوں کا حال یہ تھا کہ شیطان نے جب جھوٹا اعلان کروایا کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے تو کسی صحابیؓ نے یہ نہیں کہا کہ نقصان سے بچنا تو آپکے اپنے اختیار مبارک میں ہے آپ کیسے شہید ہو سکتے ہیں بلکہ صحابہ کرامؓ پر ایک سکتہ طاری ہو گیا اور کل جہاں اجڑا ہوا نظر آرہا تھا اور بدر میں قلیل تعداد کے اندر ہونے کے باوجود بہادری کے جوہر دکھلانے والوں کے دل اور ہاتھ پاؤں گویا آگے بڑھنے سے بے جان ہو چکے تھے اور ہر انسان بے خودی کے عالم میں جدھر منہ تھا ادھر بھاگ رہا تھا ارشاد الٰہی ہے ﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ﴾ (تم بھاگے ہی جارہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھ رہے تھے)

ایک لمحہ کے لئے بھی صحابہؓ کی نظر میں یہ نہیں آرہا تھا کہ نفع نقصان تو آپکے اپنے اختیار میں ہے آپکو نقصان کیسے ہو سکتا ہے؟

قرآن آپکے لئے ایک مثال بیان کر رہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ غور سے کان لگا کر سنو اور سمجھو! ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ

Marfat.com

فَاسْتَمِعُوا لَهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهُ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ (یعنی اے لوگو تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جارہی ہے جنکو تم اللہ کی ذات کے علاوہ پکارتے ہو انکی حالت یہ ہے کہ یہ مکھی بھی نہیں بنا سکتے جدا جدا بھی اور اگر یہ سارے جمع بھی ہو جائیں پھر بھی نہیں بنا سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو یہ مکھی سے واپس بھی نہیں لے سکتے ان سے مانگنے والا بھی اور جن سے مانگ رہا ہے وہ بھی کمزور ہے، الخ۔

عقل و شعور سے سوچ کر بتائیں کہ مکھی پیدا کرنے کا تقاضہ پتھروں سے کیا جارہا ہے؟

نیز اکھٹا کرنے کا تقاضہ پتھروں سے ہے؟

مکھی سے واپسی کا حکم پتھر کے لئے ہے؟

نیز آیت کے آخر میں اس پکارنے والے اور جسکو یہ پکار رہے ہیں اسکو طالب اور مطلوب کا نام اللہ سبحانہ وتعالی نے دیا ہے کیا یہ پتھر کی مورتیوں کو کہا جارہا ہے؟

نہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ نیک بندوں یا جنات کی مورتیاں پتھروں سے بناتے تھے قرآن نے انکو تماثیل کہا ہے، یہ سب کچھ ان سے معاملہ کیا جارہا تھا بظاہر تو بت کی عبادت ہورہی تھی جبکہ حقیقت میں یہ انسان پرستی تھی۔

Marfat.com

کلمہ توحید کی دعوت ﴿لا الہ الا اللہ﴾ میں اسی کی نفی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پکار کے لائق نہیں ہے کوئی اس قابل نہیں کہ اس سے مدد مانگی جائے اگر کوئی اللہ کے سوا کسی چیز سے بھی مدد کا طلبگار ہے تو اسے فرمایا گیا ﴿وما النصر الا من عند اللہ﴾ غور کرینگے تو یہ آیت پکار اور دعا کے بارے میں ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی عکاس ہے۔

مضمون چونکہ کافی طویل ہوتا جا رہا ہے ورنہ اس حقیقت سے قرآن لبریز ہے۔

اولیاء کا تذکرہ قرآن میں

قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے انکے ولی ہونے کی اور ولایت کی گواہی خود حق سبحانہ وتعالی دیتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے ﴿وَاُمُّہ صِدِّیْقَۃٌ﴾ صدیقہ ہونیکی گواہی ہے جبکہ صدیق کے درجہ کی خاک کو بھی عام آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے انکو صدیقہ کہا ہے ،سورۃ مریم کے اندر انکی کرامت کا تذکرہ موجود ہے مثلا بغیر خاوند کے بیٹا ، نیز بیٹا بھی نبی ، کھجور کے خشک تنے سے کھجوروں کا گرنا ارشاد ہے ﴿وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا﴾ (یعنی اے مریم! خشک تنے کو حرکت دے تازہ اور تر کھجور گرائیگا، مریم)

انکے پاس حضرت جبرائیل بشری شکل میں حاضر ہیں ﴿فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا

Marfat.com

رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴾ (انکے پاس ہم نے جبریل کو بھیجا جو کامل انسانی شکل میں انکے سامنے نمودار ہوا، مریم)

انکے پاکدامنی کے قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالی گواہ ہیں ارشاد الہی ہے ﴿وَالَّتِیٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُّوحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (جس نے اپنی شرمگاہ کو پاک رکھا ہم نے اپنی روح کو ان میں پھونکا انکو اور انکے بیٹے کو جہان والوں کیلئے قدرت کا نشان بنایا، الانبیاء)

حضرت مریم کو اللہ تعالی نے پاکدامن کہا انکو اور انکے بیٹے کو کل کائنات کے لئے اپنی قدرت کا نشان قرار دیا اس سے بڑی کیا ولایت ہوسکتی ہے؟ آپ بتائینگے یا قرآن میں کہیں پڑھکر سنائیں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ فرمایا ہو کہ انکی قبر کے پاس اتنے انسان جمع ہوکر دعائیں کرتے تھے اور ہم قبول کرتے تھے یا ہم نے انکو یہ عزت بخشی کہ انکی قبروں کو گنبدوں سے اور چادروں سے سجادیا اور بعد میں آنیوالے انسان انکی قبروں کے پاس آکر مرادیں مانگتے رہے اور ہم نوازتے رہے۔

مذہبی گروہ بندی سے پاک ہوکر سوچئے کہ آپ کیا کررہے ہیں؟ کہیں دامن توحید کو آپ آلودہ تو نہیں کررہے؟ خدارا سوچئے اور غور کیجئے! کہیں اس آیت کے مصداق تو نہیں بن رہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾ (یعنی اکثر لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے بھی مشرک ہوتے ہیں، یوسف)

Marfat.com

اس ایت کے بارہ میں علامہ آلوسیؒ حنفی کیا کہتے ہیں امت کی حالت زار پر آنسو بہاتے ہوئے پڑھ لیجئے ﴿ومن اولئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع والضرر ممن الله تعالى اعلم بحاله فيها وهم اليوم اكثر من الدود ،روح المعانی ج ۷ ص ٦٧)

اس آیت کے مصداق لوگوں میں وہ قبر پرست لوگ بھی ہیں جو قبر والوں کے نام کی نذریں مانتے اوران سے نفع نقصان کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں جبکہ ان قبر والوں کی اصل حالت سے اللہ سبحانہ وتعالی ہی واقف ہیں ایسے قبر پرست لوگ اس زمانہ میں زمین کے کیڑوں سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ علامہ آلوسیؒ اپنے زمانہ کی حالت بیان کرتے ہیں آج سے دواڑھائی سو سال پہلے۔ آج کیا ہورہا ہے خود جا کر دیکھ لیں۔

امت کو تعلیم

اپنی ذات مبارک، عطر کائنات، میری روح، میری جان، میرا مال ومتاع آپکے مبارک شہر کی ہواؤں پر قربان (صلی اللہ علیہ وسلم) نے امت کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے کیا ہی خوب ارشاد فرمایا ﴿لا تطرونی کما اطرت اليهود والنصارى ابن مريم انما انا عبد فقولوا عبد الله ورسوله﴾ (مجھے ایسے مت بڑھانا جیسے

Marfat.com

نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بڑھایا تھا میں تو اللہ کا بندہ ہوں تم یہ ہی کہنا کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ، بخاری حدیث نمبر 4665)۔

یہ بات تو خود ظاہر ہے کہ محمد رسول ﷺ کی تعظیم کیسے کرنی ہے۔قرآن نے خوب سمجھایا ہے اس میں تعظیم کا حق ایک جگہ بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ آپکی وفات مبارک کے بعد اپنے تمام نفع اور نقصان کی امید آپ ﷺ سے لگا لینا اگر قرآن میں کسی جگہ یہ ادب ہے تو ہمیں بھی مطلع فرما کر احسان عظیم فرمایا جائے اگر نہیں ہے (اور یقیناً نہیں ہے) تو اپنی طرف سے آپکی شان میں یہ عقیدہ رکھ کر ﴿لا تطرونی﴾ والے ارشاد مبارک کی نفی سے بچا جائے۔

آپ ﷺ نے اپنی قبر مبارک کے متعلق ارشاد فرمایا ﴿لا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی ان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم﴾ (یعنی میری قبر کو خوشی کی جگہ نہ بنانا بلکہ مجھ پر درود پڑھا کرو تم خواہ کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے، ابوداؤد)

اس مبارک حدیث کو بار بار گہری نظر سے پڑھئے اور غور کیجئے کہ آقائے نامدار ﷺ کیا فرما گئے ہیں؟

اور کس خطرہ سے اپنی امت کو آگاہ فرما گئے ہیں کہ میری قبر کو عید نہ بنانا یعنی میری قبر پر خوشی کے اجتماع (عرس وغیرہ) نہ کرنا۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے الفاظ میں اس طرح بھی تعبیر کیا

Marfat.com

جا سکتا ہے کہ میری قبر پر عرس مت کرنا، تفسیر مظہری۔

اس حدیث میں آپکی قبر پر عرس کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور اپنی ذات بابرکات پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ فرمایا گیا کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے جب منع فرما رہے ہیں تو اولیاء اکرام (اللہ انکی قبروں پر رحمت فرمائیں) وہ اپنی قبر پر اس کام کے ہونے سے جس سے آپؐ نے منع فرمایا ہو کیسے راضی ہو سکتے ہیں؟

میرے عزیز بھائی کلمہ توحید کو بار بار پڑھ اور اس حدیث پر غور کر ﴿لا تجعلوا قبری عیدا﴾ (یعنی میری قبر کو خوشی کی جگہ نہ بنانا) اور پھر جو کچھ اللہ کے نیک بندوں کی قبروں پر ہو رہا ہے اسکو دیکھ پھر بتا کہ کیا یہ سب کچھ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کے مطابق ہے؟

مزید آگے پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں امام الموحدین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بندوں کی قبروں پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ادراک فرما کر امت کو کیسے تنبیہ فرمائی ہے

ارشاد عالی ہے ﴿لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجدا﴾ (یعنی اللہ سبحانہ وتعالی یہود ونصاری پر لعنت فرمائیں انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا) غور کیا آپ نے کہ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانیوالوں پر لعنت فرمائی اور جو لوگ یہی معاملہ اولیاء امت کی قبروں پر کر رہے ہیں یا براہ راست سجدہ تو نہی

Marfat.com

کرر ہے لیکن ایسے مسائل ، ایسے طریقے ، ایسی من گھڑت کرامتیں جنکی صاحب قبر تک کوئی سند ہی نہیں بیان کرر ہے ہیں ، جس سے امت کے جہلاء ، اولیا اکرام کی قبروں کے ساتھ چمٹے جار ہے ہیں انکے بارہ میں اس حدیث کی روشنی میں آپ نے کیا سمجھا ہے؟

آپ سے اگر ہو سکے تو علامہ شامیؒ کا ایک قول بھی ساتھ سمجھتے جائیں ، فرماتے ہیں کہ بت پرستی کی جڑ ہی نیک بندوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ہے فرمایا کہ ﴿ اصل عبادة الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجدا ﴾ (بت پرستی کی اصل نیک بندوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ہے، فتاوی شامی ج ۲)

مزید غور فرمائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہود ونصاری کے حالات دیکھ کر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کو کی شان کو کیسے بڑھایا تھا اپنی امت کو اس فتنے سے بچانے کے لئے کیسے ذہن سازی فرمائی عقیدہ توحید اور ﴿لا اله الا الله﴾ کے تقاضوں کو کیسے طبیعت کے اندر مستحکم فرمایا۔

توجہ فرمایئے کہ ایک شخص کسی غیر علاقوں سے کچھ امراء کے حالات اور انکی تعظیم کے طور طریقے دیکھ کر آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں آپ زیادہ حقدار ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جائے اسکے جواب میں آپ ؐ نے کیا فرمایا اس سے پہلے ایک بات سمجھیں کہ اس آدمی نے کہا تھا کہ آپ کو سجدہ کرنا چاہیے اسکا جواب مختصر تھا کہ نہیں سجدہ اللہ کا حق ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

Marfat.com

مختصر جواب عنایت نہیں فرمایا بلکہ مفصل طریقہ سے اسکے دماغ میں حال اور ماضی کے خطرہ سے آگاہ فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کہ اے فلاں! تو مجھے یہ بتا کہ اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرے تو کیا تو اسکو سجدہ کریگا؟ آپکو معلوم ہے سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت عالیہ کی برکت سے اس نے جو آپ ﷺ سے پہلے ہزاروں کے سامنے گرنے والا تھا اب وہ گویا توحید کا چشمہ عسل مصفی (خالص شہد) تھا اس نے کہا کہ ((کَلَّا)) ہرگز نہیں آپ ﷺ نے اسکی تحسین فرمائی۔

آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کے اس نفی کے جواب سے آپ ﷺ کا دل مبارک کتنا خوش ہوا ہوگا۔

(میری تمام نیکیاں ہدیہ، تحفہ صدقہ ہیں ہر اس شخص کے لئے جس نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو خوش کیا۔ کیا اس شخص نے یہ کہا کہ میں سجدہ تو نہیں کرونگا بلکہ چوموں گا آپکی قبر مبارک کو غسل دونگا، طواف کرونگا جبکہ یہ تو آپ تعلیم دے رہے تھے اسکے باوجود آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ سجدہ نہ کرنا، البتہ یہ کام تعظیم کے لئے کر لینا، معاذ اللہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کا کبھی تصور نہ فرمایا ہوگا کہ کوئی آدمی میری قبر کا طواف کرے یا غسل دے۔

Marfat.com

کلمہ توحید اور ایمان

کلمہ توحید کی تصدیق اور اقرار کے بعد قلب کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کی وحدانیت کا یقین پیدا ہوتا ہے اسکا نام ایمان ہے۔

یہ ایمان ایک عجیب طاقت ہے جس کی وجہ سے ہر مشکل آسان ہوتی ہے، ہر مصیبت لذیذ ہوتی ہے۔

اس کلمہ توحید سے حاصل ہونے والے ایمان کو قرآن حکیم کے اندر مختلف اشیاء سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ہم نمبر وار ان تشبیہات کو بیان کرتے ہیں گویا ایمان کی تشبیہ دراصل کلمہ توحید کی تشبیہ ہوئی۔

نمبر ۱: ایمان کی تشبیہ آگ سے دی گئی ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا﴾ (البقرہ ۱۷) آگ کے ساتھ مشابہت اس میں ہے کہ سونا اور چاندی کو جب آگ کے اندر ڈالا جاتا ہے وہ اس کے میل کچیل کو جلا کر صاف کردیتی ہے سونا چاندی باقی رہتا ہے، اسی طرح مومن کو جب جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا تو آگ اسکے تمام گناہوں کو کھا جائے گی خالص ایمان باقی رہ جائے گا، عجائب القرآن رازی) نیز کلمہ توحید کی وجہ سے بھی تمام گناہوں کی مغفرت کا احادیث میں ذکر آیا ہے، گویا کلمہ توحید تمام گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

نمبر ۲: کلمہ ایمان کی تشبیہ نور کے ساتھ دی گئی ہے ارشاد الٰہی

Marfat.com

ہے﴿اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِهٖ﴾(النور۳۵).

جب دل کے اندر یہ کلمہ ایمان ہوگا اسکی نورانیت تمام اعضاء پر واضح ہوگی جیسا کہ ایک حدیث کے اندر ارشاد ہے

اے اللہ میرے دل میں، میرے کان میں، میری آنکھ میں، میری ہڈیوں میں، میرے دماغ میں نور عطاء فرما۔ (ترمذی کتاب الدعوات، ابن مسعود)

اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ توحید انسان کے اندر ایک نورانیت پیدا کرتا ہے وہ نور کل کائنات سے مختلف ہوتا ہے۔ اس نور کے سامنے کل کائنات کے کسی بھی نور کی کوئی حیثیت نہیں اس طرح کہ دنیا کے اندر سب سے زیادہ منور سورج ہوتا ہے﴿لا الہ الا اللہ﴾ کے نور کے سامنے سورج کا نور بے وقعت ہوتا ہے کیونکہ سورج کا نور عارضی ہے اور کلمہ توحید کا نور ابدی دائمی ہے جب کوئی نور نہ ہوگا تو یہ نور رہوگا، ارشاد ہے﴿يَسۡعٰى نُوۡرُهُمۡ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ﴾ (انکے آگے انکا نور دوڑ رہا ہوگا، الحدید)

☆ سورج کو بادل چھپا دیتے ہیں نور توحید کو ساتوں آسمان بھی نہیں چھپا سکتے۔

☆ سورج رات کو غائب ہوتا ہے جبکہ نور توحید رات اور دن میں کبھی غائب نہیں ہوتا بلکہ رات کو زیادہ منور ہوتا ہے ارشاد الٰہی ہے﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا﴾ (بیشک رات کو تہجد کیلئے اٹھنے سے نفس زیادہ قابو آتا ہے اور بات دل سے سیدھی نکلتی ہے

Marfat.com

المزمل ٦)

نیز ارشاد ہے ﴿لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ ﴾ (لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)۔ ان آیات میں رات کے وقت نور ایمان کا روشن ہونا واضح ہے۔

☆ سورج کا نور فنا ہوگا ارشاد الٰہی ہے ﴿اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ﴾ (جب سورج بے نور ہوگا کلمہ توحید کا نور کبھی بے نور نہ ہوگا

☆ سورج کو گرہن لگ جاتا ہے نور توحید کو کبھی گرہن نہیں لگتا

☆ سورج کا نور اشیاء کو سیاہ کرتا ہے نورِ توحید تو منور کرتا ہے

☆ سورج کا نور جلاتا ہے نور توحید جلنے سے محفوظ کرتا ہے ارشاد نبوی ہے ﴿ لا الہ الا اللہ ﴾ پڑھنے والے پر جہنم حرام ہے

☆ سورج کا نور کبھی نافع اور کبھی نقصان اور نور توحید ہمیشہ نافع ہی نافع ہے

☆ سورج کا نور صرف دنیا میں فائدہ دیتا ہے، نور توحید دنیا و آخرت دونوں میں نافع ہے

☆ سورج کا نور زمین والوں کی زینت ہے اور نور توحید آسمان والوں کی زینت ہے

☆ سورج کا نور مخلوق کو ظاہر کرتا ہے اور نور توحید خالق کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا تو انہوں نے فرمایا ﴿لا اعبد ربا لم اره ﴾ (میں ایسے رب کی

Marfat.com

عبادت نہیں کرتا جس کو دیکھا نہ ہو)

☆ سورج کے نور پر مخلوق کی نظر ہوتی ہے نورِ توحید پر خالق کی نظر ہوتی ہے ارشاد نبوی ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَتَقْوٰکُمْ﴾ (یعنی اللہ تعالی تمہاری صورتوں اور مال کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور تقوی کی طرف دیکھتے ہیں، (طبرانی عمران بن حصین)

☆ نورِ توحید کی مشابہت مٹی کے ساتھ ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَایَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا﴾ (الاعراف ۵۸)

اس لیے کہ مٹی ایسی چیز ہے کہ اسکے اندر جو بیج بطور امانت ڈالا جاتا ہے اسے یہ دوگنا کر کے اگاتی ہے جیسے ایک دانے سے کئی دانے۔ مومن بھی جب عمل کرتا ہے قیامت میں کئی گنا ہو کر ملے گا ارشاد الٰہی ہے ﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ (دین پر ثابت قدم رہنے والوں کا اجر بے حساب ہے، النور)

☆ اس نور ایمان اور نورِ توحید کی مشابہت پانی کے ساتھ ہے جس طرح پانی کپڑے کی نجاست کو صاف کرتا ہے اسی طرح کلمہ توحید اور ایمان دل سے کفر وشرک کے گناہ کی نجاست کو صاف کرتے ہیں۔

Marfat.com

کلمہ توحید اور کھجور کا درخت

☆ کلمہ توحید کو کھجور کے درخت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کھجور کے درخت کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے یہ مشابہت چند باتوں میں ہے۔

نمبرا: کھجور کا درخت ہر جگہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ بعض جگہ ہوتا ہے اور بعض جگہ نہیں ہوتا اشارہ فرمایا کلمہ توحید بھی ہر زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ نیز کلمہ توحید کی معرفت بھی ہر دل میں پیدا نہیں ہوتی۔

نمبر۲: کھجور کا درخت تمام درختوں میں اعلیٰ اور بلند ہوتا ہے اسی طرح کلمہ توحید بھی تمام کلموں کے اندر بلند ہے۔

نمبر۳: کھجور کے درخت کی جڑیں زمین میں پیوست ہوتی ہیں اور شاخیں بلند فضا میں ہوتی ہیں اسی طرح کلمہ توحید ثابت تو قلب مومن کے اندر ہوتا ہے جسے معرفت کہتے ہیں اس کی شاخ آسمانوں تک ہوتی ہے۔ اسی کو فرمایا ﴿اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ﴾ (اسکی جڑیں مضبوط ہیں اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں، ابراہیم)

نمبر۴: کھجور کا درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے اسی طرح کلمہ توحید بھی دو مرتبہ پھل دے گا ایک مرتبہ دنیا میں کہ مومن کو اہل شہادت امانت ولایت بنا دیتا ہے دوسری مرتبہ آخرت میں جنت باقی اور

Marfat.com

نعمت الٰہی کا وارث بناتا ہے۔

نمبر۵: کھجور کے درخت کے پھل کے اندر ایک گٹھلی ہوتی ہے جس کا بظاہر کوئی نفع نہیں لیکن گٹھلی کی وجہ سے پھل کی قیمت میں کوئی کمی بھی نہیں اسی طرح کلمہ توحید کے ساتھ اگرچہ مومن گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لیکن ان گناہوں کی وجہ سے اسکی فضلیت میں کوئی کمی نہیں ہے ارشاد ہے ﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، الزمر)

نمبر۶: کھجور کے درخت کا جو نچلا حصہ ہے لوگوں کے قریب والا اس میں کانٹے ہیں نفع بخش پھل اوپر کے حصے میں ہے اسی طرح کلمہ توحید ہے اسکے ساتھ اول میں تکالیف ہیں بعد میں لذیذ میٹھا پھل ہے جنت اور معرفت کی شکل میں۔ (عجائب القرآن)

مسلم اور لا الہ الا اللہ

تمام انبیا کرامؑ صرف اسی دعوت کے لئے تشریف لائے کہ انسانوں کو یہ بات سمجھائی جائے کہ تمام مقاصد، فیوضات، مفادات، نقصانات کا مالک اسی واحد ذات لاشریک کو سمجھا جائے اور یہ صرف قول اور زبان سے ہی نہیں بلکہ عقیدہ اور دل کی گہرائی اور اپنے عمل سے بھی اسکا

Marfat.com

اظہار اسکے خلاف نہ ہو۔ اگر زبان سے تو یہ ہی کہتا ہے کہ میرا مقصد حل کرنیوالا اللہ ہے، فیض بخشنے والا اللہ ہے، فائدہ دینے والا اللہ، نقصان دینے والا اللہ ہے، اور عمل کا عالم یہ ہے کہ رب کے سامنے دعاء والے اعمال یعنی فرائض کی پابندی کر کے ہاتھ پھیلاتا نہیں اور مخلوق کے سامنے زندہ یا مردہ جنکو جانتا تک نہیں حتیٰ کہ انکے آباء واجداد، شہر کا نام ونسب تک کو حقیقت میں نہیں جانتا سوائے کتب بینی کے اور اکثریت تو اتنا بھی نہیں جانتی انکے سامنے ہاتھ تو کیا دل اور نگاہ بھی پھیلائے رکھتا ہے۔

توحید پرست مسجد میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور یہ نیک بندوں کی چوکھٹوں کو چومتا پھرتا ہے۔

توحید پرست کعبۃ اللہ کو غسل دیتے ہیں غلاف پہناتے ہیں اور یہ نیک بندوں کی قبروں کو عرق گلاب سے غسل دے رہا ہوتا ہے اور غلاف چڑھا رہا ہوتا ہے؟

ذرا سوچیئے اور غور کیجئے کہ کیا یہ نیک بندوں کی محبت کے نام پر انکو ایذا اور تکلیف تو نہیں دے رہا؟ کیونکہ ان نیک بندوں نے دین اور توحید کی جو خدمت کی اور دین اسلام کا پرچار کیا، کیا وہ اسی طرح کیا تھا کہ اپنے سے پہلے نیک بندوں کی قبروں کا طواف کرتے رہے اور قبروں کو غسل اور غلاف چڑھاتے رہے؟

کیا انکے اعمال میں ایسی کوئی چیز نظر آتی ہے؟ اگر کچھ کسی نے بتایا ہے تو کہاں تک سچ ہے؟ اور قرآن وسنت کے کتنا مطابق ہے؟ کہیں یہ ان

Marfat.com

نیک بندوں پر تہمت اور الزام تو نہیں؟

کیا آپ نے کبھی ان نیک بندوں کی اپنی کتب سے بھی انکی زندگی کو پرکھا ہے کہ وہ دامن توحید سے کس طرح وابستہ رہے اور انکی قبروں کے ساتھ آپ کیا معاملہ کر رہے ہیں؟

کیا قرآن نے اسی طریقہ کو دین حنیف کہکر اسکی اتباع کا حکم دیا ہے؟ قرآن آپ سے کہتا ہے ﴿وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ یعنی مذہب ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ جبکہ آخر میں ﴿حَنِيْفًا﴾ کا لفظ مبارک بتا رہا ہے کہ ابراہیم بھی حنیف تھے انکا مذہب بھی حنیف تھا۔

کیا ابراہیم علیہ السلام کی اس حنیفیت میں آپکو کہیں یہ بھی نظر آیا ہے کہ انہوں نے اپنے سے پہلے انبیاء اکرام کی قبروں کو تلاش کیا اور غسل دیا؟ غلاف چڑھائے، فریادرسی کے طلبگار ہوئے یا انکی قبروں پر جا کر اپنے مقاصد کیلئے دعا کر کے اللہ سے مانگ کر آپکے لئے ملت حنیفی کے اندر اس سب کچھ کی گنجائش فرمائی ہو؟

اگر یہ سب کچھ طریقہ ابراہیم علیہ السلام کے اندر نظر آتا ہے اور مخبر صادق ﷺ نے ہمیں ابراہیم علیہ السلام کا یہ طرز عمل بتلایا ہے تو ہم اس کو دین حنیف کہتے ہیں اور اسی کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی دعوت سمجھتے ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے جبکہ حقیقت میں نہیں ہے نہ ابراہیم علیہ السلام کے طرز عمل میں ایسا ہے نہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے تو پھر آپ غور کرینگے کہ آپکا یہ سب طرز عمل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی نفی اور انکار تو نہیں؟

Marfat.com

اور کیا آپ یہ کر کے شرک کی طرف قدم تو نہیں بڑھا رہے؟ آپ غور فرمائینگے تمام زمانوں میں جو شرک رہا ہے انکی اصل اسی طرح شروع ہوئی تھی۔ علامہ شامیؒ نے کسی مقام پر کیا ہی خوب کہا ہے ﴿اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجدا﴾ (بت پرستی کی اصل یہ ہے کہ نیک بندوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا جائے۔ (فتاوی شامی)

اب ہم غور کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے جن انسانوں کو صراط مستقیم پر قرار دیا ہے کہ یہ صراط مستقیم پر ہیں کیا انکے اعمال میں بزرگان دین یا گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ نظر آتا ہے جو آج ہم نیک بندوں کی قبروں کے ساتھ کرتے ہیں، ارشاد الٰہی ہے، ﴿وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا﴾ (ہم چلائینگے انکو سیدھی راہ پر) اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نیک بندوں کے ساتھ صراط مستقیم پر چلانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں صحابہ کرامؓ بھی ہیں ، اولیاء کرام بھی ہیں، فقہاء وتابعین بھی ہیں۔ کیا ان میں سے کسی سے بھی ایسا عمل ثابت ہے کہ وہ نیک بندوں کی قبروں پر جا کر عرس کیا کرتے تھے، طواف کیا کرتے تھے، انکے نام پر جا کر یا اللہ کے نام پر صرف انہیں کے مزارات پر جا کر کھانے تقسیم کیا کرتے تھے، یا کسی خوشی کے حاصل ہونے پر، یا جنگ میں فتح حاصل ہونے پر نیک بندوں کے مزارات پر جا کر نوافل پڑھا کرتے تھے؟ اور اگر نہیں پڑھتے تھے اور ایسے اعمال وہ

Marfat.com

نہیں کرتے تھے تو اللہ کا انکے ساتھ صراط مستقیم پر چلانے کا وعدہ تھا وہ کیسے پورا ہوا؟ یا حقیقت کچھ اس طرح ہے وہ نیک بندے صرف اللہ ہی کے سامنے جھکتے تھے، اللہ ہی کیلئے شکرانے کے نفل ادا کرتے تھے، ہر کسی مسجد یا اپنے گھر میں اور اگر کوئی تعظیم والی جگہ چاہئے ہوتی تو اسکے لئے کعبۃ اللہ کا رخ کیا کرتے تھے، یہ وعدہ یقیناً پورا ہوا۔ صحابہ کرامؓ، اولیاء کرامؒ، فقہاء و علماء اللہ سبحانہ وتعالی کے چلانے سے اسی راستے پر چلے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾ (اللہ پر ایمان اور اسکی رسی کو مضبوط پکڑنے والوں کو اللہ اپنے فضل اور رحمت میں جگہ دیگا اور انکو اپنی طرف سے سیدھے راستے پر چلائے گا، المائدہ)۔

اس آیت میں نیک بندوں کو صراط مستقیم پر چلانے کا وعدہ ہے۔ اب آپ نیک بندوں کے راستے میں دیکھیں کہ کیا مزارات اور قبور کے ساتھ انکا ایسا ہی معاملہ تھا؟ انکا صراط مستقیم پر ہونا قرآن سے ثابت ہے، کیا انکے بارے میں یہ بھی ثابت ہے کہ وہ نیک بندوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے تھے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے ﴿فَاتَّبِعْنِيْ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا﴾ (اپنے باپ سے کہا کہ میری اتباع کر میں تجھے سیدھے راستے کی راہنمائی کر رہا ہوں) کیا قرآن میں کہیں یہ ثابت

Marfat.com

ہے کہ ابراھیم علیہ السلام نے کہیں اپنی قوم کو گزشتہ انبیاء علیھم السلام کی قبریں دکھلائیں ہوں کہ تم ان بتوں کو چھوڑ و اور انبیاء کرام کے مزارات پر حاضری دے کر یہ مقاصد پورے کروالیا کرو؟

سرور کونین ﷺ کے متعلق ارشاد ہے ﴿وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا﴾ (اللہ تجھ پر اپنی نعمت کامل کریگا اور صراط مستقیم پر چلائگا) نیز ارشاد ہے ﴿إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (بیشک آپ سیدھے راستے پر ہیں)۔ آپ ﷺ کا ﴿صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ تو سب کو معلوم ہے پوری امت کو بھی اسی صراط مستقیم پر چلنے کا حکم ہے ارشاد ہے ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ (یہی میرا سیدھا راستہ ہے تم بھی اس پر چلو)

Marfat.com

حنیفیت اور کلمہ توحید

قرآن حکیم نے اپنے اوپر ایمان لانے والوں کو یہ بات خوب سمجھائی ہے کہ پہلے زمانہ کے یا حال کے زمانہ کے جو مشرکین تھے بظاہر تو مورتی، بت، تصویر یا قبر کی پوجا کرنیوالے تھے لیکن دراصل یہ پجاری ہیں اللہ کے بندوں کے انہی کی عبادت کو مختلف شکلوں میں ڈھال رکھا ہے تم اس حرکت سے باز آنا اور اصل دین توحید جسے دین حنیف کہا جاتا ہے اس پر قائم رہنا سب سے پہلے حنیفیت کا حکم سرور کونین ﷺ کو دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا﴾ (یعنی اپنے آپ کو حنیف بن کر دین پر قائم رکھیں، الروم) اسی لئے آپ ﷺ سے اعلان کروایا گیا ﴿قُلْ اِنِّىْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ﴾ (آپ فرمادیں مجھے اللہ کی عبادت کا حکم ہے بندگی کو اسکے لئے خالص کر کے، الزمر) نیز اس پر عمل کا آپ سے اعتراف بھی کروایا گیا ﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ﴾ (میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اپنی بندگی کو اسی کیلئے خالص رکھتے ہوئے، الزمر)

دیکھئے ان آیات میں آپ ﷺ کو حنیفیت کا حکم دیا گیا ہے اس پر آپ ضرور غور فرمائیں کہ سرور کونین ﷺ کی حنیفیت کیسی تھی کیا آپکی حیات طیبہ میں اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات کے علاوہ کسی سے حتی کہ اپنے سے پہلے گزشتہ نبیوں سے یا انبیاء کی امتوں میں جو اولیاء کرام گزرے جسکو قرآن

Marfat.com

نے اس طرح کہا ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَـٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ﴾ (نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والے ہی اللہ کے مقرب ہیں، الواقعہ)

دیکھئے یہ اولیا کرام ہیں گزشتہ انبیاء کرام کی امتوں کے اندر یہ ایک دو کی تعداد میں نہیں تھے بلکہ قرآن نے کہا ہے کہ ﴿ثلة من الاولین﴾ (یعنی پہلوں میں ایک بہت بڑا گروہ، الواقعہ) یہ اولیاء تھے انکی زندگی کے حوالے سے اللہ کے نبی نے کوئی اشارہ فرمایا ہو کہ پہلی امتوں کے مسلمان ان نیک بندوں کے ساتھ ایسی محبت کرتے تھے کہ ان سے ہی مانگنے لگے، انکی قبروں کی تعظیم کرنے لگے، انکی قبروں پر خوبصورت بلند وبالا عمارات تعمیر کردیں اور ان سے اللہ کے دربار میں سفارشیں کروانے لگے۔ سال میں ایک مرتبہ انکی قبروں پر انکے کاموں کی یاد میں عرس منوانے لگے کیا یہ سب کچھ درست ہے؟ ہرگز نہیں۔

نیز سرور کونین ﷺ کو جو حنیف ہونے کا حکم دیا گیا اسکا کیا معنی ہے؟ قرآن سے معلوم کرتے ہیں کہ آپکی حنیفیت کیا ہے؟ ارشاد الہی ہے ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ﴾ (یعنی آپ فرمائیں کہ میری نماز (اس میں تمام بدنی عبادتیں داخل ہیں، الاعراف)

میری قربانی (اس میں مالی عبادات داخل ہیں)

اور میری زندگی (اس میں کونسی چیز ہے جو داخل نہیں)

Marfat.com

اور میری موت سب رب العالمین کیلئے ہے ایسا رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

اس آیت کے ہر جملے پر ذرا غور فرمائینگے کہ یہ دستور ہر مسلمان کو بتایا گیا ہے ارشاد ہے﴿وانا اول المسلمین﴾ (اور میں پہلا مسلمان ہوں) پہلے مسلمان کی یہ زندگی بتلائی گئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ اعلان عظیم کروایا کہ﴿لاشریك له﴾ یہ آپکو اور مجھے اور ہر﴿لااله الاالله محمد رسول الله﴾ کے پڑھنے والے کو کیا بتارہا ہے؟

آپ نے غور فرمایا کہ﴿لااله الاالله﴾ کے سب سے بڑے داعی کو فرمایا گیا کہ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا، الروم﴾ اسی طرح پوری امت کو خطاب ہے﴿حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾ (ساری کائنات سے کٹ کر ایک اللہ کی طرف مائل ہونیوالے بن کر رہو، الحج) حال بھی تمہارا یہ ہو کہ شرک کرنیوالے نہ ہو۔

مزید کھل کر سمجھئے کہ ابراہیم علیہ السلام حنیف تھے اور انکی حنیفیت اللہ سبحانہ وتعالی کو پسند تھی لہذا آپ کو بھی منشور حنیفیت کا بتایا گیا اور قیامت تک نسل انسانی کیلئے اس ابراہیمی حنیفیت کو پسند فرمایا گیا ارشاد الٰہی ہے﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (بعد والوں کیلئے اسی کلمہ کو باقی رکھا ہے، الزخرف)

حنیفیت اور خالص عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام صفات الوہیت کے اندر اسی ذات کو منفرد سمجھا جائے اور اپنے خفیہ حالات، غیبی معاملات،

Marfat.com

سرائراور ضمائر، پوشیدہ احوال کے جاننے والا صرف اللہ ہی کو سمجھا جائے (روح المعانی، مظہری)

اگر میری یہ بات آپکو سمجھ نہ آئے تو قرآن حکیم کی اس آیت پر غور فرمائیں ﴿قُلِ اللّٰہَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ فَاعۡبُدُوۡا مَا شِئۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ﴾ (آپ فرمادیں کہ میں تو خالص اس ہی کی عبادت کروں گا تم جسکی چاہو اللہ کے سوا کرو بالآخر نقصان میں تم ہی رہو گے، الزمر)

اس آیت میں دوبارہ آپ کو اخلاص کا حکم دیا جارہا ہے اور جن کے اندر یہ اخلاص نہیں آرہا انکو نقصان والا قرار دیا گیا ہے اسی سورت کے اسی مضمون کے سلسلے میں کل کائنات کو ارشاد فرمایا ﴿اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ﴾ (یعنی کان کھول کر سن لو کہ خالص عقیدہ اور عبادت اور پکار صرف اللہ ہی کیلئے ہے، الزمر) اور توحید پرستوں کو متوجہ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ بھی انکو اللہ نہیں کہتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انکو اللہ کے قریب کرنیوالے ہیں ارشاد ہے ﴿وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی﴾ (جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو حمایتی سمجھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم انکی عبادت نہیں کرتے یہ تو صرف ہمیں اللہ کے قریب درجہ دلوا دیتے ہیں، الزمر)

آپکو سمجھ آگیا ہوگا کہ اللہ سبحانہ وتعالی حنیفیت کو پسند فرماتے ہیں اسی لئے اولین وآخرین کے بارہ میں فرمایا کہ ہم نے انکو حنیف رہنے کا حکم دیا تھا

Marfat.com

ارشادالٰہی ہے﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ﴾(یعنی پہلی امتوں کو بھی سب کو یہی حکم تھا کہ عبادت اللہ کی کرو عقیدہ میں حنیف بن کر، البینہ)

دیکھئے ابراہیم علیہ السلام کی صفات میں پہلے حنیفیت کا ذکر فرمایا پھر مسلم ہونے کا﴿وَلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا﴾(لیکن حنیف مسلمان تھے، آل عمران) نیز سب سے بہتر دین اسکا ہے جسکے اندر حنیفیت ہو ارشادالٰہی ہے﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَمُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا﴾(یعنی بہترین دین اسکا ہے جوملت ابراہیم پر رہے حنیف بنکر، النساء)

سورۃ زمر میں اخلاص اور حنیفیت کا ذکر کرنے کے بعد اسی مضمون کے سلسلے میں کلمہ توحید﴿لا الٰہ الا ھو﴾کا ذکر آیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عبادت، اخلاص اور حنیفیت یہ سب پھل، شاخیں اور پتے ہیں کلمہ توحید﴿لا الٰہ الا اللہ﴾کے یہ کلمہ انکے بغیر معتبر نہیں۔ محمد ﷺ کے صحابہ کرام امت کے اولین افراد ہیں جن کو قرآن نے اولیاء فرمایا یقیناً وہ حنیف تھے کیا ان صحابہ کرام نے بعد امام الانبیاء محمد ﷺ کے مبارک مکان کو جو کہ فوت شدہ اولیاء کرام کے مزاروں کی دیواروں سے یقیناً افضل تھا، جسکے اندر وحی نازل ہوتی تھی، جس مکان سے نکل کر سرور کونین ﷺ دیدار الٰہی کر کے آئے کیا صحابہ نے ان دیواروں کو چوما تھا یا انکو غسل دیا تھا یا ان پر غلاف چڑھائے تھے؟

Marfat.com

کیا آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ نے آپکی قبر مطہر مقدس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا تھا جیسا کہ آپ اولیاء کرام کی قبروں کے ساتھ کرر ہے ہیں، اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کو بھی اس قسم کے عمل سے باز آنا چاہیے کلمہ توحید کا جو مقصد حنیف ہونا ہے اس پر صحابہ کرام کی طرح قائم ہو جانا چاہیے جبکہ قرآن آپکو یہ کہہ بھی رہا ہے ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْ بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِاھْتَدَوْ ا﴾ (اگر انکا ایمان اے صحابہ تمہارے ایمان جیسا ہوا تو پھر وہ ہدایت یافتہ کہلائیں گے وگرنہ نہیں، البقرہ)

ذرا میدان میں آیئے اور ابراہیم علیہ السلام کی حنیفیت کو بیان کریں

کلمہ توحید ابن قیمؒ کے الفاظ میں

☆ کلمہ توحید وہ کلمہ ہے کہ زمین و آسمان اسی سے قائم ہیں کل مخلوقات اسی کیلئے پیدا ہوئی ہے

☆ اسی کی دعوت کیلئے تمام رسول بھیجے گئے ہیں اور کتابیں نازل ہوئی ہیں اور شریعتیں رکھی گئی ہیں اسی کیلئے اعمال کی ترازو رکھی گئی ہیں

☆ جنت اور جہنم کے بازار اسی کی بنیاد پر قائم ہیں

☆ اسی کلمہ کی وجہ سے مخلوق کی تقسیم ہے کچھ کافر اور کچھ مومن

☆ اسی کلمہ کی بنیاد پر اہل ایمان کے اندر ابرار، اولیاء کرام، فجار اور بدکار کی تقسیم رکھی گئی ہے

Marfat.com

☆ تخلیق اورامر کی بنیاد یہی کلمہ ہے اسی پر ثواب وعقاب ہے

☆ مخلوق پر خالق کا یہی حق ہے اسی کے حقوق کے بارے میں سوال ہوگا

☆ اسی کیلئے قبلہ ہے اسی پر مذہب کی بنیاد ہے

☆ میدان جہاد کے اندر تلوار اسی کی بلندی کیلئے نکالی جاتی ہے

☆ یہ کلمہ اسلام ہے، یہی جنت کی چابی ہے

☆ اولین وآخرین سے اسی کلمہ کے بارے میں سوال ہوگا

☆ کل مخلوق کے قدم میدان حشر کے اندر اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے جبتک کہ یہ نہ بتادیں کہ کس عبادت کرتے تھے جواب میں اگر یہ ہوا کہ لا الہ الا اللہ تو کامیاب ہونگے ،زادالمعاد مقدمہ)

معبود کے ساتھ کونسا تعلق عبودیت ہے

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ الہ (معبود) اس ذات کو کہا جاتا ہے جسکی محبت جلال، انابت، اکرام، تعظیم، عاجزی، خضوع، خوف، رجاء اور توکل کے اندر دل ڈوبا ہوا ہو جس ذات کے لئے دل میں یہ صفات پیدا ہو جائیں وہ معبود ہوتا ہے۔ اسی لئے موحد توحید پرست کے دل میں یہ چیزیں صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے پیدا ہوتی ہیں اگر یہی صفات یعنی انتہائی درجہ کی محبت اور تعظیم، بھروسہ، خوف، امیدیں مالک حقیقی کے سوا مخلوق

Marfat.com

میں سے کسی کے لئے بھی دل میں پیدا ہو جائیں تو گویا اس نے مخلوق کو معبود کا درجہ دے رکھا ہے اور مخلوق کو وحدہ لا شریک کے مساوی بنا رکھا ہے جو کہ لا الہ کی حقیقت کے خلاف ہے۔

قیامت کے دن شرک کرنیوالے افسوس کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کرینگے کہ ہماری غلطی تھی کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کرتے تھے ارشاد الٰہی ہے ﴿اِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (یعنی ہم تمہیں رب العالمین کے برابر درجہ دیتے تھے، الشعراء)

اب یہاں دیکھئے کہ برابری کو کتنا عام رکھا ہے کسی خاص چیز کا نام نہیں لیا جس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی صفت میں برابر کرنا یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی الوہیت والی صفت کا کسی اور سے معاملہ کرنا اسی پر افسوس اور غلطی کا اعتراف کرینگے۔

امام ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ الہ وہ ہے جسکی اطاعت کی جائے معصیت نہ کی جائے، نیز جس کے لئے دل میں هیبت، جلال، محبت، خوف توکل ہے جس سے دعا کی جائے۔ یہ تمام صفات جسکے لئے دل میں پیدا ہوتی ہیں اسی کو الہ کہتے ہیں، (الدرر السنیہ ص426)۔

یہ کیفیات دل کے اندر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی بھی شخص کے لئے پیدا کرنا خواہ فرشتوں، جنات اولیا اکرام، انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام تو یہ انکو معبود قرار دینے کے برابر ہے اور ﴿ لا الہ ﴾ کی نفی ہے

غور کیجئے کہ ابن قیمؒ اور ابن رجبؒ کی بات سے ﴿ لا الــه ﴾ کا مفہوم یہ

Marfat.com

سمجھ آرہا ہے کہ ﴿ لا الــہ الا اللـہ ﴾ اس جیسا خوف، عاجزی اس جیسا توکل اللہ کی ذات کے سوا کسی کیلئے نہیں۔

اگر آپ کلمہ توحید کے پڑھتے ہوئے بھی امیدیں، خوف، رجاء، توکل اس ذات کے سوا کسی اور سے وابستہ رکھیں کیا پھر بھی توحید باقی ہے؟

آپکو یہ تسلیم کرنا پڑیگا جس جس حال کو آپ اپنے معبود حقیقی کے لئے مانتے ہیں وہ حال اس ذات کے سوا کسی کے لئے نہیں بنا سکتے اگر آپ جو معاملہ اس ذات کے ساتھ کرتے ہیں وہی اس ذات کے سوا سرور کونین ﷺ کے لئے کریں یا کسی نیک مردہ یا زندہ انسان کے ساتھ کریں تو گویا آپ نے اسکو معبود کا درجہ دیدیا ہے جو کہ خالصتا ﴿ لا الہ الا اللہ ﴾ کے مفہوم کے خلاف ہے۔

اما ابن قیمؒ کا ایک شعر پیش خدمت ہے فرماتے ہیں

للہ حق لیس لعبدہ ولعبدہ حق ھما حقان

لا تجعلوا الحقین حقا واحدا من غیر تمیز و لا فرقان

ترجمہ: اللہ کا ایک حق ہے جو اللہ کے بندے (آپ ﷺ) کا نہیں ہے اور انکے بندے (آپ ﷺ) کا ایک حق ہے یہ دو حق جدا جدا ہوئے ان دونوں حقوق کو بغیر کسی فرق کے ایک حق نہ بناؤ۔

غور کیجئے کہ آجکل نیک بندوں کی قبروں پر کیا ہو رہا ہے آپکا کیا خیال ہے کہ ان نیک بندوں کی قبروں سے سرور کونین ﷺ کا وہ مکان جس میں آپ سکونت پزیر تھے کیا وہ مکان ان نیک بندں کے مزاروں سے افضل

Marfat.com

نہیں تھا؟ اگر تھا اور حقیقت میں تھا تو اسلام اور کلمہ توحید کے اول ماننے والے حقیقت میں محبؓ اور فدایان رسول ﷺ بھی تھے لیکن اس سب کے باوجود کوئی بھی آپ ﷺ کے مبارک مکان کی دیواروں کو نہیں چومتا تھا اور نہ ہی سرور کونین ﷺ کے مبارک درودیوار کو چادریں چڑھاتے تھے ۔حالانکہ جتنی آج کے مسلمان کو کسی نیک بندے سے محبت ہے صحابہ کرامؓ اس سے کہیں زیادہ سرور کونین ﷺ سے محبت کرتے تھے انکی محبت رسول ﷺ کی کسی چیز سے مشابہت ہی ممکن نہیں۔

عقیدہ توحید کی حفاظت

عقیدہ توحید کی آپ ﷺ نے کیسے حفاظت فرمائی آپ سمجھتے تھے کہیں میری امت غلو کے اندر اس طرح مبتلا نہ ہو جائے جیسے یہود و نصاری مبتلا ہوئے تھے اسی لئے سرور کونین ﷺ نے اپنی امت کو ہر ایسے طریقہ سے جس میں شرک کا شائبہ یا وہم ہو سکتا ہے منع فرمایا اپنی ذات بابرکات کے ساتھ لفظی یا معنوی یا تعظیمی طور پر ایسا طریقہ اختیار کرنے سے منع فرمایا جس میں اگرچہ آپکے سامنے شرک کی بو بھی نہ ہو لیکن بعد میں امت کے غلط فہمی کے اندر مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔

آپ ﷺ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ ﴿ماشاء الله وشاء رسوله﴾ (جو اللہ چاہے اور اسکا رسول چاہے) آپنے اسکو تنبیہ فرمائی

Marfat.com

اور یہ جملہ مبارک ارشاد فرمایا ﴿اجعلتنی اللہ ندا﴾ (کیا تو مجھے اللہ کا شریک بناتا ہے، مسند احمد) اس طرح کہہ جو اللہ چاہے وہ ہوگا، حالانکہ وہ شخص کوئی شریک نہیں بنا رہا تھا اس نے تو ادب و تعظیم کی تھی آپ ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درجہ کی تعظیم کے شبہ سے بھی منع فرما دیا۔

ایک آدمی نے سرورِ کونین ﷺ کے سامنے بطور خطبہ کوئی بات بیان کی اور اسکے ضمن میں اللہ اور سرورِ کونین ﷺ کو ایک ضمیر کے اندر جمع کر کے اس طرح کہا کہ ﴿ومن یعصھما﴾ (یعنی جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے) ہما ضمیر کے اندر اللہ اور اسکے رسول دونوں جمع کر کے کنایہ کیا، آپ ﷺ نے اسکو ٹوکا اور ارشاد فرمایا ﴿بئس الخطیب انت﴾ تو بہت برا خطیب ہے۔

دیکھئے وہ شخص کوئی شرک نہیں کر رہا تھا صرف اللہ اور اسکے رسول کو ایک ضمیر کے اندر جمع ہی کیا ہے آپ ﷺ نے اپنے لئے اسکو بھی ناپسند فرمایا۔

یہ سب صرف اسلئے ہے کہ عقیدہ توحید کی حفاظت کی جائے اور امت اس سے آگاہ رہے اور اس بات کو اپنے ارشادات کے ذریعہ خوب واضح فرمایا جس کے لئے ہم نمبروار چند احادیث بیان کر دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ ورسولہ﴾ (میری شان اتنی نہ بڑھاؤ جتنی نصاری نے

Marfat.com

حضرت عیسیٰ کی شان کو بڑھایا میں تو اللہ کا بندہ ہوں تم بھی کہو کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور انکے رسول ہیں، بخاری، مسلم)

حدیث نمبر۲: آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ﴿ایاکم والغلو فانما اهلك من كان قبلكم الغلو﴾ (غلو سے بچنا تم سے پہلوں کو غلو کی وجہ سے ہی برباد وہلاک کیا گیا ہے، نسائی، ابن ماجہ) غلو کا مفہوم یہی ہے کہ جو چیز شریعت کے اندر لازم نہیں اسکو لازم سمجھا جائے یا جو عقیدہ شریعت نے نہیں دیا وہ اختیار کرنا ہی غلو کہلاتا ہے، مثلا یہود نے حضرت عزیز علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا تو برباد ہوئے، نصاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا تو برباد ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے انکے لئے ارشاد فرمایا ﴿یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق﴾ (اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں سچ کے سوا کچھ نہ کہو، النساء) اسی لئے امت محمد ﷺ کو غلو فی الدین سے منع کیا جارہا ہے

حدیث نمبر۳: سرور کونین ﷺ نے اپنی قبر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ﴿لاتجعلوا بیوتکم مقابرا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم﴾ (یعنی اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ یعنی اپنے گھروں میں نفل نماز پڑھا کرو اور میری قبر کو عید کی جگہ نہ بناؤ مجھ پر درود پڑھا کرو جہاں بھی تم ہوگے مجھے تمہارا درود پہنچایا جاتا ہے) دیکھئے اس حدیث میں اپنی قبر مبارک کو

Marfat.com

بطور عید اجتماع گاہ سے منع فرمایا اور درود پڑھنے کا حکم دیا اور اپنی قبر مبارک پر کھڑے ہوکر حاجات مانگنے اور مشکلات میں فریاد رسی کروانے کی ترغیب نہیں دی۔ آج تو یہ سب کچھ اولیاء امت کی قبروں پر ہورہا ہے اور اسی کو نیک بندوں کی محبت کا درجہ دیا جارہا ہے اور جو ایسا نہ کرے اسکو گستاخ اولیا کا درجہ دیا جاتا ہے۔ کیا آپ ﷺ کی تعلیمات میں یا ان اولیاء امت کی اتباع نبوی میں اسکی کوئی جھلک ملتی ہے؟ حاشا وکلا قطعاً نہیں تو پھر یہ سب کچھ کیا ہے؟

یہی حدیث امام زین العابدین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ کھڑکی سے سید کونین ﷺ کے روضہ میں داخل ہوا اور دعا کرنے لگا انہوں نے اس شخص کو بلایا شام کے کھانے کی دعوت دی اور فرمایا مجھے میرے دادا حضرت علی سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿لاتتخذوا قبری عیدا﴾ (یعنی میری قبر کو عید کی جگہ نہ بنانا) اس حدیث میں ہے امام زین العابدین نے اسکو دعا سے منع فرمایا اور درود شریف پڑھنے کا حکم دیا، المختارہ ضیاء مقدسی ص ۴۹ حدیث نمبر ۴۲۸)

حدیث نمبر۴: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم لاتجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبورا نبیائھم مساجدا (اے اللہ میری قبر کو ایسا مت بنا جسکی پوجا ہوا کرے اللہ غضبناک ہوتے ہیں ان لوگوں پر جنہوں نے

Marfat.com

اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا،مؤطا)

پکار عبادت ہے

اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کو اگر کوئی پکارتا ہے تو گویا عباد کرتا ہے کیونکہ عبادت اور پکار ایک چیز ہے بلکہ پکار اور دعا کو عبادت کا مغز فرمایا گیا ہے ارشاد نبوی ہے ﴿الدعاء مخ العبادة﴾ (دعا عبادت کا مغز ہے) بلکہ یہ ارشاد بھی روایات کے اندر ملتا ہے کہ ﴿الدعاء هو العبادة﴾ (دعا ہی عبادت ہے)

قرآن حکیم کے اندر کئی مقامات پر دعا اور عبادت کو ایک آیت میں جمع فرمایا گیا ہے ارشاد ہے ﴿قَالَ ربكم ادْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُم اِنّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی ﴾ (تمہارے رب نے کہا کہ مجھے پکارو میں قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں ،مؤمن) غور کیجئے آیت کے اول حصہ میں جس چیز کو دعا (پکار) فرمایا اسی کو آیت کے آخر میں عبادت فرمایا معلوم ہوا کہ اسباب کے بغیر کسی کو پکارنا اسکی عبادت ہے جس طرح اسباب کے بغیر اللہ سبحانہ وتعالی کو پکارنا عبادت ہے۔

دیکھئے حضرت ابراہیم نے پکار اور عبادت دونوں کو ایک فرمایا اور اللہ کے ما سوا کسی کو پکارنا اسکو بھی برا فعل قرار دیا اور اللہ کے ماسوا کی عبادت کو بھی

Marfat.com

برا فعل قرار دیا ارشاد ہے ﴿وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (میں تم سے اور جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو سب سے بیزار ہوں ،مریم) اس میں انکے طریقہ کو پکار سے تعبیر فرمایا نیز ارشاد ہے ﴿اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (بربادی ہے تمہارے لئے اور جنکی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا، الانبیاء) اس میں انکے طریقہ کو عبادت سے تعبیر فرمایا معلوم ہوا کہ اللہ کے ماسوا کو پکارنا اسکی عبادت ہے ﴿لا الہ الا اللہ﴾ آپکو اس سے منع کرتا ہے۔

مزید ارشاد سنئے ﴿قُلْ اَرَئَيْتُمْ شُرَكَآئَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (مجھے بتاؤ تمہارے شرکاء جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو انہوں نے کیا بنایا ہے، الفاطر) اس آیت میں اللہ کے سوا کسی کو بھی پکارے تو اسکو اپنا شریک قرار دینا فرمایا ہے۔

ارشاد سنئے ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ﴾ (کیا تم بعل کو پکارتے ہو احسن الخالقین ذات کو چھوڑتے ہو، الصافات) اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ بعل کو پکارنے کی اور اللہ سبحانہ وتعالی کو نہ پکارنے کی مذمت فرمائی۔

ارشاد ہے ﴿قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهٖ﴾ (آپ فرمادیجئے کہ مجھے بتاؤ اللہ کے سوا جنکو پکارتے ہو یہ مجھ سے تکلیف وغیرہ دور کر سکتے ہیں اگر اللہ تکلیف پہنچانا چاہے، الزمر)

Marfat.com

اس آیت میں کتنا واضح فرمایا کہ وہ لوگ اللہ کے ماسوا کو پکارتے تھے اسکی مذمت فرمائی گئی اور آیت کے آخر میں مسلمانوں اور آپ ﷺ کی پکار کے لئے اللہ کو کافی فرمایا گیا ہے اور یہ کہا گیا کہ مسلمانوں کو صرف اللہ کو پکار کر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

کیا آیت میں فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے ماسواء کو پکارتے تھے اسلئے مشرک ہوئے اے ایمان والو تم اللہ کے نیک بندوں اور سرورکونین ﷺ کو پکارلیا کرو۔ قرآن کی کسی آیت میں اسکی اجازت ہو یا سرورکونین ﷺ کی حیات طیبہ میں کسی صحابی نے یا کسی سریہ (میدان جہاد) میں آپ ﷺ سے غائبانہ مدد مانگی ہو یا اسکی ترغیب دی ہو یا جو صحابہ کسی سریہ میں آپ ﷺ سے غائبانہ مدد نہیں مانگتے تھے انکی مذمت کی گئی ہو؟

ان آیات سے آپکو بخوبی یہ بات معلوم ہوگئی ہوگی کہ مشرکین اللہ کے ما سوا کو مدد، حاجات، مشکلات میں غائبانہ پکارتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ ہماری مدد کر سکتے ہیں یا اللہ سبحانہ وتعالی سے مدد کروا سکتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام اسی بات کی دعوت دیتے تھے کہ اللہ کے ماسوا کسی کو نہ پکارا جائے پکار کے لائق صرف وہی ذات ہے ﴿لاالہ الااللہ﴾ کے اندر یہی دعوت تھی۔

جب بندہ ﴿لاالہ الااللہ﴾ کا اقرار کرتا ہے تو وہ اس بات کا قرار کرتا ہے کہ میں اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکاروں گا صرف اللہ سبحانہ وتعالی کو ہی پکاروں گا۔

Marfat.com

ہر توحید پرست چاہے امام الانبیاء (ﷺ) ہوں انکو بھی یہ حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارنا ارشاد الٰہی ہے ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (اے محمد ﷺ آپ اللہ کے ماسوا کو مت پکاریں، یونس ۱۰)

نیز ارشاد ہے ﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ﴾ (اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مت پکار، الشعراء ۲۶)

نیز ارشاد ہے ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مت پکار اسکے سوا کوئی معبود نہیں، القصص) غیر اللہ کی پکار کے ساتھ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ کا کلمہ آیت کے اندر موجود ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ماسوا کی پکار ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کے خلاف ہے۔

مشرک کی پکار

مشرک جیسے اپنے معبودان باطلہ کو پکارتے تھے ایسے ہی کبھی کبھی براہ راست اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بھی پکارتے تھے۔ جب دیکھا کہ یہاں کوئی کام نہیں آرہا تو اللہ کو پکارنا شروع کر دیا ارشاد الٰہی ہے ﴿دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (یعنی صرف خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ اگر اس مصیبت سے تو نے بچایا تو ہم تیرے شکر گزار ہونگے جب نجات مل جاتی تو شرک شروع کر دیتے، یونس)

Marfat.com

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ مشرکین کبھی صرف اللہ سبحانہ وتعالی کو بھی پکارتے تھے۔

نیز ارشاد الٰہی ہے ﴿وَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُاللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَاهُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴾ (جب کشتی میں سوار ہوتے تو مصیبت کے وقت صرف اللہ سبحانہ وتعالی کو خالص پکارتے جب رہائی مل جاتی تو شرک کرتے ، الانعام) سمجھ آئی کہ مشرکین کبھی اللہ کو بھی پکارتے تھے

نیز ارشاد ہے ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ ﴾ (جب مصیبت پڑتی ہے سب کو پکارنا بھول جاتے ہو صرف اللہ سبحانہ وتعالی ہی کو پکارتے ہو، الفرقان) معلوم ہوا کہ مشرک اللہ کو بھی پکارتا ہے اللہ سے بھی مدد مانگتا ہے اور اللہ کے ماسوا سے بھی

مسلم کی پکار

مسلم ،توحید پرست اللہ ہی کو پکارتا ہے اسی سے مدد مانگتا ہے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ کا کلمہ پڑھکر اپنے رب سے عہد کرتا ہے تیرے سوا نہ میں کسی کو پکارونگا نہ عبادت کرونگا نہ مدد چاہونگا ﴿لا الــــه الا الله ﴾ (کے اندر اسی کا اقرار کرتا ہے قرآن پر ذرا غور کیجئے کہ اصحاب کہف جو کہ اولیاء کرام تھے انکا ولی ہونا قرآن سے ثابت ہے انہوں نے کہا تھا کہ ﴿لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَا اِذًا

Marfat.com

شَطَطًا ﴾ (ہم اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے اگر ہم نے اسکے سوا کسی کو پکارا تو ہم نے ایک حد سے بڑھی ہوئی بات کی، الکہف)

سید کونین ﷺ کے تربیت یافتہ امت کے اولین کلمہ گو توحید پرستوں کے بارہ میں ارشاد ہے ﴿یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِاالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ﴾ (صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، الانعام)

اہل ایمان، صلحاء، اولیاء کرام کی تعریف میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ ﴾ (اللہ سبحانہ وتعالی کے سوا کسی کو نہیں پکارتے، الفرقان)

اولیا تہجد گزاروں کے بارہ میں فرمایا ﴿یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ﴾ (ڈر اور امید سے اپنے رب کو ہی پکارتے ہیں، الم سجدہ)

تمام انبیاء کرام کے بارہ میں فرمایا ﴿یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ﴾ (شوق اور خوف سے ہم کو پکارتے تھے، انبیاء)

اہل ایمان کو حکم ہے کہ صرف اپنے رب کو پکارو ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ﴾ (گڑگڑا کر آہستہ سے اپنے رب کو پکارو، الاعراف)

عام مسلمانوں کو فرمایا ﴿فَادْعُوااللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ﴾ (صرف اللہ ہی کو پکارو چاہے کافر برا ہی مانیں، مومن)

ارشا ہے ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ كَمَا بَدَئَكُمْ

Marfat.com

تَعُودُونَ ﴾(خالص اللہ ہی کو پکارو جیسے پہلی مرتبہ پیدا کیا دوبارہ بھی کریگا، الاعراف) اس آیت میں اگر آپ غور کرینگے تو تین باتیں سمجھ آئینگی

نمبر1: اللہ ہی کو خالص پکارنا ارشاد ہے

﴿فادعوه مخلصين له الدين﴾

نمبر2: مخلوق کو اول پیدا کرنیوالا ارشاد ہے ﴿کما بدئکم﴾

نمبر3: مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنیوالا ارشاد ہے ﴿تعودون﴾

کیا لطف آمیز کلام ہے وحدانیت سمجھانے کیلئے کہ اے مسلمانو جب میں نے پہلی مرتبہ پیدا کیا کسی کو شریک نہیں بنایا نہ کوئی مدد کیلئے شامل تھا نہ انبیا کرام نہ اولیا کرام نیز جب دوبارہ قبروں سے نکلو گے اس پیدا کرنے میں بھی کوئی شریک نہ ہوگا۔ کسی کی مدد نہ انبیاء کرام علیہم السلام سے نہ اولیاء عظام سے، یہ دونوں باتیں تم بھی مانتے اور تسلیم کرتے ہو

اول پیدائش کا تمہیں مشاہدہ ہے ارشاد ہے﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ﴾(تم اپنی پہلی پیدائش کو جانتے ہو، الواقعہ) اس میں اللہ کے سوا کوئی نہ ہونا تمہیں معلوم ہے دوسری بات ہم تمہیں بتاتے ہیں ہم ہی اٹھائیں گے ارشاد ہے﴿وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى﴾(دوسری مرتبہ اٹھانا ہمارے ذمہ ہے، النجم) اس میں بھی کوئی شریک نہ ہوگا۔

بعض مردوں کے زندہ کرنے کا مشاہدہ بھی کروایا گیا ہے مثلاً بنی اسرائیل

Marfat.com

کا ایک واقعہ ہے ﴿فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ﴾ (اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ وہ مر گئے پھر اللہ نے انکو زندہ کر دیا، البقرہ)

نیز بنی اسرائیل کے گائے والے قصے میں ایک قتل شدہ انسان کو زندہ کر کے موسیٰ علیہ السلام کو اصل حال سے آگاہ فرمایا ارشاد ہے ﴿فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى﴾ (ہم نے کہا اسکو گائے کے گوشت سے لگاؤ وہ زندہ ہوا، البقرہ)

ایک نبی جن کے پاس سفری طعام، شراب اور سواری کا گدھا موجود تھا انکو موت آئی ۱۰۰ سال تک ان پر موت طاری رہی پھر زندہ ہوئے یہ نبی غالبا حضرت عزیر علیہ السلام تھے یہ سب کچھ بتا کر ارشاد فرمایا کہ جب پہلی مرتبہ پیدائش میں کوئی نبی، ولی شریک نہیں تو دوبارہ پیدا کرنے میں بھی کوئی شریک نہیں لہذا ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (پکارنے میں بھی کسی کو شریک مت بناؤ، الزمر)

اہل ایمان کو خاص خطاب ﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (وہ زندہ قائم ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں خالص اسی کو پکارو)

اس آیت پر غور کرنے سے تین باتیں معلوم ہوئیں

نمبر 1: وہ ہمیشہ حی ہے ﴿ھو الحی﴾

نمبر 2: لا الہ الا ھو کلمہ توحید ہے

نمبر 3: خالص اسی کو پکارو ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

Marfat.com

الدِّین﴾
آپکو سمجھ آگئی ہوگی کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ ہر مصیبت، مشکل میں اسی کو پکارا جائے اسکے سوا کسی کو نہ پکارا جائے۔

کلمہ توحید کیلئے سات شرطیں

اس کلمہ توحید کا جب بندہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرتا ہے تو اسکے لئے سات شرطیں ہیں۔ یعنی بندہ کے اندر وہ سات چیزیں پائی جائیں تو اسکا اقرار اور تصدیق معتبر ہے یہ سات شرطیں تفصیلا نہ بھی ہوں تو کم از کم اجمالا معلوم ہونا چاہئیں۔

نمبر 1 علم: یعنی آدمی کو یہ بات معلوم ہو کہ یہ نفی اور اثبات کس کے لئے ہے کس کی نفی ہے اور کس کا اثبات ہے تفصیلا نہیں تو کم از کم اتنا معلوم ہو کہ معبود صرف اللہ ہے اسکے سوا معبود نہیں۔ اگر کسی کو اللہ کا معبود ہونا اور اللہ کے سوا کسی اور کا معبود نہ ہونا بھی معلوم نہ ہو تو گویا اس نے کلمہ توحید کا اقرار ہی نہیں کیا ارشاد الٰہی ہے ﴿اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ﴾ (مگر جو لوگ کلمہ حق کی گواہی دیں اور وہ جانتے بھی ہوں، الزخرف) اس آیت میں واضح طور پر کلمہ شہادت کے لئے علم کی قید اور شرط موجود ہے

نیز ارشاد الٰہی ہے ﴿فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (یعنی جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمد)

Marfat.com

نیز ارشادِ الٰہی ہے ﴿فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (جان لو کہ جو کچھ اتارا ہے علم کے موافق اتارا ہے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، ھود)

اس آیت میں واضح طور پر کلمہ توحید کا ذکر ہے اور اس سے پہلے علم کی قید اور تنبیہ موجود ہے، معلوم ہوا کہ کلمہ توحید کے لئے علم ضروری ہے۔

حدیث میں ارشاد ہے ﴿من مات وھو یعلم ان لاالہ الااللہ دخل الجنة﴾ (یعنی جسے موت آئی اور وہ جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا)۔ اس حدیث میں غور کرینگے تو آپکو معلوم ہوگا کہ کلمہ توحید کے ساتھ علم کا ہونا ضروری ہے۔

<u>نمبر 2 یقین:</u> کلمہ توحید کے اقرار کے لئے دوسری شرط یقین ہے جب تک اس پر ایسا یقین جو شک وشبہ سے پاک ہو نہ ہو تو اسکا اقرار معتبر نہیں ارشادِ الٰہی ہے ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا﴾ ے (یعنی مؤمن جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے، الحجرات)

نیز قرآن کریم میں شک شبہ کرنیوالوں کی مذمت فرمائی گئی ہے ارشادِ الٰہی ہے ﴿وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ﴾ (یعنی انکے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک میں سرگرداں ہیں، التوبہ﴾

نیز حدیث شریف کے اندر ﴿لاالہ الااللہ﴾ کے ساتھ ﴿مُسْتَيْقِنًا

Marfat.com

بِهَا قَلْبَہٗ﴾ یعنی دل میں یقین ہونے کی قید بھی موجود ہے (روایت ابو ہریرہؓ بحوالہ مشکوۃ)

نمبر 3 اخلاص: کلمہ توحید کے اقرار کے ساتھ اخلاص کا ہونا بھی بہت ضروری ہے اسکے بغیر ایمان معتبر نہیں ارشاد الٰہی ہے ﴿ وَمَا أُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (یعنی انکو اسکے علاوہ کسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت خالص اسی کیلئے کریں، البینہ)

نیز ﴿ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِيْنِيْ﴾ (یعنی آپ فرمادیجئے کہ میں صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اسی کیلئے عبادت کو، الزمر)

نیز امانسائی کی ﴿عمل الیوم واللیلة﴾ کے اندر کلمہ توحید کے ساتھ ﴿مخلصا له روحه مصدقا بها قلبه﴾ کے الفاظ موجود ہیں۔

نمبر 4 صدق: چوتھی شرط یہ ہے کہ کلمہ توحید کے اقرار کے اندر صادق ہو قول، فعل، عمل سے اس کی تصدیق نظر آتی ہو، ایسا نہ ہو کہ اقرار تو اللہ کے ماسوا کی نفی کا کرتا ہے اور عمل کے اندر ماسوا اللہ کی طرف متوجہ ہو، اللہ کی ذات کا دھیان بھی نہ ہو اور اللہ کے ماسوا کی طرف پورا پورا متوجہ ہو، ارشاد الٰہی ہے ﴿ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ یعنی (جو شخص سچائی لیکر آیا اور سچی بات کی تصدیق کی وہی متقین میں سے ہے، الزمر) نیز ارشاد ہے ﴿فاما من

Marfat.com

اعطی واتقی وصدق بالحسنی ﴾(جس اللہ کے نام پر دیا اور اللہ سے ڈرا اور بھلی بات کی تصدیق کی، اللیل)

نمبر 5 محبت: یعنی کل کائنات میں سب سے زیادہ محبت اللہ کی ذات عالیہ سے ہو ارشاد الٰہی ہے ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾ (یعنی ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے رکھتے ہیں، البقرہ) نیز ارشاد الٰہی ہے ﴿فَسَوْفَ يَاتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾ (یعنی عنقریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسی قوم لے آئینگے کہ جن سے اللہ محبت کرینگے اور وہ اللہ سے محبت کرینگے، المائدہ) ایک حدیث میں ارشاد گرامی ہے ﴿ ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون الله ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لا یحبه الا لله ﴾ (یعنی تین خصلتیں ہیں وہ جس شخص میں آجائیں اسکو ایمان کی مٹھاس مل جائیگی یہ کہ اللہ اور اسکے رسول سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہو اور اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کیلئے محبت رکھتا ہو اللہ اور اسکے رسول کی محبت کا مفہوم یہ ہے کہ اوامر کی اطاعت کرے نواہی سے پرہیز کرے، انکے اولیاء سے محبت رکھے، انکے دشمنوں سے عداوت رکھے۔

نمبر 6 انقیاد: یعنی احکام الٰہیہ کے سامنے ظاہری باطنی ہر طریقہ سے مطیع رہے اور سر تسلیم خم کرے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

Marfat.com

اَلْوُثْقٰی ﴾(جس نے ایمان کی حالت میں اللہ کے سامنے اپنے چہرے کو جھکایا اس نے اسلام کا مضبوط کڑا پکڑ رکھا ہے،لقمان) نیز ارشاد ہے ﴿وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ﴾(اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور فرمانبردار ہو جاؤ،الزمر) نیز فرمایا﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾(جو اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکائے اس سے بہتر دین کس کا ہے؟ النساء) نیز ارشاد نبوی ہے(صلی اللہ علیہ وسلم) ﴿لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به﴾(تم میں سے کوئی مومن نہیں جبتک کہ اسکی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے موافق نہ ہو جائیں،اربعین نوویؒ)

نمبر 7 قبولیت: یعنی تمام احکام الہیہ کو بلاچون و چرا تسلیم کرے کلمہ توحید کے لوازمات کو ایسا تسلیم کرے کہ شک وشبہ باقی نہ رہے اور کسی حکم کے سامنے تکبر باقی نہ رہے، کیونکہ کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا﴿اَنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَکْبِرُوْنَ﴾(جب انکو لا الہ الا اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ تکبر کرتے تھے، بحوالہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مصنفہ شریف حمدان)

Marfat.com

الہ اورالوھیت سے مراد

امام زہریؒ کہتے ہیں کہ اللہ اسکی اصل الہ ہے، پھر الہ پر الف لام تعریف کے لئے داخل کیا گیا الالہ ہوگیا، پھر شروع میں ہمزہ ہے ثقل کی بنا پر اسکو حذف کردیا گیا اسکے بدلہ میں لام لایا گیا تو یہ بن گیا اَللاہ لام تعریف جو ساکن ہوتا ہے اسکو حرکت دیدی گئی اب دو لام جمع ہو گئے اسکو دوسرے میں ادغام کردیا اللہ ہوگیا۔ (جھود الشافیہ فی توحید العبادہ ص 58-59۔)

امام بیضاوی کہتے ہیں کہ الہ اصل میں ہر معبود کو کہا جاتا ہے چاہے وہ معبود برحق ہو یا باطل لیکن بعد میں یہ غالب الاستعمال ہوا ہے معبود برحق سبحانہ وتعالی کے لئے ارشاد ہے﴿وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ﴾

اور یہ الہ مشتق ہوتا ہے أله الهة اولوهة الوهية سے ان تمام الفاظ کے معانی ہیں عبد یعنی عبادت (بیضاوی ج 1 بحث الالہ)

کلمہ توحید کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے الوہیت اور الہ ہونیکو ثابت کیا گیا ہے اور انکی ذات عالیہ کے علاوہ کل کائنات سے الوہیت کی نفی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کے الہ ہونے کے معنی صرف یہ نہیں کہ وہ ہمارا معبود ہے ہم اسکے لئے سجدہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ یا کسی اور قسم کی عبادت مثلا

Marfat.com

ذکر وغیرہ کرتے ہیں۔ الہ اور اللہ ہونے کے یہی معانی نہیں بلکہ یہ سب بھی انہی کے لئے ہے اور انکے الہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ہم ہر حاجت کو انہی سے مانگتے ہیں جیسا ارشاد ہے ﴿اذا سالت فاسئل اللہ﴾ (جب مانگے تو اللہ سے مانگ) نیز ارشاد ہے ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (اخلاص کے ساتھ ماسوا اللہ سے دل کو فارغ کر کے اللہ ہی کو پکار، الغافر) نیز ارشاد ہے ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (اخلاص کے ساتھ ماسوا اللہ سے دل کو فارغ کر کے اللہ ہی کو پکار، الاعراف) نیز ارشاد ہے ﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (وہ زندہ ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اخلاص کے ساتھ ماسوا اللہ سے دل کو فارغ کر کے اللہ ہی کو پکار، الغافر) دیکھا آپ نے کہ اس آیت کریمہ میں دعا اور پکارنے کو کلمہ توحید لا الہ الا ہو کے ساتھ ذکر فرمایا گیا ہے۔

نیز قرآن حکیم میں صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے پکارنے کو قابل تعریف فرمایا گیا اور اپنے بندوں کو اسکا حکم دیا گیا ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (تمہارے رب نے کہا ہے مجھے پکارو میں تمہاری فریاد سنوں گا، غافر)

نیز اللہ کے ماسوا کو پکارنے کی مذمت فرمائی گئی ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (اللہ کے ماسوا کو پکارنے والے سے بڑھکر گمراہ کون ہے؟)

Marfat.com

نیز ایسے لوگوں کو جانور ہی نہیں بلکہ جانوروں سے بدتر فرمایا گیا ارشاد ہے ﴿اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ﴾ (وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں، الاعراف)

صرف اپنے پکارنے والوں کو اپنے ناموں کا تعارف کروایا ارشاد ہے ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (اللہ کے نام بھلے ہیں ان ناموں کے ساتھ پکارو، الاعراف)

اور کھلی چھوٹ دی جس نام کے ساتھ چاہو پکارو ارشاد ہے ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾ (اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر پکارو جس نام سے بھی چاہو پکارو، الاسراء)

اور ہر وقت پکارنے کی اجازت دی جس وقت چاہو پکارو ارشاد ہے ﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (پکارنے والے کی پکار کو قبول کرونگا جب چاہے مجھے پکارے)

پھر اس وعدے کے پورے ہونیکی جھلک دکھلائی ایوب علیہ السلام کی بیماری میں سنی اور شفاء کیلئے فرمایا کہ پیر رگڑ تیری زمین کے نیچے سے شفاء کا چشمہ بہادونگا ارشاد ہے ﴿اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ (اپنے پیر کو رگڑیئے یہ نہانے کا چشمہ اور پینے کا ٹھنڈا چشمہ حاضر ہے، ص)

ابراھیم کی آگ میں سنی ﴿قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى

Marfat.com

اِبْــرَاهِيْــمَ﴾ (اے آگ ابراہیم کیلئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، الانبیاء)

یونس کی مچھلی کے پیٹ میں سنی ﴿فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَن لَّآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ﴾ (یونس نے تاریکیوں میں پکارا اور یہ کہا لا الہ الا انت تیرے سوا کوئی معبود نہیں مجھ سے غلطی ہوگئی تیرے سوا میری کوئی سننے والا نہیں، الانبیاء)

دیکھا آپ نے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے پکارنے کو کلمہ توحید کے ساتھ ملا کر کیسا پکارا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی ذات ہی کو پکارنا انکی الوہیت کا قائل ہونا ہے اور انکے معبود ہونے کا یہی مفہوم ہے کیوں نہ ہو جبکہ ہر توحید پرست کو نماز کی ہر رکعت میں خود اپنی زبان سے یا اپنے امام کی زبان سے اس عہد کو دہراتے رہنے کا حکم ہے ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ (تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)

سرور کونین ﷺ کی زبان مبارک سے اقرار کروایا ﴿وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ﴾ (ہمارا رب رحمٰن ہے اسی سے مدد چاہتے ہیں، الانبیاء)

موسیٰ نے بھی اپنی قوم سے کہا اللہ ہی سے مدد مانگو ﴿قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللهِ، الاعراف﴾

اب اللہ سبحانہ وتعالی کے الہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمارا حاجت رو

Marfat.com

اہے، انکا حاجت روا ہونا اور اسکو تسلیم کرنا کہ میرا حاجت روا اور مشکلات میں کام آنے والا اللہ ہی ہے اسی کو کہتے ہیں کہ اللہ میرا معبود ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں یہی تو معنی ہے ﴿لاالـه الا الله﴾ کا اور اگر یہی حاجت پوری کرنے والی صفت آپ اللہ سبحانہ وتعالی کے علاوہ کسی اور کے لئے مانتے ہیں اس طریقے سے کہ بظاہر کوئی سبب نہیں ہوتا لیکن اللہ سبحانہ وتعالی حاجت کو پورا فرمادیتے ہیں ایسے ہی بغیر کسی سبب کے آپکے سامنے کچھ بھی نہیں اور اگر کوئی نیک انسان بھی ہیں مثلا وہ مرچکے ہیں اب انکے پاس آپکی مدد کرنے کے لئے کوئی ہاتھ پاؤں نہیں کہ جس سے وہ آپکی مدد کردیں اسکے باوجود آپ ان سے حاجات میں مدد کے طلبگار ہوتے ہیں جس طرح یہ کام اللہ سے وابستہ کیا جائے تو وہی معبود ہے اگر اللہ سبحانہ وتعالی کے علاوہ کسی اور سے وابستہ کریں تو وہ آپکا معبود ہے۔

احکام اور افعال میں اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم کو تسلیم کرتے ہو تو یہ اللہ کو معبود ماننا ہے ارشاد ہے ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (تمام اختیار اور حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، یوسف) نیز ارشاد ہے ﴿اِلَيْـهِ يُـرْجَـعُ الْاَمْـرُ كُلُّـهٗ﴾ (تمام اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں ہر کام کا انجام اسی کے پاس ہے، ہود) لہذا ہر حکم، ہر فعل، ہر نہی میں بلاچون وچرا اسکے حکم کو تسلیم کرنا اسکو معبود ماننا ہے اگر یہی صفت اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو دی جائے تو اسکو معبود ماننے کے مترادف ہے۔

قرآن تو یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی اپنے نفس کے پیچھے چلتا ہے تو اسکا

Marfat.com

نفس اسکا معبود ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ﴾ (کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنے نفس کو معبود بنا رکھا ہے، الجاثیہ) آپکو اس سے سمجھ آ گیا ہوگا کہ معبود ماننے کا مفہوم کتنا وسیع ہے اسکو ہم ایک آیت سے سمجھتے ہیں ارشاد ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنِ﴾ (اللہ ہی رزق دینے والا ہے، الذاریات)

اب ذرا غور کیجئے کہ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے صفت رزق بتائی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کل کائنات کے رازق ہیں سب کو رزق مہیا فرماتے ہیں، بظاہر اللہ کے ہاتھ پیر یا آپکو رزق دینے کے لئے کوشش کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالی آپکو نظر نہیں آ رہے لیکن اس سب کے باوجود آپکو رزق پہنچا رہے ہیں یہی معنی ہیں انکے اللہ یا الہ یا معبود ہونے کے۔

اور آپ ان سے مانگتے ہیں، سوال کرتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں یہی مطلب ہے آپکے عابد یا عبادت گزار ہونے کے یعنی جب آپ اللہ سے رزق مانگتے ہیں تو گویا آپ اللہ سبحانہ وتعالی کی عبادت کر رہے ہیں کیونکہ قرآن میں موجود ہے ﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ واعبدوہ﴾ (یعنی رزق اللہ سے مانگو اور اسکی عبادت کرو، العنکبوت) تو گویا یہ مانگنا عبادت ہوا آپ عابد ہوئے اور اللہ آپکے الہ اور معبود ہوئے۔

Marfat.com

اب مسلمان لا الہ الا اللہ کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہے کہ میرا رازق، نیز رزق کا کم ہونا یا بڑھنا یا اسکے اسباب مہیا ہونا سب اللہ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں کرسکتا اور اگر یہ سب کچھ یعنی اسباب کے بغیر آپ خود تو کہیں موجود ہیں اور جس نیک انسان سے آپ فیض مانگ رہے ہیں وہ کہیں، یا آپکے اور انکے زمانے میں صدیوں کا فرق ہے نہ آپ انکو جانتے ہیں اور نہ وہ آپکو جانتے ہیں، یا جو نیک انسان فوت ہو چکے ہیں وہ عالم برزخ کے اندر ہیں جیسا کہ قرآن نے کہا ہے ﴿مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (انکے آگے قیامت کے دن تک مقام برزخ ہے، المؤمنون) پھر بھی آپ انکی قبر پر جا کر ان سے سوال فیض کرتے ہیں جب کہ آپ جانتے ہیں کہ انکے ہاتھ پیر کام نہیں کررہے ہیں اور آپ ان سے فیض کی امید لگائے ہوئے ہیں یہی امید اور سوال فیض اللہ سے ہو تو انکی عبادت ہے اور اگر یہی اللہ سبحانہ وتعالی کے نیک بندوں اور اولیاء کرام سے ہو تو اسکو آپ کیا کہتے ہیں کہ یہ کس کی عبادت ہو رہی ہے؟ پھر بھی آپ اس کام پر لگے ہوئے ہیں تو معبود کون ہوا یہ معاملہ اللہ کے ساتھ ہو تو وہ معبود انکے علاوہ کسی اور کے ساتھ ہو تو وہ الہ اور معبود اسی کی تو نفی کروائی جارہی ہے کہ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ انکے سوا کوئی اس قابل نہیں کہ ان سے رزق مانگا جائے ارشاد الہی ہے ﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ واعبدوہ﴾ (رزق اللہ سے مانگو اور اسکی عبادت کرو، العنکبوت)

Marfat.com

تھوڑا سا آگے بڑھتے ہیں سورۃ یونس کی آیت نمبر ۳۱ میں چند چیزوں کا ذکر ہے کان، آنکھ، مردہ سے زندہ، زندہ سے مردہ تدبیر عام، آپ یہ سب کس کے لئے مانتے ہیں؟ آپ سے کوئی سوال کرے یہ سب کام کون کرسکتا ہے آپ کہیں گے اللہ کرسکتا ہے، قرآن کہہ رہا ہے کہ مشرک ابوجہل اور ابولہب بھی کہتے تھے کہ یہ سب کام اللہ کرسکتا ہے، توحید پرست بھی کہتے ہیں کہ ان کاموں کو اللہ کرسکتا ہے، ان کاموں کو آپ نے اللہ کے لئے مانا اگر صرف اتنی ہی بات کا اقرار توحید ہے تو ابوجہل اور دیگر مشرکین اور توحید پرست کلمہ گو میں فرق کیا رہ جاتا ہے لہذا آپکو اس اقرار کے ساتھ ایسا بننا پڑیگا کہ اس ذات کیلئے سب کچھ کو مان کر اپنے دل، نگاہ سب کو ایک رب کے ساتھ وابستہ کرنا پڑیگا کہ اس دربار عالی کے سوا آپکے لئے کوئی دربار نہ ہو جبکہ مشرکین ان چیزوں کا اقرار اللہ کیلئے کرتے تھے پھر اللہ کو منوانے کیلئے بہت سارے تلاش کر رکھے تھے اسی لئے توحید پرست ان سب چیزوں کا اقرار کر کے لا الہ الا اللہ کا نعرہ مستانہ لگا دیتا ہے اور مشرک ان سب چیزوں کا اقرار اللہ کیلئے کر کے بھی لا الہ الا اللہ کا نعرہ حق نہ لگا سکتا ہے نہ سن سکتا ہے اس نعرے کے لگانے سے گونگا، بہرا اور اندھا ہو جاتا ہے ارشاد ہے ﴿اَلَّذِیۡنَ کَانَتۡ اَعۡیُنُهُمۡ فِیۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِکۡرِیۡ وَکَانُوۡا لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَمۡعًا﴾ (میرے ذکر سے انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور وہ سن بھی نہیں سکتے، الکہف)

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالی کا الہ ہونا

کسی قسم کی عبادت میں خواہ وہ عبادت مالی ہو یا بدنی اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کے سوا آپ کسی بھی چیز کو شامل کرتے ہیں تو وہ عبادت باطل ہوتی ہے اللہ سبحانہ وتعالی اسے کبھی بھی قبول نہیں فرماتے۔(سورۃ بقرۃ آیت نمبر 266-264)

یہ آیات آپکو اللہ سبحانہ وتعالی کو الہ ماننے کا طریقہ اور انکی عبادت کا طریقہ اور انکے ماسوا کل کائنات حتی کہ اپنی نیت اور ارادہ میں کسی کو بھی شامل کرنے سے نفی کروا رہی ہے اور اگر آپکی ان تمام چیزوں کے لئے نفی کامل نہ ہوا اثبات اور مقصود صرف ذات الٰہی نہ ہو تو ایسی مالی عبادت کو باطل فرما رہے ہیں ارشاد الٰہی ہے ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاءَ النَّاسِ﴾ (اے ایمان والو اپنی مالی عبادات (صدقات وغیرہ) احسان جتلا کر یا تکلیف پہنچا کر باطل مت کرو جیسے دکھلاوا کرنیوالے اپنے صدقات وغیرہ کو باطل کر دیتے ہیں))

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالی اپنے راستے میں مال خرچ کرنے کی عظمت اور فضیلت بتا رہے ہیں۔ جو آدمی اس مال کو خرچ کرتے وقت دل اور جان سے ذات الٰہی کا ہی طلبگار ہے اسکی شان یہ بتائی کہ ﴿لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ پھر ان لوگوں کا بھی حال بتا

Marfat.com

یا کہ جو اس مال کو خرچ تو کرتے ہیں اور خرچ بھی اللہ کے نام پر کرتے ہیں لیکن صرف نیت میں فرق کرتے ہیں کہ اس سے مقصود صرف مخلوق کو دکھانا ہے یعنی کرتو اسلام کے نام پر رہا ہے لیکن مخلوق کو دکھانے کے لئے اسکے لئے فرمایا کہ سب کچھ باطل ہے۔

یہ تو حال ہے انکا جو اللہ کے نام پر خرچ کرتے ہیں لیکن دکھاتے مخلوق کو ہیں، کیا حال ہوگا اس شخص کا جو کرتا ہی مخلوق کے نام پر ہے مثلاً فلاں پیر فقیر یا کسی اللہ کے نیک بندے کے نام پر تو وہ کیا ہوگا؟

صرف دکھلانے سے اللہ فرماتا ہے کہ یہ باطل ہے، آخر میں مثال کے ذریعے بات سمجھا کر کہا کہ ﴿فَاحۡتَرَقَتۡ﴾ (یعنی گویا جل کر راکھ ہوگیا) تو جو کر ہی مخلوق کے لئے رہا ہے دو میل سے چل کر، اٹھا کر، لا کر کسی نیک بندے کی درگاہ پر کر رہا ہے وہ کیا ہوگا کیا مقبول ہوگا یا باطل ہوگا غور کیجئے!

آپ ذرا اس سے بڑھ کر سن سکتے ہیں تو سنیئے کہ سرور کونین ﷺ نے دکھلاوے کیلئے صدقہ کرنے کو شرک فرمایا اور شرک کا تو مطلب ہی غیر کو معبود بنانا ہے، قرآن حکیم ریاء کو شرک سے تعبیر کرتا ہے اور آپکو معلوم ہے کہ ریا کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اللہ کیلئے کیا جانیوالا عمل مخلوق کو دکھانے کیلئے کیا جائے ارشاد ہے ﴿من کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا﴾ (جسے اپنے رب کی ملاقات کی امید ہے اسے نیک عمل کرنا چاہئے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے) یہاں

Marfat.com

شرک سے مراد ریا کاری ہے (دیکھئے جلالین وغیرہ)
اور جہاں عمل ہو ہی مخلوق (نیک بندوں) کو خوش کرنے کیلئے اور انکی قبروں پر ہی ہوا سے آپ کیا کہیں گے؟
میری بات کو گروہ بندی کی نظر مت کیجئے میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کی رضا کے لئے آپ سے مخاطب ہوں۔

الہ کی ایک شان

سورہ یونس آیت نمبر ۱۷ میں اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آپ کسی بھی حال میں ہوں اور آپ قرآن کی تلاوت کر رہے ہوں یا کسی اور عمل میں مصروف ہوں تو ہم آپ کے پاس موجود ہوتے ہیں زمین و آسمان میں کوئی چیز ایک ذرے کے برابر یا ذرہ سے بڑی اور چھوٹی ایسی نہیں جو تیرے رب سے پوشیدہ ہو اور انکے علم میں نہ ہو، یونس)
اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے آپکو یہ بتایا ہے کہ ہر جگہ اور ہر حال میں تیرے ہر عمل اور کام کرتے وقت ہم تیرے پاس ہیں اور سب کچھ

Marfat.com

ہماری نظر میں ہورہا ہے۔ اور یہ اسلامی عقیدہ ہے ہم اس سب کچھ کو صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے مانتے ہیں اسکے سوا کسی اور کے لئے اس صفت کونہیں مانتے کیونکہ جب اللہ سبحانہ وتعالی یہ پیغام دے رہے تھے تو ساتھ یہ نہیں کہا کہ یہ سب میں بھی ہوں اور میرے نیک بندے بھی تم پر نظر کرم رکھتے ہیں۔ لہذا ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کے لئے ہی ہے، ہمارا اسکو تسلیم کرنے کا مطلب ہے اللہ کو معبود ماننا اگر آپ اس عقیدے کا ذرہ بھی یا یہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالی کے سوا کسی مخلوق کے کسی بھی فرد زندہ یا مردہ کے لئے مانیں تو وہ کیا بنے گا؟

کلمہ توحید یعنی ﴿لاالــه الاالله﴾ کے اندر اسی کی تو نفی کروائی جارہی ہے، اب اس آیت کی رو سے ﴿لاالــــه﴾ کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ میرا ہر حال تلاوت قرآن ہو یا کوئی بھی عمل صرف اللہ کی نظر میں ہے اسکے سوا میرے کسی خفیہ حال سے کوئی بھی واقف نہیں اب کہیں ﴿لاالــــــه الاالــــلــــه﴾ سب حقیقت سمجھ آجائیگی۔ اس ارشاد الٰہی پر غور فرمائیں ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ (اسی کے پاس غیب کے خزانوں کی چابیاں ہیں اسکے سوا کوئی نہیں جانتا، خشکی اور تری میں کیا ہے وہی جانتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں درخت کا کوئی بھی پتہ گرتا ہے وہی جانتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں چھپا

Marfat.com

ہوا کوئی بھی دانہ کوئی بھی خشک یا تر چیز اسی کے علم میں ہے)
جس ذات کے بارے میں آپ ایسے علم کا عقیدہ رکھیں وہ الہ ہے اسی لئے کہا جا رہا ہے ایسا علم صرف اللہ ہی کیلئے مانئے کیونکہ وہی معبود ہے اسکے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ اسکے لئے ایسا علم مانا جا سکتا ہے۔

اس آیت میں اگر آپ غور کرینگے تو ﴿لا الـــه الا الـلـه﴾ کی نورانیت نظر آئیگی دیکھئے ﴿لَا یَـعْـلَـمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ (اسکا موازنہ کیجئے ﴿لا الـه الا هو﴾ سے۔

مزید غور کیجئے ﴿لا اله الا الله﴾ اس میں کل کائنات سے معبود ہونیکی نفی ہے اس میں انبیاء بھی ہیں، اولیاء بھی ہیں، فرشتے بھی ہیں، جنات بھی ہیں، ان میں سے کوئی بھی معبود نہیں ایک اللہ کیلئے معبود ہونے کا اثبات ہے اس آیت پر غور کیجئے ﴿قُـلْ لَّا یَـعْـلَـمُ مَـنْ فِـی الـسَّـمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْـغَـیْـبَ اِلَّا اللّٰـهُ﴾ (کہد تیجئے زمین و آسمان میں غیب کی خبر اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا، العنکبوت) اس آیت میں کل کائنات انبیاء، اولیاء، فرشتے، جنات سب سے علم غیب کی نفی ہے ایک اللہ کیلئے اثبات ہے ﴿لا یـعـلـم مـن فـی الـسـموات والارض الـغـیـب الا الله﴾ کا

﴿لا   اله   الا الله﴾

سے موازنہ کیجئے

اب حقیقت سمجھ آئیگی کہ کلمہ توحید میں کل کائنات سے معبود ہونیکی نفی ہے

Marfat.com

تو کل کائنات سے غیب دان ہونیکی بھی نفی ہے۔

آپ قرآن حکیم کے اندر انبیاء کرام کے واقعات پڑھتے یا سنتے ہونگے کسی نبی کے واقعہ میں آپ نے کہیں پڑھا، یا قرآن شریف کی کسی آیت سے یہ نتیجہ اخذ اکیا ہو کہ کسی بھی نبی (علیہ السلام) نے گزشتہ انبیاء سے فلاں معاملے میں فیض طلب کیا یا کم ازکم دعا کے لئے انکی قبروں کا سہارا لیا ہو جیسے آجکل ہو رہا ہے؟ کچھ لوگ 100 میل کا سفر خصوصا ننگے پیر چل کر آتے ہیں اور وہاں حاضری دے کر دعائیں کر کے اپنے آپکو خوش نصیب سمجھ کر پھر کم ازکم دواڑھائی سومیل سفر پر چل دیتے ہیں کسی دوسرے نیک بندے کی قبر کی طرف۔ اسے علماء بھی دیکھتے ہیں بلکہ اسکو تو بعض کی حمایت بھی حاصل ہے کیا یہ دین حنیفیت ہے؟ کیا یہ سب کچھ ﴿لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ﴾ کے مطابق ہے؟ آپ دیکھتے بھی ہونگے کہ ایسے مواقع پر جلسہ نما پروگرام بھی ہوتا ہے اور کسی نہ کسی مذہبی شکل والے انسان کی تقریر بھی ہو رہی ہوتی ہے اسکو عرس کا نام بھی دیا جاتا ہے لوگوں کو مطمئن رکھنے کے لئے آیت کریمہ ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ کی بار بار وہ تلاوت بھی کر رہا ہوتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ شاید قرآن میں موجود ہے کیا اسی کا نام دین توحید ہے؟ جبکہ اس آیت میں نیک بندوں کی عظمت کا تو بیان ہے لیکن یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ یہ نیک بندے موت کے بعد دوسروں کی مدد یا انکے لئے دعا یا سفارش کرتے ہیں

Marfat.com

انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات قرآن میں موجود ہیں ان میں کہیں آپکو اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کے سوا کسی اور ذات کی بھی فیض رسانی یا وسیلہ مروجہ کی کوئی جھلک نظر آتی ہو تو ذرا قرآن کھول کر اس آیت کو تلاش کیجئے۔ وگرنہ جو ہمیں قرآن میں مل رہا ہے اسے پڑھ لیجئے اور دیکھئے کہ ان اولیاء اور انبیا کے بارے میں قرآن نے کہیں کہا ہو کہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ جائز ہے یا گزشتہ زمانوں کے مسلمان ان بزرگوں سے اس طرح مانگتے رہے بلکہ اس سے بڑھکر نیک بندوں کا حال پڑھئے!

حضرت مریم (علیہا السلام) معصوم بچی ہیں حضرت زکریا علیہ السلام نے انکے پاس رزق دیکھا جبکہ حضرت زکریا علیہ السلام کے سوا وہاں کسی کی پہنچ نہ تھی حیران ہوئے معصوم بچی مریم سے سوال کیا ﴿قال یمریم انی لك هذا﴾ (اے مریم یہ کہاں سے آئے؟) فرمایا ﴿قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں، آل عمران)

غور کیجئے حضرت زکریا علیہ السلام زندہ نبی موجود ہیں مریم (علیہا السلام) نے بالکل بھی نہیں کہا کہ جناب یہ آپکا فیض ہے جبکہ یہ سب کچھ ہمارے ہاں وفات پا جانیوالے انسان کو جسکی قبر ہمارے سامنے ہے کہا جا رہا ہے، زبان زد عام ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا صدقہ ہے یہ فلاں کا ہے یہ فلاں کا۔

حضرت زکریا علیہ السلام بے اولاد تھے انہوں نے اپنے رب کو کیسے پکارا

Marfat.com

،اپنی دعا کے ذریعے قیامت تک آنیوالی نسل انسانی کو سمجھایا کہ الہ وہی ایک ہے اسی سے مانگنا چاہئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا میں کوئی صدقہ کوئی وسیلہ نظر نہیں آرہا اگر آپکو کوئی وسیلہ نظر آتا ہے تو سورۃ مریم کی تلاوت کر کے دیکھیں اور ہماری بھی راہنمائی فرمائیں۔ اور جو وسیلہ نیک بندوں سے ثابت ہے اسکا کوئی منکر نہیں لیکن اسکی ایک حد ہے جو احادیث سے ثابت ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام آہستہ سے پکارتے ہیں (اس عمر میں اولاد مانگنے کا کوئی سن نہ لے) اپنی عمر کی کمزوری کی شکایت بھی کرتے ہیں پھر بھی آل یعقوب کے لئے وارث مانگتے ہیں۔

نیز جہاں مریم علیہا السلام کے پاس بے اسباب رزق دیکھے اسی جگہ کھڑے ہو کر مانگا حالانکہ بیت المقدس کے پاس تو سینکڑوں انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں موجود تھیں کسی بھی نبی کی قبر کا سہارا نہیں لیا نیز نبیوں کے باپ ابراہیم علیہ السلام جو کہ اللہ کے خلیل (دوست) ہیں ان سے بھی سفارش نہ کروائی اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ جا کر دیکھو اللہ کے نیک بندوں کی قبروں کا ہم نے کیا حشر بنا رکھا ہے؟ اور کیسے ہم اس چہرے کو جسکے اندر زبان سے کلمہ توحید ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی گواہی دیتے ہیں اسی زبان سے ان قبروں کی دیواروں کو جو کہ چونہ گچ پتھروں سے معماروں نے بنائی ہیں ہم انکو چاٹتے ہیں اور ان قبروں کے پاس بنی ہوئی عالی شان مساجد کے علماء یہ سب منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے

Marfat.com

ہیں کیا انہوں نے بھی کبھی لا الہ کی ضرب لگائی ہے؟ اگر نہیں تو قیامت عنقریب آ رہی ہے کیا بنے گا؟ جن کو انبیاء کرام کا وارث بنایا گیا ہے ان سے اگر سوال ہوا کہ کیا یہ سب کچھ قرآن یا سنت رسول کے اندر موجود تھا وہ کہیں گے کہ نہیں تھا سوال ہوگا اس سب کچھ کا قرآن وسنت میں نہ ہونا بیان کیوں نہیں کیا جواب کیا ہوگا۔

اللہ

(کلمہ توحید وجود باری تعالی کو ثابت کرنے کیلئے نہیں)

یہ کلمہ توحید وجود باری تعالی کے اثبات کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف توحید اور وحدانیت کے لئے ہے، اسلئے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا وجود بامسعود ہر مخلوق کی فطرت کے اندر مرکوز اور موجود ہے۔ ہر مخلوق خواہ انسان ہوں یا حیوانات ہوں سب اپنے رب سبحانہ وتعالی کو خوب پہنچانتے ہیں اسلئے وجود باری کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن حکیم تو اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھکر کہتا ہے کہ وجود باری کو تو مخلوق پہچانتی ہی ہے اسکے ساتھ ساتھ توحید باری تعالی سے بھی انسان واقف ہیں بشرطیکہ شرک اور کفر نے فطرت سلیمہ کو مسخ نہ کردیا ہو کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے انسانوں کو اسی فطرت توحید پر پیدا فرمایا ہے۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے ﴿فَاَقِمْ

Marfat.com

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾ (یعنی اپنے آپ کو حنیف بن کر دین پر قائم رکھیں اللہ نے انسانیت کو اسی فطرت پر پیدا فرمایا ہے)۔

نیز سرورکونین ﷺ کا ارشاد ہے ﴿مَا مِن مَّوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ اِلَّا عَلَى الْفِطْرَةِ ﴾ یعنی ہر پیدا ہونیوالا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، مجوسی بناتے ہیں (بخاری)۔ دیکھئے اس حدیث میں سرورکونین ﷺ نے واضح فرمایا کہ ہر انسان دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

نیز دین فطرت سے ہٹا کر یہودی، نصرانی، مجوسی والدین یا معاشرہ بناتا ہے۔ غور کیجئے اس میں یہ نہیں فرمایا (یسلمانہ) یعنی اسکے ماں باپ اسے مسلمان بناتے ہیں کیونکہ مسلمان بنانیکی ضرورت ہی نہیں وہ اسکی اپنی اصل فطرت ہے جس پر وہ پیدا ہوا ہے۔ جیسے کسی کو پیاس کے وقت یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ پانی سے پیاس بجھے گی۔ چنانچہ یہ بات سمجھ آئی کہ وجود باری تعالی کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، نیز یہ بھی سمجھ آیا کہ کلمہ توحید ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ وجود باری بتانے کے لئے نہیں کہ آپ کلمہ توحید سے اللہ سبحانہ وتعالی کا موجود ہونا سمجھیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی موجود ہیں۔

مشرکین مکہ جو کہ اس کلمہ توحید سے باغی تھے اللہ سبحانہ وتعالی کے وجود کو وہ بھی مانتے تھے۔ غور کیجئے چند آیات پر ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ

Marfat.com

اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ یعنی اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے پیدا کیا لقمن 25)۔ واضح ہوا کہ مشرکین وجود باری تعالیٰ کو مانتے تھے بلکہ ان موجودات کا خالق مانتے تھے۔

نیز سورۃ المؤمنون کے اندر چند اشیاء کا ان سے اقرار کروایا گیا۔ ارشاد الٰہی ہے

نمبر1: ﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ (زمین اور اسکے اندر جو کچھ ہے کس کی ملکیت ہے؟ وہ کہتے تھے اللہ کی ملکیت ہے)

نمبر2: ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ کہتے تھے اللہ)

نمبر3: قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ (ہر چیز کی تاثیر کس کے قبضہ قدرت میں ہے؟ سب کو پناہ دینے والا کون ہے؟ جواب میں کہتے تھے اللہ، دیکھئے المؤمنون آیت نمبر 89-84۔)

آپ غور فرمائیں گے تو سمجھ آئیگا کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار کیلئے کلمہ توحید ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کو مقرر فرمایا گیا اور قرآن حکیم نے لا الٰہ الا اللہ

Marfat.com

کی ترجمانی کرتے ہوئے اس پر دلائل نقلیہ ،علمیہ، آفاقیہ،عقلیہ ،انفسیہ پیش فرمائے۔

نیز منکرین توحید کا خوب کھول کھول کر تذکرہ فرمایا اور انکو مثالوں کے ساتھ بات سمجھائی۔

لیکن وجود باری تعالی جو کہ توحید سے بھی بڑھکر معاملہ ہے کیونکہ توحید کا قائل ہونے کے لئے وجود باری تعالی پر پہلے ایمان ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے صراحت کے ساتھ اسکا ذکر ہی نہیں کیا اور نہ منکرین وجود باری تعالی کا کھول کر تذکرہ فرمایا سوائے چند آیات کے ان میں سے ایک سورۃ الجاثیہ میں ہے ارشاد الٰہی ہے﴿ وَقَالُوا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرِ﴾(یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہماری یہ دنیا کی زندگی ہے اسی میں جئیں گے اور اسی میں مرینگے اور یہ سب زمانے کا کھیل ہے)۔اس آیت میں منکرین وجود باری کا ذکر ہے۔ پھر اسکے خلاف یہاں بھی کوئی دلائل کثیرہ کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ وجود باری تعالی سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ منکر انسان کو چھوڑ کر کوئی جانور بھی نہیں کہ سکتا کہ میرا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں کیونکہ انسان کا اپنا وجود اسے موجد کی خبر دے رہا ہے۔

اگر کوئی اپنے وجود سے نہ سمجھے تو زمین و آسمان کے وجود سے سمجھ لے ارشاد الٰہی ہے﴿اَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْئٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ﴾(یعنی خود کسی خالق کے بغیر پیدا ہوئے ہیں یا خود ہی خالق ہیں؟) ظاہر

Marfat.com

ہے کہ خود تو خالق ہو نہیں سکتے کیونکہ جو خود موجود نہیں تھا وہ موجد کیسے بن گیا؟ اگر کوئی بیوقوف یہ بھی کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو خود ہی پیدا کیا ہے تو اس سے دریافت فرمایا کہ اپنے آپکو تو، تو نے پیدا کرلیا اور تیرے فائدے کے لئے تیرے اوپر آسمان بنایا تیرے نیچے زمین یہ کس نے پیدا کئے؟ کیا یہ بھی تو نے پیدا کیا ہے؟ ارشاد ہے ﴿ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ (کیا آسمان وزمین انہوں نے بنائے ہیں؟)

اب مخلوق کے پاس کوئی جواب نہیں سوائے اسکے کہ انکا کوئی بنانیوالا ہے۔ اب فطرت کہتی ہے کہ انکو جو بنانیوالا ہے وہی اللہ ہے۔

نیز قرآن کہتا ہے وجود باری تعالی کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں خود انسان کے اپنے وجود کے اندر اسکی نشانیاں موجود ہیں ﴿ وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴾ (تمھارے اپنے اندر قدرت کی نشانیاں ہیں تم دیکھتے سمجھتے کیوں نہیں؟)۔ نیز کل روئے زمین اور اس پر رہنے والے باسی علامات ونشانات ہیں کہ کوئی حق تعالی ہے جو انکا موجد ہے ارشاد ہے ﴿ وَعَلٰمٰتٍ وَّبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴾ (ہم نے زمین پر نشانیاں رکھی ہیں اور ستاروں سے بھی راہنمائی لے سکتے ہیں)۔

جس ذات نے اپنی ہر ایجاد اور مخلوق کی جدا فطرت بنائی، جدا پہچان بنائی ہے ہر ایک کو اسکا طریقہ زندگی سمجھایا اور اسکے اقدار سمجھائے اسی ذات کا نام ہے ﴿ اللہ ﴾

Marfat.com

اسی لئے فرمایا ﴿ وَفِی الْاَرْضِ آیَاتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴾ (یعنی زمین کے اندر یقین رکھنے والوں کیلئے بڑے نشانات ہیں)۔

مزید تفصیل کیلئے سورۃ الروم آیت نمبر 20 تا 27 ضرور پڑھئے خلاصہ درج ذیل ہے۔

نمبر 1: انسان کا مٹی سے بن کر روئے زمین پر پھیل جانا

نمبر 2: انسانوں کے جسمانی سکون اور نسل انسانی کی بقاء کیلئے انسانوں کے اندر سے بیویوں کی پیدائش اور دلی الفت۔

نمبر 3: ایک مٹی سے بننے والے انسان کی رنگت اور زبان کا اختلاف۔

نمبر 4 : رات کی نینداور دن کا طلب معاش۔

نمبر 5: آسمان پر بجلی کی گرج اور چمک اسکے ساتھ ہی باران رحمت کا نزول۔

نمبر 6: امر الٰہی سے آسمان اور زمین کا قائم رہنا۔

یہ سب نشان ہائے قدرت ہیں

ایک مسوخ الفطرت انسان (فرعون) نے کامل الفطرت انسان حضرت موسیٰ علیہ وعلی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رب کون ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿ قَالَ فَمَنْ رَّبُّکُمَا یَا مُوْسٰی ﴾ موسیٰ تیرا رب کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنئے فرمایا ﴿ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴾ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکا وجود

Marfat.com

بخشا اور اس کو اسکی زندگی کی راہ سمجھائی ۔ ہر ایک کو اسکا کام سمجھایا تدبیر سمجھائی اور اسکی فطرت ایسی بنادی جسکے بعد مزید کسی تعلیم کی ضرورت نہیں ۔

چند مخلوقات پر ایک نظر

نحل (شہد کی مکھی)

یہ روئے زمین پر اللہ سبحانہ وتعالی کی مخلوق ہے اسکا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ ان شہد کی مکھیوں کا ایک امیر ہوتا ہے جسکا نام یعسوب ہے یہ تمام مکھیوں کے اندر بڑا ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ خوش رنگ ہوتا ہے نیز شہد کی مکھیاں اکثر مادہ جنم دیتی ہیں وہ بھی موسم بہار میں۔ ان شہد کی مکھیوں میں نر بہت کم پیدا ہوتے ہیں اگر کوئی نر پیدا ہو جائے امیر اسے بھگا دیتا ہے یا قتل کر دیتا ہے جنکو باقی چھوڑتا ہے وہ اسکے پہریدار اور باڈی گارڈ بنتے ہیں نیز یہ امیر ان مکھیوں کو لے کر جنگلات، باغات میں جاتا ہے سب سے مختصر اور قریبی راستہ اختیار کرتا ہے، وہاں سے یہ تمام مکھیاں اپنی ضرورت کی چیز وصول کرتی ہیں پھر جب واپس آنے لگتی ہیں تو سب سے پہلے یہ یعسوب آتا ہے اور اپنے چھتے کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے کسی نر یا اجنبی مکھی کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ جب سب مکھیاں داخل ہو جاتی ہیں پھر یعسوب خود کام شروع کرتا ہے گویا ان کو تعلیم دیتا ہے۔ جب مکھیاں کام شروع کر دیتی ہیں تو ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور مکھیوں

Marfat.com

کی مختلف اقسام بنا دیتا ہے۔ایک قسم وہ ہے جو چھتہ کے لئے موم بناتی ہے اور ایک قسم وہ ہے جو بادشاہ کی نگہبانی کرتی ہیں اور کوئی کام نہیں کرتیں۔کچھ قسم وہ ہیں جو اس موم کے اندر مٹھاس لا کر بھرتی ہیں اور موم کو صاف رکھتی ہیں۔اور ایک قسم وہ ہیں جو اس چھتہ کے خانے بناتی ہیں۔اور کچھ قسم وہ ہیں جو اسکے لئے پانی مہیا کرتی ہیں۔اب جب چھتہ بن جاتا ہے تو پھر اس چھتہ کے اندر سب سے بلند جگہ میں ایک تخت بنایا جاتا ہے جس پر وہ یعسوب بیٹھتا ہے اور اسکے گرد چند مذکر محافظ ہوتے ہیں اور اسکے قریب ہی ایک حوض نما ہوتا ہے جس میں باقی مکھیاں پہلے شہد بھرتی ہیں جو اس یعسوب کی خوراک ہوتی ہے۔اسکے بعد اس چھتہ کی مکھیاں شہد سے بھرائی کرتی ہیں۔غور کیجئے کہ یہ سب کچھ آلات، پیمانہ اور مثال کے بغیر ہوتا ہے مکھی کو یہ راہ سمجھانے والا کون؟ اسی کو اللہ جل جلالہ کہتے ہیں۔(شفاء العلیل ابن قیم صفحہ 10)

قرآن آپ سے مخاطب ہے، پڑھئے، سمجھئے اور اپنے معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو جایئے، اس کے بن جایئے اسکے سوا کسی کے نہ بنیئے۔ یہی تمام انبیاء اکرام اور امام الرسل ﷺ کی تعلیم ہے۔

﴿وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ﴿ ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ۔یَخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِہَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہٗ فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ

Marfat.com

یَتَفَکَّرُوْنَ ﴾ (تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں اور درختوں اور انکی چھپر نما ٹاٹیوں میں اپنے گھر بنا پھر ہر قسم کے پھل کھا اپنے رب کے بتائے ہوئے راستوں پر چل کر اسکے پیٹ سے مختلف رنگوں والا شہد برآمد ہوتا ہے جو لوگوں کی شفا کا ذریعہ ہے سوچنے والوں کیلئے قدرت کا نشان ہے۔)

قرآن آپکو تفکر کی دعوت دے رہا ہے اس دعوت کو قبول کیجئے اور سمجھئے کہ کائنات کے اندر آپ کی نظر میں ایک حقیر مکھی آپکو وجود باری تعالی سمجھا رہی ہے اگر آپ بھی صرف اللہ سبحانہ وتعالی کو موجود ہی مانتے ہیں تو آپکے اندر اور مکھی کے اندر کیا فرق ہے؟ جبتک کہ آپ کلمہ توحید کی اصل بنیاد لا الہ یعنی غیر اللہ کی تمام اشیاء میں نفی نہیں مانیں گے اور اسی ذات واحد کے سوا کل کائنات سے اپنی تمام وابستگیاں ختم نہیں کر لیں گے تو گویا آپ نے ﴿ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ کا مفہوم ہی نہیں سمجھا۔

اے غافل۔ تو نے مخلوق ہو کر اپنے آپکو مخلوق کے اندر ہی لگا رکھا ہے کیوں تمام الجھنوں سے نکل کر، لا الہ کی ضرب لگا کر الا اللہ کی چوکھٹ پر سر نہیں رکھتا؟ اب اس آیت پر غور کریں ﴿ وَفِی الْاَرْضِ اٰیَاتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴾ (یعنی زمین میں یقین رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔)

Marfat.com

نملہ (چیونٹی)

آپکی نظر میں چیونٹی ایک حقیر سی مخلوق ہے اسکی فطرت بتاتی ہے کہ کوئی ذات اسکی راہنمائی کرنیوالی ہے جس نے اسکی فطرت ایسی بنادی ہے یہ چیونٹی اپنے گھر سے نکل کر غذا، دانہ تلاش کر کے مشکل اور اونچے نیچے راستوں سے اسے اٹھا کر لاتی ہے اور اپنے گھر کے اندر پہنچادیتی ہے پھر اسکے دو ٹکڑے کر دیتی ہے اور اسکا جو اگنے والا حصہ ہوتا ہے اسے نکال کر پھینک دیتی ہے تا کہ یہ اگ کر پودانہ بن جائے اور اگر یہ دانہ دو ٹکڑے کرنے کے باوجود اگ پڑے تو اسے چار ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔
پھر جب سردی کا موسم ہو جس میں اس دانہ پر تری آجائے اور اسکے خراب ہونے کا ڈر ہو تو یہ چیونٹی اس دانہ کو باہر لے آتی ہے جس دن دھوپ ہو پھر اسے اپنے گھر کے سامنے پھیلا دیتی ہے خشک ہونے پر اسے پھر اندر لے جا کر محفوظ کر دیتی ہے۔ یہ دانے اسکے گھر کے باہر پڑے ہوتے ہیں دوسری چیونٹیاں ادھر ادھر غذا کی تلاش میں پھرتی ہیں لیکن اسکے دانوں میں سے نہیں لیتیں۔ (العقیدہ فی اللہ سلیمان)۔
آپ چیونٹیوں کے گھر کے پاس جا کر ان سب باتوں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں (رشیدی)۔
غور کیجئے! چیونٹی کو یہ فطرت یہ آگاہی کس نے دی ہے؟ چیونٹی کو یہ سب کچھ سمجھانیوالی اور فطرت بنانیوالی جس کے بعد چیونٹی کو دوبارہ تعلیم دینے

Marfat.com

کی ضرورت نہیں اسی ذات برحق سبحانہ وتعالیٰ کو کہتے ہیں اللہ جل جلالہ۔

چیونٹی کی ذہانت اور قرآن

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو ایک چیونٹی کے واقعہ سے مطلع فرمایا ہے جس سے انسان آسانی سے وجود باری تعالیٰ، عظمت باری تعالیٰ، علم باری تعالیٰ، احاطہ باری تعالیٰ، ادراک باری تعالیٰ، کو سمجھ سکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر سمیت کسی طرف جارہے تھے۔ چلتے ہوئے ایسے راستہ پر چلے جس پر آگے چیونٹیوں کی آبادی تھی ایک چیونٹی نے جب اللہ کے نبی کے اس لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو باقی چیونٹیوں سے کہا کہ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾ (یعنی اے چیونٹیو! سب اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہیں بے خبری میں سلیمان اور اسکا لشکر تمہیں روندھ نہ ڈالے)

غور کیجئے کہ چیونٹی] نے اس کلام اور اپنی گفتگو میں کیسا عجیب انداز اختیار کیا ہے۔

نمبر 1: سب سے پہلے عمومی خطاب کیا ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ﴾ یعنی تمام چیونٹیوں کے لیے اعلان عام ہے

نمبر 2: ﴿اُدْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ﴾ تمام چیونٹیوں کو اپنے

Marfat.com

گھروں میں داخل ہونے کا حکم ہے تا کہ لشکر سلیمانی سے بچ سکیں

نمبر 3: ﴿لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُوْدُہٗ﴾ گھروں میں داخل ہونیکی وجہ ہے کہ سلیمان اور انکا لشکر آرہا ہے کہیں تم انکے پیروں کے نیچے روندھ نہ جاؤ جو کہ موت کا سبب ہے۔

نمبر 4: ﴿وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾ (اور انکو خبر بھی نہ ہو) یہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے چیونٹی نے معذرت کی کہ میں آپکو ظالم نہیں کہہ رہی کہ آپ قصدا ایسا کرینگے نہیں بلکہ آپکو اور آپکے لشکر کو خبر بھی نہ ہوگی آپکے قصد اور اختیار کے بغیر ایسا ہوگا جو کہ آپکا قصور نہیں بلکہ ہم چیونٹیوں کا قصور ہوگا کہ ہم راستہ سے کیوں نہ ہٹیں۔

غور کیجئے کہ کیسے چیونٹی نے سلیمانؑ اور انکے لشکر اور اپنا روندھ جانا سمجھا اور لشکر کے قائد کو سمجھا اور ان سے معذرت کی، کیا یہ چیونٹی کی کم ذہانت ہے؟ چیونٹی کی یہ ذہانت اور فطرت بنانیوالا کون ہے سوائے اللہ جل جلالہ کے؟۔

یہ چیونٹی کیسے وجود باری سمجھا رہی ہے۔ نیز چیونٹیوں کو ملامت بھی ہے کہ خود اپنا بچاؤ کیوں نہیں کرتیں چیونٹیوں کی یہ کمال عقل و ذہانت دیکھ کر اللہ کے نبی مسکرائے ارشاد ہے ﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِھَا﴾ (سلیمان علیہ السلام مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔)

غور کیجئے کہ وجود باری تعالی آپکو چیونٹی سے بھی سمجھ آرہا ہے، مگر یہ وجود باری تعالی کا علم جو چیونٹی سے بھی سمجھ آرہا ہے آپ کے کیا کام آئگا کلمہ

Marfat.com

توحید﴿ لاالہ الااللہ﴾ کے بغیر۔

اے غافل! غیراور ماسوی اللہ کے دروازے پر سر رکھنے والے! چشمہ توحید جودل کے اندرموجزن ہے اسکو غبارآلود اور پراگندہ کرنیوالے ایک قدم آگے بڑھ کرلاالہ کی نفی کی ضرب لگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الا اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھدے اور اسی ایک ذات کا بن جا جو سب کے لے ایک ہے یعنی **اللہ جل جلالہ**۔

چیونٹی وجودالٰہی کو مانتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ آسمانوں سے وراءالوراء اسکا رب ہے جواس کی دعا کوسنتا اور قبول کرتا ہے اور اسکی ضروریات کا کفیل ہے۔ چیونٹی اسی سے مانگتی ہے۔ حدیث ابی ھریرہؓ کے اندر ارشاد ہے کہ انبیاءکرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی تھے انکے زمانے میں قحط اور بارش نہ ہونیکی وجہ سے وہ دعاءاستسقاء کے لئے نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی ہے پشت کے بل پڑی ہے اور پیروں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعاءبارش کررہی ہے۔ اللہ کے نبی نے اپنی قوم سے کہا کہ واپس چلو بارش آئیگی تمھارے لئے چیونٹی کی دعا کافی ہے۔ غور کیا آپ نے کہ چیونٹی بھی اللہ سبحانہ وتعالی کے وجود کو مانتی ہے اور اسی سے مانگتی ہے اور معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے وجود برحق کا قائل ہونا یہی فطرت کائنات ہے۔ اے غافل مسلم! اگر تو بھی وجودالٰہی کو مانتا ہے تو یہ چیونٹی سے بڑھکر نہیں ہوسکتا جب تک تو کلمہ توحید کے ساتھ لاالہ کی نفی کی ضرب لگا کر اپنے دل سے اللہ کے سوا کل کائنات کو نہ نکال دے اور

Marfat.com

الاالـلـه کی ضرب کے ساتھ اپنے دل میں اس ذات الٰہی کو جگہ نہ دے جسکے لئے دھرتی کی ہر چیز ہے اور وہ ہر چیز کے لئے ایک ہے جسے الـلـه جل جلاله کہتے ہیں۔

ھد ھد

قرآن حکیم کے اندر ھـدھد کا کلام ہے اس میں ھـدھد نے کس فہم اور ذہانت اور کلام کے اعلیٰ درجہ کو اختیار کیا ہے اور اپنی بات کو بیان کرنے میں علم کلام کے کیسے موتی استعمال کئے ہیں نمبروار مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر1: ﴿فَقَالَ اَحَطتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ﴾ (میں ایسی چیز کی خبر معلوم کرنے میں مشغول ہو گیا تھا جس کا آپکو علم نہیں) تو گویا یہ تاخیر کی معذرت ہوئی۔

نمبر2: ﴿وَجِئۡتُكَ مِنۡ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيۡنٍ﴾ (اپنی غیر حاضری کا مقام بتایا کہ میں ملک سبا پہنچا ہوا تھا)

نمبر3: ﴿اِنِّىۡ وَجَدتُّ امۡرَاَةً تَمۡلِكُهُمۡ وَاُوۡتِيَتۡ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ وَّلَهَا عَرۡشٌ عَظِيۡمٌ﴾ (ملک سبا کے حالات بتائے کہ وہاں کی حکمران ایک عورت ہے اسکے پاس ضرورت کا ہر سامان موجود ہے اور اسکا ایک عظیم الشان تخت بھی ہے)

نمبر4: ﴿وَجَدتُّهَا وَقَوۡمَهَا يَسۡجُدُوۡنَ لِلشَّمۡسِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ (اس قوم کا مذہب بتایا کہ وہ سورج پرست ہیں)

Marfat.com

نمبر 5: ﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ﴾ (انکی سورج پرستی اور توحید سے دوری کی وجہ شیطان کو بتلایا)

نمبر 6: ﴿وَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾ (اور انکے گمراہ ہونے کا فتوی بھی صادر کر دیا کہ وہ ہدایت یافتہ نہیں)

نمبر 7: ﴿اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْأَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (عقیدہ توحید کی طرف رغبت دلائی کہ آسمان وزمین میں پوشیدہ چیزوں کو پیدا کرنیوالی ذات کے لئے سجدہ ریز کیوں نہیں ہوتے؟)

نمبر 8: ﴿وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴾ (چھپے اور علانیہ سب کو جانتا ہے) علم الٰہی کا بیان ہوا۔

نمبر 9: ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود کے ساتھ اللہ کی توحید کے اثبات کیلئے کلمہ توحید کی دعوت دی)

نمبر 10: ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ ملکہ بلقیس کے عرش کے مقابلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عرش عظیم کی شان کو بیان کیا۔

﴿تلك عشرة كاملة﴾

غور کیجئے کہ ملکہ بلقیس کے عرش کیلئے کہا ﴿عَرْشٌ عَظِيْمٌ﴾ (نکرہ یعنی عام قسم کا ایک بڑا عرش ہے) اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عرش کیلئے کہا ﴿الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ (معرفہ ایک خاص عظمت شان والا عظیم عرش ہے)

Marfat.com

ایک موتی: علامہ ابن الجوزیؒ نے لکھا ہے کہ قرآن حکیم کے اندر کلمہ توحید﴿ لا الـہ الا ھـو ﴾کے ساتھ ۳۰ مرتبہ ہے اور یہ اسم اعظم ہے اسکے لئے انہوں نے ایک خواب بھی ذکر فرمایا ہے (فن الفنون از ابن الجوزی)

ہدہد نے بھی﴿ لا الـہ الا ھـو ﴾کہا ہے گویا ہدہد بھی اسم اعظم کا وظیفہ خواں ہے (از رشیدی)

وجود الٰہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰؑ فرعون کے پاس جب پہنچے اور دعوت دی تو فرعون نے وجود الٰہی کے متعلق سوال کیا۔

حضرت موسیٰؑ نے جب اسکے سامنے آیات اور دلائل ذکر کیے تو فرعون لاجواب ہو گیا اور دھمکیوں پر اتر آیا اور موسیٰؑ کو قتل کی دھمکی دی لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے موجود نہ ہونے پر کوئی دلیل نہ لا سکا، غور کیجئے قرآن آپ سے مخاطب ہے۔

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنُ﴾ (فرعون نے کہا کہ رب العالمین کی حقیقت کیا ہے؟)

﴿قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُوْقِنِيْنِ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آسمان وزمین کا پیدا

Marfat.com

کرنیوالا اللہ ہے،

﴿قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ﴾ فرعون نے کہا (معاذ اللہ) موسیٰ علیہ السلام تو مجنوں ہے، ﴿قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک ہے، ﴿قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ﴾ فرعون نے کہا کہ اگر میرے سوا کسی اور کو معبود تسلیم کیا تو قید کردوں گا (الشعراء)

قرآن اقوام عالم سے مخاطب ہے ﴿اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (کیا اس اللہ کی ذات کے بارے میں شک ہے جو آسمان وزمین کا پیدا کرنیوالا ہے)۔

قوم نوح، عاد و، ثمود سب کو کہا گیا کہ کیا زمین اور آسمان کی تخلیق کے وجود کے بارے میں بھی کوئی عقلمند شک کرسکتا ہے؟ یعنی انکے وجود کے بار میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ تو کل کائنات کی فطرت ہے جو وجود الٰہی کو تسلیم کرتی ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ اے انسان تیرا وجود خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے موجود ہونے کی نشانی ہے ﴿كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (یعنی تم اللہ کا کیسے انکار کرسکتے ہو؟ تم بے جان غیر موجود تھے اس نے حیات کے ذریعہ تمہیں وجود بخشا، پھر تم کو فنا کریگا پھر وجود بخشے گا پھر اپنے پاس

Marfat.com

حاضر کریگا) اور ﴿لاالہ الااللہ﴾ پر ایمان رکھنے والوں کوانعامات اور خلعتوں سے نوازے گا اور منکرین کو ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی قدر معلوم کروائے گا۔ نیز ارشاد ہے ﴿قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ﴾ (کیا تم اس ذات کا انکار کرسکتے ہو جو زمین کو دو دنوں میں پیدا کرنیوالا ہے اور اسکے شریک مانتے ہو وہ رب العالمین ہے)

وجود باری اور ابراہیم (علیہ السلام)

حضرت ابراہیمؑ کا مکالمہ نمرود خبیث سے ہوا نمرود نے کہا کہ اے ابراہیم تیرا رب کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ﴿رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ﴾ (میرا رب وہ ہے جو ہر چیز کی حیات اور موت کا مالک ہے)۔ اس خبیث نے کہا ﴿اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ﴾ (کہ حیات اور موت کا میں بھی مالک ہوں) اور اسکا عملی نمونہ بھی دکھلایا کہ مجرم کو بری کردیا اور بری کو قتل کردیا۔ بالکل ایسے ہی جیسے کوئی موحد کہے کہ بیماری اور شفاء کا مالک اللہ ہے اور کوئی خبیث بد باطن ڈاکٹر یا حکیم کہے کہ یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں چنانچہ تندرست کو غلط دوا دیدے وہ بیمار ہو جائے اور بیمار کو صحیح دوا دیدے وہ ٹھیک ہو جائے اس سے وہ اپنے آپکو بیماری اور شفاء کا مالک سمجھ بیٹھے معاذ اللہ)۔

Marfat.com

ابراہیمؑ سمجھ گئے کہ نمرود ایک جاہل ہی نہیں بلکہ جاہل کے ساتھ حمار (گدھا) بھی ہے، چنانچہ ابراہیمؑ نے ایک آفاقی دلیل ذکر فرمائی کہ میرا رب وہ ہے جو ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ (میرا رب وہ ہے جو سروج کو مشرق سے طلوع کرتا اور مغرب میں غروب کر دیتا ہے تو ذرا جو ہر کمال دکھلا کہ آج مغرب سے طلوع کر)۔ آپکو معلوم ہے کہ نتیجہ کیا ہوا؟ زمین اور آسمان کے خالق و مالک، میرا اور آپ کا رازق، جسکی نظر میں سب کا سب کچھ ہے اس نے خبر دی کہ نتیجہ یہ ہوا ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ﴾ (نمرود مبہوت، ساکت، لاجواب ہو گیا، البقرہ۔) اور خادم دین توحید اور حق سبحانہ وتعالی کے خلیل کے قتل کے درپے ہو گیا (الانبیاء)۔

اس مالک سبحانہ وتعالی نے پھر کہا کہ ہم زمین میں ایک اور نشانی دکھلاتے ہیں کہ اب میرے دین کا خادم اور میرا خلیل بے سہارا ہے، میرا منکر اور دشمن تمام اسباب فوج، حکومت، قوت کا مالک ہے بلکہ خود کو خدا کہتا ہے۔ آج بے سہارا دوست کامیاب ہوگا تمام اسباب کے باوجود دشمن ذلیل ورسوا ہوگا۔ پھر کیا ہوا؟ قرآن کہتا ہے ﴿فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ﴾ (یعنی ابراہیمؑ کو ناکام کرنیوالے خود ناکام ہو گئے (الانبیاء 70)۔

Marfat.com

وجود باری اور ایک دیہاتی

ایک دیہاتی نے عجیب کہا ہے کہ

البعرة تدل علی البعیر　　　الاثر یدل علی المسیر

فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج　الا تدل علی الخبیر

ترجمہ:　اونٹ کی مینگنی بتاتی ہے کہ اونٹ گزرا ہے، قدم کے نشانات بتاتے ہیں کہ انسان گزرا ہے، یہ بجوں والا آسمان کشادہ اور گول زمین ذات الہ الحق والعز سبحانہ وتعالیٰ کا وجود کیوں نہیں بتاتی؟

ایک حرفی بات

قرآن حکیم خداوند قدوس حق سبحانہ وتعالیٰ کے وجود پر ایک حرفی کلام کرتا ہے جو ہر ایک کے دل و دماغ کے تاریک مقفل گوشوں کو کھولنے کے لئے کافی ہے۔﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْم﴾ (یعنی وہ موجود ہے، کب سے ہے اسکے لئے سن کہ جب کوئی بھی نہیں تھا وہ اس وقت سے ہے جب وقت اور زمانہ خود بھی نہ تھا وہ موجود تھا اور یہ وقت اور زمانہ اسکے بنائے ہوئے ہیں اسی لئے اسکو﴿الاول﴾ کہتے ہیں نرا﴿اول﴾نہیں کہتے۔

اگر کسی کے چار بیٹے ہوں تو وہ اول بیٹے سے پہلے کسی کو اول بیٹا نہیں کہتا حالانکہ یہ محض اول مجازی ہے کیا حقیقت ہے اس ذات کی جو اول ہی نہیں بلکہ﴿الاول﴾ ہے۔

Marfat.com

وہ کب تک ہے؟

قرآن کہتا ہے کہ جب تیرے یہ وقت اور زمانے سب ختم ہو جائینگے وہ موجود رہے گا کیونکہ یہ سب کچھ اسکے بنائے ہوئے ہیں اسی کو تو کہا ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (ہر ایک چیز کو فناء ہے اسی کے لئے بقاء ہے)۔ نیز اسی کو تو کہا ﴿وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾ (اللہ بہتر اور باقی ہے) اسی لئے قرآن کہتا ہے کہ وہ اخیر یا آخر ہی نہیں بلکہ ﴿الآخر﴾ ہے،

وہ کہاں ہے؟

قرآن کہتا ہے وہ جگہ لاؤ جہاں وہ نہیں ہے وہ ہر چیز میں ہے جہاں تو ہے وہ وہاں بھی ہے جہاں تو نہیں ہے وہ وہاں بھی ہے۔ جہاں تم متعدد ہو تیرے آخری عدد کے بعد وہ ہے، تیرے اول عدد سے پہلے بھی وہ ہے۔ چنانچہ قرآن اسکی وضاحت کرتا ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوَىٰ ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا﴾ (یعنی جب تم تین ہو چوتھا وہ ہوتا ہے، جب تم پانچ ہو تو چھٹا وہ ہوتا ہے، اگر تم پانچ سے بھی زیادہ ہو جتنے بھی ہو تمہارے عدد کے بعد وہ ہے، مثلا جب تم دس ہو تو گیارہواں نمبر اسکا بھی ہے۔

اور اگر تم کم ہو تو پہلے عدد میں اسکو شمار کرو، یعنی تین ہو تو چوتھا وہ، دو ہو تو تیسرا وہ، ایک ہو تو دوسرا وہ اگر تم میں سے ایک بھی نہ ہو تو پھر بھی وہ مو

Marfat.com

جود ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے)۔

نیز، اگر چہ تمہاری جان تمہاری نظر میں تمہارے بہت قریب ہے تو وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (یعنی ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، ق)۔

نیز، اگر تم موت کی کشمکش میں ہو تو پھر بھی وہ سب سے قریب ہے ارشا د باری تعالیٰ ہے ﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (یعنی ہم مرنیوالے کے اسکے اہلخانہ سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تمہیں نظر نہیں آتے)۔

الظاہر

وہ اتنا ظاہر ہے کہ ہر چیز کو ہر ایک چیز میں نظر آسکتا ہے بلکہ ہر ایک چیز کا وجود اسکے وجود کی وجہ سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (یعنی وہ کل کائنات کی کسی بھی واضح چیز سے زیادہ واضح ہے) اسی لئے قرآن کہتا ہے ﴿نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ﴾۔

اسی لئے قرآن کہتا ہے وہ ظاہر ہی نہیں بلکہ ﴿اَلظَّاهِرُ﴾ ہے۔

الباطن

وہ اتنا پوشیدہ اور باطن ہے کہ کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا اگر حضرت موسیٰؑ

Marfat.com

جیسے انسان بھی دیکھنا چاہیں تو جواب ﴿لَنْ تَرَانِی ﴾ (یعنی آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے)۔ اگر جناب موسیٰؑ دیدار کے لئے اصرار فرمائیں تو مقام امتحانی ہے جسکا نتیجہ ﴿فَخَرَّ مُوسٰی صَعِقًا ﴾ ہے (یعنی موسیٰؑ بیہوش ہوکر گرے)۔

جب موسیٰؑ کو انکے باطن ہونے کی کیفیت معلوم ہوئی تو موسیٰؑ کا جواب ﴿سُبْحَانَکَ ﴾ کلام حقانی ہے۔ اسی لئے قرآن نے باطن نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ ﴿ الباطن ﴾۔

اب تک معلوم ہوا کہ وجود الٰہی کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ فطرت کائنات ہے اس ذات کے وجود کا قائل ہونا۔

لطیفہ یزدانی

نحویوں کی ایک بحث ہے کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ، پھر نحویوں نے معرفہ کی سات اقسام بیان کی ہیں، پھر بحث کی کہ ان سات معرفہ میں سے سب سے بڑھکر معرفہ کون سا ہے؟ پھر اسکے دلائل بھی ہیں۔

لیکن امام سیبویہؒ تمام نحوی ابحاث سے خالی الذہن ہوکر کہتے ہیں کہ سب سے بڑھکر معرفہ اسم **اللہ** ہے۔

کہتے ہیں کہ اس قول کی بنا پر امام سیبویہؒ نے عجیب مقام حاصل کیا کسی نے انکو موت کے بعد خواب میں دیکھا سوال کیا کہ آپ کے ساتھ کیا

Marfat.com

معاملہ ہوا؟ امام سیبویہؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اس قول کی وجہ سے کہ سب سے بڑھکر معرفہ اسم **اللہ** ہے خیر کثیر پائی ہے اور میری مغفرت ہوگئی، (زرکشی ص 106)

جو انکے وجود کا بھی قائل نہیں وہ ﴿ممسوخ الفطرۃ﴾ (جسکی فطرت ختم ہوچکی ہو) ہے۔ خداوند قدوس سبحانہ وتعالی اس سے بحث ہی نہیں فرمائی نہ اسکو قابل ذکر سمجھا ہے انکے بارہ میں ایک ہی ارشاد ہے ﴿وَقَالُوْا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرِ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ یعنی- کہتے ہیں کہ صرف یہی دنیاوی زندگی اور موت ہے اور یہ صرف زمانے کا کمال ہے، انکے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں سوائے خیالات کے) یعنی انکو بے علم، جاہل، تو ہم پرست قرار دیا ہے۔

Marfat.com

اللہ کا وجود معرفت

اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ کو اگر کوئی دنیا کے اندر رہتے ہوئے دیکھنا چاہے تو محال تو نہیں لیکن ناممکن ہے کیونکہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال فرمایا ﴿رَبِّ اَرِنِیۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ﴾ (اے میرے رب میں آپکا دیدار کرنا چاہتا ہوں) فرمایا کہ اے موسی ﴿لَنۡ تَرَانِیۡ﴾ (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا) نیز ارشاد الہی ہے ﴿لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ﴾ (آنکھیں اسکا احاطہ نہیں کرسکتیں) البتہ آخرت کے اندر دیدار الہی ہوگا جو قرآن سے بھی ثابت ہے ارشاد الہی ہے ﴿وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (بہت سے چہرے اس دن اپنے رب کا دیدار کررہے ہونگے، القیامہ) نیز قرآن حکیم میں کفار کی سزا بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے رب کے دیدار سے محروم ہونگے ارشاد ہے ﴿كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ﴾ (وہ لوگ اپنے رب سے پردے میں کردئے جائینگے) یہ سزا اسی وقت بن سکتی ہے کہ جب اہل ایمان کو دیدار ہو نیز ارشاد ہے ﴿لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَةٌ﴾ اس آیت میں زیادہ سے مراد دیدار الہی ہے، نیز احادیث کے اندر اسکی تفصیل موجود ہے معلوم ہوا کہ آخرت میں دیدار الہی ہوگا لیکن دنیا میں نہیں ہوسکتا اسی لئے اہل ایمان خصوصا اولیا کرامؒ اخص الخصوص انبیاء کرام علیہم السلام کے اندر بھی سوائے حضرت موسی علیہ

Marfat.com

السلام کے (ہمارے علم کے مطابق) کسی نبی سے دیدارالٰہی کی درخواست بھی ثابت نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کا جو سوال فرمایا اسکی انتہا موسیٰ علیہ السلام کا یہ کلمہ مبارک تھا ﴿سبحانك﴾ جبکہ گذشتہ ادوار اور امتوں کے اندر یہ ہوا کہ وہ بے وقوف اپنے اپنے نبی اور رسول سے یہ سوال کرنے لگے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالیہ ہمیں دکھاؤ، دیدار کراؤ ارشاد ہے ﴿وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (ہم نہیں مانیں گے جبتک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں، البقرہ)

نیز ارشاد ہے ﴿فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کی ذات سامنے کر کے دکھاؤ، البقرہ)

نیز ارشاد ہے ﴿اَوْ نَرٰى رَبَّنَا﴾ (کافر کہتے ہیں کہ ہم اس وقت مانیں گے کہ ہمیں ہمارا رب دکھاؤ، الفرقان)

اور کبھی کہتے کہ اللہ ہم سے خود بات کیوں نہیں کرتا ارشاد ہے ﴿لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ﴾ (اللہ ہم سے خود بات کیوں نہیں کرتا)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے خبیث انسانوں کیلئے جو دنیا میں اللہ کو دیکھنا چاہتے ہیں، بات کرنا چاہتے ہیں اور اپنے آپکو اس کا اہل سمجھتے ہیں ایسے انسانوں کے لیے چار لقب عطاء فرمائے

(1) وہ جاہل ہیں ارشاد الٰہی ہے ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ﴾ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکا جواب یہ

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ یہ سوال کرنا لاعلم اور جاہل لوگوں کا کام ہے یہ کوئی نئی بات نہیں جاہل پہلے بھی ایسا سوال کر چکے ہیں، البقرہ

اگر کسی نے ہم کو پہچانا ہے تو ہماری آیات کو دیکھ لے ہم خود ہی پہچان میں آجائینگے۔

(2) متکبر ایسے لوگ جو اللہ کی معرفت انکی ذات کو دیکھ کر گفتگو کرنا چاہتے ہیں وہ متکبر ہیں انہیں اپنی حقیقت کا بھی علم نہیں ارشاد ہے ﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَٰئِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا﴾ (ہماری ملاقات سے ناامید لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اترے یا اپنے رب کو ہم کیوں نہیں دیکھ سکتے یہ سرکش اور متکبر ہیں، الفرقان)

(3) منحرف یعنی اللہ کو دیکھ کر یا بات کر کے جو پہچانا چاہتے ہیں وہ منحرف ہیں دیکھئے فرعون مصر نے حضرت موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں کہا تھا﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ﴾ (فرعون نے ہامان سے کہا کہ میرے لئے ایک قلعہ بنا اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے معبود کو دیکھنا چاہتا ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکے جواب میں ارشاد فرمایا﴿وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ﴾ (فرعون کیلئے اسکا برا عمل مزین ہوا اور راہ حق سے رکنے کا سبب بن گیا) اسی کا نام

Marfat.com

انحراف ہے۔

(4) ظالم یعنی جو اللہ کو دیکھ کر یا بات کر کے پہچاننا چاہتے ہیں وہ ظالم ہیں جیسے یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا ﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ اس مظمون کے آخر میں ارشاد فرمایا ﴿وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کر رہے تھے، البقرہ)

نیز ﴿فَقَدْ سَأَلُوْا مُوسٰى أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ﴾ (انہوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑے سوال کیے اور یہاں تک کہا کہ اللہ کی ذات ہمیں سامنے دکھلا و انکوانکے ظلم کی وجہ سے بجلی کی کڑک نے آ پکڑا، النساء)

معلوم ہوا کہ اللہ کی معرفت صرف آیات الٰہیہ سے ہوسکتی ہے نہ کہ دیکھ کر اسی لئے اہل ایمان سے کہا کہ تم ایسے سوال نہ کرنا چنانچہ ارشاد ہے ﴿أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَسْأَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ کیا تم بھی اپنے نبی سے ایسے سوال کرنا چاہتے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انکی قوم نے کیے تھے ایسے سوال کا مطلب ایمان کے بدلے کفر حاصل کرنا ہوگا) لہذا یہ سوال تم نہ کرنا

اسکے بعد صحابہ آپ ﷺ کے سامنے کسی بھی قسم کا سوال نہ کرتے بلکہ باہر سے آنیوالے اجنبی کا انتظار کرتے کہ آکر وہ سوال کرے اور ہمیں علم

Marfat.com

حاصل ہوا اس ادب رسول ﷺ کا انعام یہ ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اکثر صحابہ کی مجلس میں سب کے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سائل بنا کر بھیجا انہوں نے دین سے متعلقہ تمام سوال کر کے صحابہ کرام کو حیران کر دیا یہ دراصل اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے ادب رسول کا انعام تھا

معرفت الٰہی کا حصول

اللہ سبحانہ وتعالی کی معرفت کا حصول اس وقت ہوسکتا ہے جب دل چند عیبوں سے خالی ہو

1۔ تکبر کیونکہ متکبر کو اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی ارشاد الٰہی ہے ﴿سَاَصْرِفُ عَنْ آیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ (میں اپنی آیات سے متکبروں کو پھیر دوں گا وہ میری آیات پر غور ہی نہ کرسکیں گے، الاعراف)

2۔ ظلم ارشاد ہے ﴿وَاللّٰہُ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (اللہ ظالموں کی راہنمائی نہیں فرماتا،)

3۔ کذب ارشاد ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَایَھْدِی مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ﴾ (اللہ جھوٹے ناشکر کو راہ نہیں دیتا، الزمر)

4۔ فساد فی الارض زمین میں فساد مچانے والا)
نقض عہد رشتوں کا توڑنے والا

Marfat.com

ارشاد ہے﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ﴾ (یعنی فاسقوں کو راہ ہدایت نہیں ملتی یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد (توحید) کو توڑتے ہیں اور جن رشتوں کو ملا کر رکھنے کا حکم ہے اسے بھی توڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، البقرہ)

5۔ غافل دل﴿اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (بیشک اس میں سوچنے والوں کیلئے مقام تفکر ہے، النحل) جبکہ غفلت کی حالت میں تفکر نہیں ہوسکتا اسی لئے ارشاد ہے﴿فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (آپ غافلوں میں سے نہ بنیں، الاعراف)

6۔ جرائم اور معاصی سے خالی ہو ارشاد ہے﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (انکے دلوں پر انکے اعمال کا زنگ چڑھ چکا ہے) نیز ارشاد ہے﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِىْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (ہم انکار کی عادت مجرموں کے دل میں داخل کردیتے ہیں، الحجر)

7۔ قبولیت حق کی اہلیت سے خالی نہ ہو ارشاد ہے﴿وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ (ہم انکے دل اور آنکھیں بدل دیتے ہیں اور انکو سرکشی میں مست چھوڑ دیتے ہیں، الانعام)

Marfat.com

تین چیزوں پر غور

اللہ کی معرفت کیلئے تین چیزوں پر غور ضروری ہے۔

۱ : کون؟

یعنی کائنات ، مخلوقات اور موجودات پر غور کرنے سے معرفت الٰہیہ حاصل ہوسکتی ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿قُلِ انظُرُوا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (زمین و آسمان میں موجودات پر غور کرو، یونس)

نیز ارشاد ہے ﴿اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ (زمین و آسمان کی تخلیق میں ، رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کیلئے قدرت کے نشانات ہیں، آل عمران)

نیز ارشاد ہے ﴿اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ﴾ (یعنی آسمان و زمین کی تخلیق، رات اور دن کا اختلاف، سمندروں میں نفع بخش تجارتی سامان کولیکر نقل و حرکت میں رہنے

Marfat.com

والے کشتیاں (جہاز)　　آسمان سے برسنے والی بارش

اور بارش کے ساتھ بنجر زمین کا آباد ہونا　　زمین میں ہر قسم کی چلنے

پھرنے والی مخلوق　　اور ہواؤں کی ہلچل　　آسمان وزمین

کے درمیان بادلوں کی گرج وچمک

یہ سب عقل والوں کیلئے قدرت الہیہ کی معرفت حاصل کرنے کے نشانات ہیں۔

نیز سورہ روم آیت نمبر ۲۰ تا ۲۷ میں اہل فکر، اہل علم، اہل سمع وبصر، اہل عقل کیلئے معرفت الہیہ کے نشانات بیان کئے گئے ہیں جس کا جی چاہے غور کرے اور دنیا میں نورانیت الہی، معرفت الہی، دل سے دیدار الہی کی لذت حاصل کرے۔

۲　قرآن

قرآن پر غور کرنے، تدبر کرنے، فکر کرنے، اسکی تلاوت کرنے سے معرفت الہیہ آسانی سے حاصل ہوسکتی ہے اسی لئے تو فرمایا ﴿اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ (آسمانی کتاب کی تلاوت کا حق ادا کرنیوالے ہی اصل ایمان رکھتے ہیں) نیز ارشاد ہے ﴿اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾ (کیا انکے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے) نیز ارشاد ہے ﴿بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ (بلکہ یہ واضح آیات ہیں علم والوں کے سینوں

Marfat.com

میں) نیز ارشاد ہے ﴿ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّٰهِ ﴾ (تم کیسے کفر کر سکتے ہو جبکہ تمہیں اللہ کی آیات پڑھکر سنائی جاتی ہیں، آل عمران)

اور جو لوگ قرآن پر غور وفکر نہیں کرتے انکو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کہیں انکے دلوں پر تالے تو نہیں ارشاد ہے ﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ (یہ قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے کیا انکے دلوں پر تالے ہیں؟)

۳

انبیاء کرام اور معجزات اولیاء کرام کی کرامات

قرآن نے ان تینوں کو آیات کہا ہے ارشاد ہے ﴿ وَفِي الْاَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴾ (زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے نشانات ہیں الذریات ﴾ نیز ﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، یوسف ﴾ (آسمان وزمین میں کتنی ہی قدرت کی نشانیاں ہیں) نیز ﴿ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ، یس ﴾

معجزات

﴿ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهُ، آل عمران ﴾

﴿ اقتربت الساعة، القمر ﴾

﴿ وان يروا اية يعرضوا، القمر ﴾

Marfat.com

﴿ویاقوم هذاناقة الله، هود﴾

﴿ورسولا الی بنی اسرائیل ، آل عمران﴾

ان آیات میں معجزات کو اللہ کی قدرت کا نشان فرمایا گیا ہے ہم نے اختصار سے کام لیا ہے آپ قرآن کریم سے دیکھ لیں۔

نیز اولیاء کی کرامات بھی قدرت کا نشان ہیں دیکھئے حضرت مریم کا تذکرہ قرآن میں

نیز حضرت ذوالقرنین کے کارنامے اور دنیا کے تین سفر

اصحاب کہف کا واقعہ

نیز صاحب یٰس کا قصہ سورۃ یٰس میں ان کا ذکر ہے

(تفصیل کیلئے دیکھئے عثمانی اور ابن کثیر اور دیگر تفاسیر)

عظمت الٰہیہ

مسلم کے دل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیساتھ انتہائی درجہ کی عظمت ہونا چاہئے اسی عظمت کا نام ایمان ہے اسکا بیج سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر انسان کے دل میں کاشت فرمایا لیکن جن کا دل بنجر زمین کی شکل میں تھا وہ محروم ہوئے اور جنکا دل زرخیز زمین کی شکل میں تھا وہ نصیب بنا گئے ارشاد الٰہی ہے ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ﴾ (اور جو شہر پاکیزہ ہے اسکا پھل نکلتا ہے اسکے رب کے حکم سے اور جو

Marfat.com

خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر ناقص، الاعراف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے دل میں اللہ کی عظمت پر اعتماد بٹھایا، اللہ سبحانہ وتعالی سے مانوس ہونا سکھایا اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے گردن جھکانا سکھایا جب صحابہ اس پر عمل پیرا ہوئے تو کل کائنات پر شرف حاصل کر گئے اگرچہ کوئی صحابی نیکیوں کی گنتی کے اندر کسی دوسرے مسلمان سے کم بھی ہوسکتا ہے لیکن قرب الہی میں کل کائنات پر سابق فائق ہے بقول حضرت علی رضی اللہ کہ کچھ لوگ نماز روزہ حج زکوۃ اور صدقہ میں تو کسی سے زیادہ نہ ہونگے لیکن جنت میں سب سے آگے ہونگے اللہ کی معرفت اور خوف کی بناء پر۔

حضرت ابوبکر صدیق اور عظمت الہی

ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نماز روزہ کی گنتی میں ساری امت سے آگے نہ ہونگے لیکن توحید اور ایمان میں سب سے آگے تھے موت کے وقت کسی نے کہا طبیب بلاتے ہیں انہوں نے کہا طبیب مجھے دیکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے ﴿اِنِّی فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ (میں جو چاہوں کرسکتا ہوں، البروج)

حضرت عمر بن خطاب اور عظمت الہی

چہرے کے اوپر رونے کی وجہ سے دو خط بن چکے تھے خوف اور عظمت الہی کی وجہ سے کسی قاری کو ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (تیرے رب کا عذاب پڑ کر رہے گا) پڑھتے سنا بے ہوش ہو کر کتنے دن بیمار رہے اور کہا

Marfat.com

کرتے تھے اگر میں رات کو سویا تو اللہ کا حصہ ضائع ہوا اور اگر دن کو سویا تو عوام کا ضائع ہو جائیگا۔

موت کے وقت بیٹے سے کہتے ہیں میرا چہرہ زمین پر رکھ دو شاید مالک رحم فرمادے۔

ایک دن چرواہے کو دیکھا کہا کہ ایک بکری ہمیں بیچ دے اس نے کہا کہ بکریاں میری نہیں فرمایا مالک کو کہنا بھیڑیا کھا گیا چرواہے نے کہا کہ ﴿فاین اللہ﴾ یعنی پھر اللہ کہاں ہے؟ اپنی داڑھی پکڑی اور کہتے رہے ﴿ای واللہ فاین اللہ ای واللہ فاین اللہ﴾ (اللہ کی قسم اللہ کہاں ہے، اللہ کی قسم اللہ کہاں ہے)

حضرت عثمان بن عفان اور عظمت الٰہی

آپ نے اپنے رب کی عظمت اور حیا کی بناء پر کبھی کھڑے ہو کر غسل نہ فرمایا ہمیشہ بیٹھ کر کرتے کوئی تعجب کی بات نہیں جناب سیدنا عثمان سے تو فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں صادق و مصدوق ذات کا فرمان برحق ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت علی اور عظمت الٰہی

سب سے زیادہ روزہ دار، تہجد گزار، شاہ سوار، رات کے راہب ایک دن فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے غمزدہ تھے طلوع آفتاب ہوا تو داڑھی مبارک کو پکڑا روتے رہے اور صحابہ کا زمانہ یاد فرمایا۔

حضرت ابی بن کعب اور عظمت الٰہی

Marfat.com

ایک دفعہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھکر سناؤں حضرت ابی بن کعب عظمت الٰہی کی بناء پر کانپ گئے اور عرض کیا میرے رب سبحانہ وتعالی نے میرا نام لیا ہے؟

حضرت بلال اور عظمت الٰہی

انکا دل نور توحید سے منور تھا دل جلال وعظمت الٰہی سے لبریز تھا ہر عظیم چیز حقیر تھی ہر عذاب وسزا کو میٹھا سمجھتے تھے آگ کی چٹانوں پر بھی لیٹ کر نعرہ تھا احد احد احد پھر انہیں انعام ملا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس توحید کے چشمہ شہد کے انداز پر اپنی واحدانیت کو بیان فرمایا ارشاد ہے ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پھر سورۃ کے آخر میں دوبارہ اسی لفظ کو دہرایا ﴿ولم یکن لہ کفوا احد﴾ بلال کا احد دیکھئے اور اللہ سبحانہ وتعالی کا احد دیکھئے کس قدر مماثلت ہے۔

حضرت خباب بن ارت اور عظمت الٰہی جتنی تکالیف بڑھتی اتنا ہی صبر استقامت قوۃ ایمان اور یقین بڑھتا رہا۔

حضرت خالد بن ولید اور عظمت الٰہی

ایک جنگ میں لشکر اسلام صرف چند بندے تھے کفار کثیر تعداد میں تھے کسی نے شکوہ کیا تو جواب دیا کہ ہم ﴿باللہ للہ﴾ (یعنی اللہ کی مدد کے ساتھ صرف اللہ ہی کیلئے) لڑتے ہیں انکے ساتھ روئے زمین کے تمام انسان بھی جمع ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن حزام اور عظمت الٰہی

آپ غریب انسان تھے ذات الہ الحق کیلئے قربان کرنے کو کچھ نہ ملا تو انکی محبت، جلال و تعظیم میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور ایسا پیش کیا کہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سبحانہ تعالی نے کبھی کسی سے بے حجاب گفتگو نہ فرمائی لیکن عبداللہ رضی اللہ کیساتھ بغیر پردے کے گفتگو فرمائی وہ بھی اس طرح کہ وہ اپنے رب سبحانہ وتعالی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور رب سبحانہ وتعالی انکو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

حضرت ابودحداح اور عظمت الٰہی

جب ذات الہ الحق نے ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ کا حکم نازل فرمایا تو اس دور میں ایک باغ جسکے اندر 600 درخت تھے بیرحاء جسکا نام تھا قربان کر دیا اور اپنی بیوی کے پاس جا کر کہا اے ام دحداح باغ سے نکل جاؤ یہ میں نے اپنے رب کو قرض دیدیا ہے

حضرت عروۃ بن زبیر اور عظمت الٰہی نماز کی حالت میں ٹانگ کاٹی گئی پتہ ہی نہ چلا۔ کسی سفر میں ایک بیٹا مر گیا کیا کہتے ہیں اے اللہ میرے چار اعضاء تھے دو ہاتھ دو پیر ایک تو نے لے لیا اب تین باقی ہیں میرے سات بیٹے تھے ایک تو نے لے لیا 6 باقی ہیں ﴿فلك الحمد على ما اعطيت ولك الشكر على ما ابقيت﴾ (جو تو نے دیا اس پر بھی تیری حمد اور جو تو نے باقی رکھا اس پر تیرا شکر ہے

Marfat.com

حضرت امام ابن ابی ذئب اور عظمت الٰہی

مہدی بادشاہ تھا (ہارون رشید کا باپ) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر آیا امام ابن ابی ذئب بیٹھے ہوئے تھے تمام لوگ اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے یہ نہ کھڑے ہوئے لوگوں نے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ امیر المؤمنین آئے ہیں انہوں نے کہا ﴿یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، المطففین﴾ کھڑا رب العالمین کیلئے ہوا جاتا ہے مہدی انکی بات سنکر کانپ گیا اور کہا کہ انکو رہنے دو انکی بات کی وجہ سے میرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری اور عظمت الٰہی

آپ نے ایک دن بیت اللہ کا طواف فرمایا اور مقام ابراھیم کے پاس دو رکعت پڑھنے کیلئے سر آسمان کیطرف اٹھایا خوف عظمت وجلال ھیبت سبحانہ وتعالی کی بناء پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

اللہ محبوب ہوتا ہے

ہر انسان اللہ سبحانہ وتعالی سے محبت کا دعوی کرتا ہے لیکن ہم غور کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے کلام مجید میں انکی نشانیاں بتائی ہیں غور کیجئے چند نشانیوں پرتا کہ آپ کو علی وجہ البصیرۃ معلوم ہو جائے کہ واقعی آپ اللہ سبحانہ وتعالی کے محبّ ہیں یا نہیں۔

Marfat.com

نمبر۱: اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سی محبت کرنے والا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کرے گا ارشاد الٰہی ہے ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ﴾ (فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری اتباع کرو جسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم محبّ سے محبوب بن جاؤ گے)

محبت الٰہی دل کی حیات (زندگی) ہے، روح کی جنت ہے، نفس کا سرور ہے، آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، دنیا وآخرت کی سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔

نمبر۲: ایمان والوں پر مہربان محبت الٰہی کی دوسری نشانی یہ ہے کہ ایمان والوں پر مہربان، شفقت کرنے والا اور کفار پر سخت ہو

ارشاد الٰہی ہے ﴿فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ (اللہ ایسی قوم لائیگا جن سے اللہ محبت کرے وہ اللہ سے محبت کرتے ہونگے (جنکی نشانی یہ ہوگی) ایمان والوں کے لئے مہربان کفار پر سخت)

امام عطاءؒ فرماتے ہیں انکی نشانی یہ ہوگی کہ مؤمن کے لئے تو ایسے ہیں جیسے ماں کے لئے بیٹا ہوتا ہے اور کافر کے لئے ایسا جیسے شیر اپنے شکار پر۔

نمبر۳: جہاد فی سبیل اللہ تیسری نشانی محبت الٰہی کی یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں ارشاد ہے ﴿يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (یعنی اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں)

Marfat.com

نمبر۴: ملامت کی پرواہ نہ کرے چوتھی نشانی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی فکر نہیں رکھتے، ارشاد ہے ﴿وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ (یعنی وہ ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے)

نمبر۵: قرب الٰہی کا متلاشی پانچویں نشانی یہ ہے کہ قرب الٰہی کا متلاشی ہو کہ کسی بھی عمل صالح کے ساتھ مجھے قرب الٰہی حاصل ہو جائے ارشاد الٰہی ہے ﴿يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾ (یعنی وہ اپنے رب کا قرب چاہتے ہیں، الاسراء)

نمبر۶: رحمت الٰہی کا امیدوار ہو ارشاد ہے ﴿وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ﴾ (اور اسکی رحمت کے امیدوار ہیں)

نمبر۷: خوف عذاب رکھتا ہو ارشاد ہے ﴿وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ﴾ (اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔ (الدین الخالص ج ۱/۲)

اسباب محبت

حضرت ابوبکر کنانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ اہل اللہ اور انکے درمیان حضرت جنید بغدادی بھی تھے دوران گفتگو محبت الٰہیہ کا سلسلہ چل نکلا مشائخ نے قرب الٰہی پر کلام کیا حضرت جنید عمر کے اندر سب سے چھوٹے تھے علماء نے ان سے بھی کہا اے عراقی تیرے پاس کچھ ہے

Marfat.com

تولا، انہوں نے سر جھکایا آنسو بہاتے ہوئے فرمایا محبّ وہ ہوتا ہے جو فنافی اللہ ہو، دائمی ذکر الہی کے اندر مستغرق ہو، حقوق کی ادائیگی پر قائم ہو، دل سے متوجہ الی اللہ ہو، ہیبت اور جلال الہی نے اسکا دل جلا رکھا ہو، آنسوں کا گھونٹ پی رکھا ہو، جلال و ہیبت کے پردے اسکی حیاء کے سامنے کھل چکے ہوں، اگر کلام کرے تو اللہ کی، بات بولے، حرکت کرے تو اللہ کی طرف سے حرکت کرے، امر الہی سے سکون حاصل کرے، چاہت کرے تو معیت الہی سے کرے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ باللہ رہتا ہو عن اللہ رہتا ہو مع اللہ رہتا ہو، اس پر اہل اللہ رونے لگے اور مزید کلام کا مطالبہ فرمایا جس پر تاج العارفین نے فرمایا کہ محبت کے دس (۱۰) اسباب ہیں۔

نمبر۱: قرآۃ قرآن تجوید اور فہم معانی کے ساتھ ہو

نمبر۲: قرب الہی فرائض نوافل کے ساتھ ہو

نمبر۳: دل، زبان، عمل صالح اور اپنے حال کے ساتھ ہر وقت ذاکر الہی ہو

نمبر۴: اللہ سبحانہ وتعالی کی مرضی کو خواہش کے وقت اپنی مرضی پر ترجیح دے

نمبر۵: دل سے اسماء الہی، صفات الہی اور مشاہدہ حق کا خیال رکھے

نمبر۶: اسکے احسانات ظاہری اور باطنی نعمتوں کا ہر وقت

Marfat.com

دھیان رکھے۔

نمبر۷: سب سے بہتر سبب یہ ہے کہ دل سے اسکے سامنے ہروقت عاجزی کا اظہار رکھے

نمبر۸: مشاہدہ ذات الہی اور اسکی کتاب کی تلاوت جلوت وخلوت میں رکھے آخر میں استغفار کرے

نمبر۹: اہل اللہ سے محبت رکھے انکے کلام سے پھل چنتا رہے

نمبر۱۰: جو چیز بھی اللہ سبحانہ وتعالی اور دل کے درمیان حائل ہو اس سے دور رہے

الہ الا اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ تکبر کرتے تھے، بحوالہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مصنفہ شریف حمدان)

اللہ سبحانہ وتعالی کا عرش

اس سے مقصود یہ نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی عرش پر ٹھہرے ہوئے ہیں بلکہ یہ عرش خود انکی مخلوق ہے عرش کی نسبت انکی طرف تعظیم کیلئے ہے جیسے بیت اللہ اور کرسی کی نسبت. البتہ قرآن حکیم کے اندر استوی علی العرش کا ذکر موجود ہے اور متعدد بار ہے۔ اہلسنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی بلا مکان بغیر جہت، بغیر حد اور بغیر کیفیت کے عرش پر قائم ہیں جیسے انکی شان ہے یہ عرش عظیم انکا جلوہ گاہ ہے۔ عرش اللہ سبحانہ وتعالی کو اٹھائے ہوئے نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالی کی قدرت عالیہ عرش کو

Marfat.com

تھامے ہوئے ہے عرش کے بننے سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالی جس شان، عظمت وجلال کے ساتھ تھے اسی شان، جلال وعظمت کے ساتھ عرش کے بننے کے بعد بھی ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

خالق عالم زعالم برتراست (عالم کا پیدا کرنیوالا عالم سے اوپر ہے (معارف القرآن کاندھلوی)

قرآن حکیم کے اندر ﴿استوی علی العرش﴾ کا ذکر سات جگہ پر ہے۔ علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں کہ لغت کے اندر عرش بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں اور شریعت کے اندر عرش سے مراد ایسا تخت ہے جسکے پائے بھی ہیں اور اسکو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں یہ عرش آسمانوں کے اوپر چھتری نما ہے عرش کے پائے ہونیکی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ایک یہودی کو مسلمان کے تھپڑ مارنے کا ذکر ہے اسکے آخر میں یہ الفاظ ہیں ﴿فاذا انا بموسی علیہ السلام آخذ بقائمة من قوائم العرش﴾ (یعنی موسی علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے کھڑے ہونگے، بخاری ومسلم)

فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں ارشاد الہی ہے ﴿اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهٗ﴾ (یعنی وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، الزمر) ایک حدیث میں ارشاد ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے آپ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیوں سے ایک قبہ کی شکل بنا کر سمجھایا کہ وہ اسطرح ہے، روح المعانی)

Marfat.com

اس ذات کے عرش کا تصور شریعت اسلامیہ سے قبل بھی لوگوں کے ذہنوں میں موجود تھا۔

امیہ بن ابی الصلت زمانہ جاہلیت کا شاعر ہے وہ کہتا ہے

مجدوا الله فهو للمجد اهل ربنا فی السماء امسی کبیرا

باالبناء العالی بهر الناس وسوی فوق السماء سریرا

شرجعا لا ینا له طرف العین تری حوله الملائك صورا

ترجمہ: اللہ کی حمد بیان کر کہ وہ حمد کے لائق ہے ہمارا رب آسمانوں پر ہے سب سے بلند عظمت والا ہے تمام کائنات سے عالی ہے آسمانوں کے اوپر ان کا تخت ہے اتنا بلند بالا ہے کہ مخلوق کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی اسکے اردگرد فرشتے ہیں۔

دنیا میں کسی واقعہ کے پیش آنے پر عرش الٰہی جھوم بھی پڑتا ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے حضرت سعد کی موت پر اللہ سبحانہ وتعالی کا عرش حرکت میں آگیا تھا ﴿اهتزله عرش الرحمن﴾ (یعنی انکی موت پر عرش الٰہی حرکت میں آگیا)۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان استوی علی العرش معلوم ہے کیفت غیر معقول ہے اسکا اقرار ایمان۔ ہے اور انکار کفر ہے، روح المعانی)

ربیعہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ استوی علی العرش معلوم ہے کیفیت غیر معقول ہے اللہ کے ذمہ رسول بھیجنا ہے اور رسولوں کے ذمے پیغام پہنچانا ہے ہمارے ذمہ قبول کرنا ہے، روح المعانی)

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالی کے عرش کے بارے میں مخلوق اسکی حقیقت معلوم نہیں کرسکتی البتہ صفات جان سکتی ہے،روح المعانی)

عرش کہاں؟

اللہ سبحانہ وتعالی کا عرش زمین وآسمان بننے سے پہلے پانی پر تھا ارشاد الہی ہے﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ (اللہ کا عرش پانی پر تھا، ہود)

حضرت کعب فرماتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے ایک سبز رنگ کا موتی پیدا کیا پھر اس پر نظر جلال ڈالی وہ پانی بن کر کانپنے لگا پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے ہوا کو پیدا فرمایا اور پانی کو ہوا کے گرد رکھا پھر عرش کو پانی پر رکھا (خازن، ہود)

ربیع بن انس کی روایت میں ہے کہ پہلے اللہ سبحانہ وتعالی کا عرش پانی پر تھا جب اللہ سبحانہ وتعالی نے آسمان اور زمین کو بنایا تو اس پانی کو تقسیم فرمایا نصف پانی کو عرش کے نیچے رکھا اسی کو قرآن میں﴿وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ﴾فرمایا گیا ہے اسی کے پانی کے قطرے شبنم کی طرح قبروں پر برسینگے اس سے مردوں کے جسم کھڑے ہونگے ۔ پانی کے دوسرے نصف حصے کو زمین کے نیچے رکھا،روح المعانی، ہود)

عرش سرخ رنگ کے موتی سے بنا ہے جسکی شان رب ہی جانتا ہے (ابن کثیر، ہود)

وہب کہتے ہیں کہ عرش نور الہی سے بنا ہوا ہے (ابن کثیر، یونس)

بعض علماء کہتے ہیں کہ عرش الہی سبز رنگ کا موتی ہے۔

Marfat.com

ایک حدیث کے اندر ارشاد مبارک ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے اسکی گہرائی اور اونچائی دو آسمانوں کے فاصلہ کے برابر ہے پھر اس سمندر کے اوپر اوعال (بکرا نما مخلوق) عرش الٰہی انکے سینگ پر ہے یا پشت پر یہ اتنے بڑے ہیں انکے کھر اور کندھوں کا درمیانی فاصلہ دو آسمانوں کی مسافت کے برابر ہے انکی پشت پر عرش الٰہی ہے اس عرش کی اونچائی دو آسمانوں کی مسافت کے برابر ہے (روح البیان)

عرش الٰہی کی بلندی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ عرش الٰہی اور اسکے اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان

- ۷۰ ہزار پردے ہیں پانی کے
- ۷۰ ہزار پردے ہیں آگ کے
- ۷۰ ہزار پردے ہیں سفید موتی کے
- ۷۰ ہزار پردے ہیں برف کے
- ۷۰ ہزار سرخ یاقوت کے
- ۷۰ ہزار پردے ہیں سبز زبرجد کے
- ۷۰ ہزار تاریکی کے (اللہ اکبر)
- ۷۰ ہزار نور کے

کسی نے آج تک بیہوش ہونے کے ڈر سے عرش الٰہی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا (روح البیان)

حملۃ العرش

عرش الٰہی کو اٹھانیوالے فرشتے ابھی انکی تعداد ۴ ہے قیامت کے دن انکی تعداد آٹھ ہوگی۔ ابھی جو چار فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں ان

Marfat.com

میں سے ایک کی شکل مرد کی ہے دوسرے کی شکل شیر کی ہے تیسرے کی شکل بیل کی ہے چوتھے کی شکل شاہین کی ہے (مظہری)

ان فرشتوں کی تسبیح چار کہتے ہیں ﴿سبحنك اللـه وبحمدك لك الحمد على حلمك بعد علمك﴾ (اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں کہ سب کچھ جاننے کے باوجود تیرا حلم اور بردباری غالب ہے)

چار فرشتے کہتے ہیں ﴿سبحنك الله وبحمد ك لك الحمد على عفوك على قدرتك﴾ (تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں قدرت کے باوجود معاف کرتا ہے، خازن)

فضائل امت توحید

قرآن حکیم کے اندر ﴿لااله الاالله محمد رسول الله﴾ والی امت کو تیس ایسی صفات عطاء فرمائی گئی ہیں جن میں سے ۱۰ ابراہیم علیہ السلام والی صفات ہیں اور ۱۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہیں اور ۱۰ آپ ﷺ کی ہیں

اس لحاظ سے یہ امت توحید حضرات ابراہیم، حضرت موسیٰ، جناب سید کونین ﷺ کی صفات کا مجموعہ ہے۔

صفات خلیلی		امت توحید کیلئے
ابراہیم علیہ السلام مجتبیٰ تھے	﴿اجتبه﴾	﴿هواجتبكم﴾
ابراہیم علیہ السلام مصطفیٰ تھے	﴿ولقداصطفينه﴾	﴿اصطفينا من عبادنا﴾
ابراہیم علیہ السلام صالح تھے	﴿ باالصالحين، شعراء﴾	﴿عبادى الصالحون، انبياء﴾
ابراہیم علیہ السلام صراط مستقیم پر تھے	﴿الى صراط مستقيم، نحل﴾	﴿الى صراط مستقيم، انبياء﴾
ابراہیم علیہ السلام پر سلام	﴿سلام على ابراهيم﴾	﴿سلام عليكم، الرعد﴾

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام مؤمن تھے ﴿من عبادنا المؤمنین﴾ ﴿قل لعبادی الذین آمنوا، الزمر﴾

ابراہیم علیہ السلام توبہ کرنیوالے تھے ﴿تب علینا، البقرہ﴾ ﴿یتوب الله علی المؤمنین﴾

ابراہیم علیہ السلام مقبول تھے ﴿تقبل منا، البقرہ﴾ ﴿نتقبل منهم، الاحقاف﴾

ابراہیم علیہ السلام کو مبارکباد ملی ﴿بشرناه، الصافات﴾ ﴿وبشر الذین آمنوا، البقرہ﴾

صفات کلیمی — امت توحید کیلئے

موسیٰ علیہ السلام کا شرح صدر ﴿اشرح لی صدری، طه﴾ ﴿افمن شرح الله صدره، الزمر﴾

موسیٰ علیہ السلام کیلئے یسر (آسانی) ﴿یسرلی امری، طه﴾ ﴿یرید الله بکم الیسر، البقرہ﴾

موسیٰ علیہ السلام پر احسان ﴿ولقد مننا علی موسی، الصافات﴾ ﴿لقد من الله علی المؤمنین، آل عمران﴾

موسیٰ علیہ السلام کیلئے معیت الٰہی ﴿ان معی ربی﴾ ﴿ان الله مع الذین اتقوا﴾

موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت ﴿قد اجیبت دعوتکما﴾ ﴿ویستجیب الذین آمنوا﴾

موسیٰ علیہ السلام غالب و عالی ﴿انك انت الاعلی، طه﴾ ﴿انتم الاعلون، آل عمران﴾

موسیٰ علیہ السلام منبع محبت ﴿القیت علیك محبة منی﴾ ﴿سیجعل لهم الرحمن ودا، مریم﴾

موسیٰ علیہ السلام کو امن ﴿انك من الآمنین، قصص﴾ ﴿اولئك لهم الأمن، انعام﴾

موسیٰ علیہ السلام کیلئے مغفرت ﴿فغفرله، قصص﴾ ﴿یغفر الذنوب جمیعا، الزمر﴾

صفات حبیبی (ﷺ) — امت توحید کیلئے

آپ ﷺ پر تنگی نہیں ﴿مان کان علی النبی من حرج﴾ ﴿ماجعل علیکم فی الدین من حرج﴾

آپ ﷺ کے گناہ معاف ﴿لیغفرلك، الفتح﴾ ﴿یغفرلکم، آل عمران﴾

آپ ﷺ کیلئے صراط مستقیم ﴿ویهدیك صراطا مستقیما، الفتح﴾ ﴿لهادی الذین آمنوا الی صراط مستقیم، حج﴾

آپ ﷺ کیلئے اتمام نعمت ﴿ویتم نعمته علیك، الفتح﴾ ﴿اتممت علیکم نعمتی، البقرہ﴾

آپ ﷺ کی نصرت ﴿وینصرك الله، الفتح﴾ ﴿نصر المؤمنین، روم﴾

آپ ﷺ کیلئے ثابت قدمی ﴿لولا ان ثبتنك، بنی اسرائیل﴾ ﴿یثبت الله الذین آمنوا﴾

آپ ﷺ کیلئے رضا ﴿یعطیك ربك فترضی، ضحی﴾ ﴿مدخلا یرضونه﴾

آپ ﷺ کیلئے شرح صدر ﴿نشرح لك صدرك، الانشراح﴾ ﴿یشرح صدره﴾

آپ ﷺ کیلئے نہ ختم ہونیوالا اجر ﴿ان لك لاجرا غیرممنون، القلم﴾ ﴿فلهم اجر غیرممنون﴾

Marfat.com

آپ ﷺ گواہ ﴿علی هؤلآء شهیداء النساء﴾ ﴿لتکونوا شهداء علی الناس، البقره﴾
آپ ﷺ پر اللہ اور فرشتوں کی صلوات ﴿ان اللـــه وملـئـکتــه یصلـون علـی النبی، الاحزاب﴾ (اللہ اور اسکے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں
﴿هو الذی یصلی علیکم وملئکته﴾ (اللہ اور اسکے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں، الاحزاب)

سرورِ کونین ﷺ اور توحید

آپ ﷺ نے زندگی کے ہر حال اور کیف میں کلمہ توحید سے زبان کو تر رکھا ہے اگر کسی کو کسی جگہ کا حاکم بنا کر بھیجا تو اسے بھی کلمہ توحید کی دعوت دینے کا پہلے حکم دیا۔
آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو سب سے پہلے حکم دیا کہ انکو کلمہ توحید کی طرف دعوت دینا اگر اسکو قبول کرلیں تو پھر باقی اعمال کی طرف دعوت دینے کا حکم فرمایا، بخاری کی حدیث میں ارشاد ہے ﴿فلیکن اول ما تدعوهم الی ان یوحد والله﴾ (یعنی سب سے پہلے انکو توحید کی دعوت دینا)

توحید اللہ کا حق ہے

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے سوال فرمایا کہ اے معاذ! تجھے معلوم ہے اللہ کا بندوں پر حق کیا ہے حضرت معاذ نے عرض کی اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ توحید پر قائم رہیں بخاری ج ۲)

Marfat.com

توحید ثلث قرآن

غور کیجئے سورۃ الاخلاص جو کہ کلمہ توحید کا خلاصہ ہے اسکو توحید کے بیان کی بنا پر ہی قرآن کا تہائی فرمایا گیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے ﴿انه لتعدل ثلث القران﴾ (یہ تہائی قرآن کے برابر ہے، بخاری)

توحید سے محبت

ایک آدمی نماز کی ہر رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھا کرتا تھا دربار نبی ﷺ میں اسکی شکایت ہوئی اس سے تحقیق فرمائی تو اس نے کہا مجھے اس سورۃ سے محبت ہے کیونکہ اس میں رحمٰن سبحانہ وتعالی کی صفت ہے آپ نے فرمایا کہ اس آدمی کو بتاؤ اللہ سبحانہ وتعالی اس سے محبت کرتے ہیں، بخاری ج ۲)

ضرورت رسول

اللہ سبحانہ وتعالی نے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا اور اپنی نسبت مخلوقات پر اسکو فضیلت دی ہے کائنات کے خزانوں سے فائدہ نفع اٹھانے کے لئے اسکو عقل عطا فرمائی ہے اسکی عقل کی وجہ سے انسان کل کائنات سے ممتاز ہے اسی عقل کیوجہ اسکو خلافت ارضی کا اہل بنایا گیا ہے۔

اس کائنات میں ہر انسان کو دوسرے انسان کی محتاجگی ہے مثلاً صانع محتاج ہے کھیتی باڑی والے کا کھیتی والا صانع کا پھر ان دونوں کو محتاجگی ہے تاجر کی تاجر محتاج ہے مزدور کا مزدور مال والے کا جاہل عالم کا، اسی طرح اجتماعی

Marfat.com

نظام دوسرے اجتماعی نظام کا محتاج ہے۔
اس طریقہ سے اللہ سبحانہ وتعالی نے کل کائنات انسانی کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے تا کہ مصلحت عامہ پوری ہو سکے۔
غور کیجئے انسان اکیلا تنہا بغیر کسی احتیاج کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ اجتماعی نظام کا محتاج ہے لہذا انسان کے اندر احتیاجگی ہے پھر غور کیجئے انسان صرف عقل کا نام نہیں کہ اپنی عقل سے سب کچھ کرے گا بلکہ انسان کے اندر عقل کے ساتھ چند قوتیں اور بھی ہیں مثلا قوۃ شہوانیہ ہے یہ قوۃ شہوانیہ اگر حد اعتدال سے بڑھ جائے تو اسکے اندر حرص لالچ پیدا ہو جاتا ہے جسکی بنا پر یہ حصول مال میں افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے۔
نیز اسکے اندر قوۃ غضبیہ یعنی غصہ والی کیفیت ہے جسکے بڑھ جانے سے انسان کے اندر قتل غدر ظلم شر وایذا کا ملکہ پیدا ہوتا ہے لہذا انسان صرف اپنے عقل کے زور پر کچھ نہیں کر سکتا۔
اس لئے اس انسان کی عقل کے اندر فکر ونظر کی طاقت رکھی گئی ہے جسکی بناء پر یہ سوچ سکتا ہے اس زندگی کے علاوہ ایک اور زندگی بھی ہے جس میں جا کر انسان کی سعادت اور بدبختی کا فیصلہ ہونا ہے اگر دنیا کی زندگی میں رہ کر خیر کی تو نتیجہ سعادت کی شکل میں پیدا ہوگا وگرنہ شر اور شقاوت کا ہوگا۔
اس عالم کی معرفت کے لئے عقل کافی نہیں بلکہ اسکے لئے خدائی رہنمائی

Marfat.com

کی ضرورت ہے شرع سماوی ضروری ہے اور اس تشریع کا حق اگر ہرانسان کو دیدیا جائے تو شرعی نظام کا کوئی فائدہ باقی نہ رہے گا جس طرح کہ دنیاوی نظام کے اندر اگر ہر کوئی خلیفہ بن جائے تو دنیاوی نظام فنا ہو جائے گا۔

لہذا اس شرعی نظام کیلئے ایسے افراد مقرر فرمائے گئے ہیں جو نفس کی پاکیزگی، فطرۃ کی بلندی، تزکیہ، اصول تربیت اور آداب مکارم اخلاق، محاسن افعال کے اندر کل کائنات انسانی کے اندر ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

جنکے اندر صدق کامل اور امر خالق کی تبلیغ کامل، فطانت کامل، امانت و عصمت کامل، حتی کہ انکا ظاہر و باطن ہر قباحت سے پاک ہوتا ہے انکے بدنی اعضاء ایسے نقص اور عیب و بیماری سے پاک ہوتے ہیں جس سے انسانوں کو نفرت ہو۔ ہر کامل صفت کے اندر وہ تمام نوع انسانی کے اندر ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں جسکی بنا پر انکے اندر وحی کو اخذ کرنیکی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کبھی براہ راست ذات الہی سے کبھی بواسطہ فرشتہ، کبھی بواسطہ الہام۔

یہ افراد انبیاء کرام ہیں جو کہ انسانوں کے اندر ایسا مقام رکھتے ہیں جیسا کہ روح کا مقام ہے جسم کے اندر جس طرح جسم بغیر روح کے باقی نہیں رہ سکتا

اسی طرح کمال انسانیت انبیاء کرام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا۔

Marfat.com

لہذا جس ذات پر قطب عالم کا مدار ہے جو ذات مرکز کمال انسانیت ہے
اس ذات کو رسول کہتے ہیں
جسکی اتباع واطاعت سے کل کائنات کا نظام باقی رہ سکتا ہے
اور جس ذات کی اطاعت کے ترک ہو جانے سے نظام عالم کی تباہی ہے

جس ذات کے ذریعہ خیر و شر کے درمیان فرق معلوم ہو
اور جس ذات کے ذریعہ ہدایت وضلالت کا فرق واضح ہو
جس ذات کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق ہو
جس ذات کے ذریعہ کفر وایمان کی تفصیلات معلوم ہوں
جس ذات کے ذریعہ جنت وجہنم کی تفصیلات معلوم ہو
جس ذات کے ذریعہ معرفت الہیہ حاصل ہو
جس ذات کے ذریعہ خشیت وخوف انابت رجوع تقوی وتوکل پیدا ہو
جس ذات کی وجہ سے انسان کی قوۃ شہوانیہ اور قوۃ غضبیہ اعتدال پر آئے
جس ذات کی وجہ سے دلوں کو حیات ملے
جس ذات کی وجہ سے ظلماۃ سے نور کی طرف رہنمائی ہو
جس ذات کی وجہ سے کل کائنات غلامی سے نکلے اور ایک ذات واحد احد صمد غنی سبحانہ وتعالی کی غلامی حاصل ہو
یہ منصب مجاہدات، ریاضتوں اور عباداتوں سے نہیں بلکہ یہ خاص فضل وعنایت الہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

جب دوسرے انسان نبی اور رسول کے اس منصب عظیم پر فائز ہونے پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنا نام سامنے لاتے ہیں یا کسی اور کا قادر مطلق کیطرف سے ایک خاموش کن جواب دیا جاتا ہے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (یعنی اللہ بہتر جانتا ہے کہ منصب رسالت کو کس کو عطا کرنا ہے (الانعام)

انبیاء اور رسل

انسانوں میں ہر قسم کا انسان ہوتا ہے مثلا خوبصورت، بدصورت، اندھا، کانا معذور وغیرہ لیکن انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں کے اندر ایسے افراد ہیں جو ان تمام نقائص بدنیہ سے پاک ہوتے ہیں گویا انبیاء اور رسل علیہم السلام کا ظاہری کمال بھی کل مخلوقات سے افضل ہوتا ہے اسی لئے ارشاد ہے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے منصب نبوت اور رسالت کہاں عطاء کرنی ہے) معلوم ہوا کہ نبی اور رسول ظاہری کمالات میں بھی کامل اور اکمل ہوتا ہے اور کامل انسان ہر قسم کے نقص سے پاک ہوتا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ (وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا) یہاں انسان سے مراد انسان کامل حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ نیز ارشاد ہے ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (انسان کو وہ سکھلایا جو وہ جانتا نہ تھا) یہاں انسان سے مراد انسان کامل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

ذات عالیہ ہے، نیز ارشاد ہے﴿وَكُلًّا فَـضَّـلْـنَـا عَـلَـى الْعَالَمِيْنَ﴾ (ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر فضیلت بخشی)
غور کیجئے! حضرت موسی پر یہودیوں نے خصیوں کی کسی بیماری کا الزام لگایا اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت موسی کی اس بیماری سے برأت کا اعلان فرمادیا﴿يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَنُوْا لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُـوسَـى فَبَـرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّاقَالُوْا وَكَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ (اے ایمان والوان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسی کو ایذا دی اللہ نے انکو بری فرمایا) تفصیل کیلئے دیکھئے بخاری فتح الباری نمبر٦۔ (بحوالہ الرسل ولرسالات) آپ صلی اللہ نے بعض انبیاء کے بدنی حسن کو بیان فرمایا (دیکھئے کتب احادیث) مثلا حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ عطا فرمایا گیا۔

صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو بیان فرمایا ایک حدیث میں آپکے مبارک حسن کے بارے میں یہ الفاظ موجود ہیں﴿كـأنـه سبيـكـة فـضـة﴾ (گویا چاندی کی گڑیا ہے) (صلی اللہ علیہ وسلم) (بیھقی) مزید تفصیل کیلئے دیکھئے کتب شمائل

Marfat.com

کمالِ اخلاق

انبیاء اکرام علیہم السلام اخلاق کے اندر بھی کل مخلوقات سے اعلی اور بلند ہوتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا ﴿اِنَّ اِبْـرَاهِیْـمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ﴾ (ابراہیم بردبار ،انتہائی نرم دل اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے تھے)

حضرت موسی علیہ السلام کے بارے میں حضرت شعیب علیہ السلام کی مجسم حیاء بیٹی نے کہا کہ ﴿یـٰاَبَـتِ اسْتَـاجِرْهُ اِنَّ خَیْـرَ مَنِ اسْتَاجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ﴾ (اے میرے باپ اسی کو اجرت پر رکھ لیں سب سے بہتر قوۃ والا امانت دار مزدور ثابت ہوگا﴾

حضرت موسی علیہ السلام جب حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے ساتھ جانے لگے لڑکی آگے چل رہی تھی، ہوا سے اسکے کپڑے حرکت میں آتے ۔ موسی علیہ السلام نے پاکیزگی نظر کی بناء پر فرمایا میرے پیچھے چلو اور اگر کسی طرف راستہ تبدیل کرنا ہو تو آواز مت دینا بلکہ اس طرف ایک پتھر پھینک دینا اس لڑکی نے اسی لئے کہا ﴿الأمین﴾

Marfat.com

سید کونین ﷺ کے اخلاق

سرورکونین ﷺ کی شان میں کسی عطردہن (خوشبودارمنہ والے) صحابیؓ نے کہا ﴿کان رسول اللہ ﷺ احی من العذراء﴾ (یعنی سید لولاک ﷺ عرب کی کسی بھی کنواری لڑکی سے زیادہ حیاوالے تھے)

سید کونین ﷺ کی حیا کے متعلق اتنی بات تو اللہ سبحانہ وتعالی بھی فرما چکے ہیں جو قرآن کا ایک حصہ ہے قیامت تک سید کونین ﷺ کی حیا کو تلاوت کیا جاتا رہے گا ﴿وَيَسْتَحْيِ مِنْكُمْ﴾ (میرا نبی ﷺ تم سے شرماتا ہے، الاحزاب)۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وعدے کے پکے تھے ﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ (وعدے کے پکے تھے، مریم)

آپ ﷺ کے بارہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے کمال اخلاق کی جو ثناء فرمائی ہے اسکے لئے ایک ایسی جامع آیت کریمہ قیامت تک کیلئے نازل فرمادی کہ اگر قیامت تک مداح مدح کرتا رہے، اوصاف بیان کرتا رہے تو یہ آپ کے اخلاق فاضلہ کی ابتدائی حدود کو بھی بیان نہیں کرسکتا۔

ارشاد الٰہی ہے ﴿إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (بیشک آپ ﷺ اخلاق کے اعلی مراتب پر فائز ہیں)

اس آیت پر غور کریں

Marfat.com

اس میں تاکید دیکھئے ﴿انك﴾ (یقیناً آپ ﷺ)

دوبارہ تاکید ﴿لعلی﴾

تیسری تاکید ﴿خلق﴾ کا نکرہ ہونا (ہر قسم کے اخلاق فاضلہ)

چوتھی تاکید ﴿عظیم﴾ کا نکرہ ہونا (عظیم الشان اخلاق)

نیز پانچویں تاکید ﴿دوام اور ثبات کیلئے جملہ کا اسمیہ ہونا﴾ اپنے اندر عجیب لطافت رکھتا ہے جسے مجھ جیسا تہی دامن انسان بیان نہین کرسکتا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس آیت پر غور فرمائیں ﴿لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِاالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (تمہارے پاس تمہارے ہی اندر سے ایک رسول آیا ہے، تمہاری مشقت اس پر بڑی گراں ہے، تمہیں ہر بھلائی پہنچانے کا خواہش مند ہے، ایمان والوں پر خصوصی مشفق اور مہربان ہے، التوبۃ ۱۲۸)۔

اس آیت میں آپکو انسانیت کے لئے ﴿عزیز﴾ نیز ﴿حریص﴾ فرمایا گیا ہے۔

﴿عزیز﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے ﴿حریص﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی چاہت ہے کہ ہر مخلوق کو فائدہ حاصل ہو یہ صرف تعبیر ہے حقیقت کا ادراک ہم کہاں کر سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کے ﴿عزیز﴾ اور ﴿حریص﴾ ہونے کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

صفوان بن امیہؓ کہتے ہیں پہلے میرے دل میں سب سے زیادہ نفرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھی آپ ﷺ نے مجھے اتنا دیا اتنا دیا کہ میرے دل میں آپ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں رہی (مسلم شریف)

ایک آدمی نے آپ سے کوئی سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنا نوازا اتنا نوازا کہ وہ گیا اور جا کر قوم سے کہا کہ جلدی اسلام قبول کرلو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں اور ایسا دیتے ہیں کہ فقر، (تنگ دستی) کی بالکل پرواہ نہیں کرتے (بحوالہ مسلم)

عبد اللہ رئیس المنافقین سید کونین ﷺ کے دست قدرت کے نیچے تھا اسے کچھ بھی سزا دلوائی جا سکتی تھی، اسکی بدمعاشیوں کے تذکرے قرآن میں موجود ہیں وہ جتنا خبیث تھا سید لولاک ﷺ اس سے کہیں بڑھکر حلیم اور شفیق تھے۔ حتی کہ اسکی موت کے بعد اسکے جنازے کیلئے تیار ہوئے اسکی میت کو لعاب دہن عطاء فرمایا اسکے کفن کیلئے تن مبارک کی وہ قمیض مبارک عطا فرمائی جس پر اولین آخرین نازاں ہیں، آپکی اس شفقت نوازی کو دیکھ کر اللہ سبحانہ وتعالی کو یہ کہنا پڑا ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ﴾ (میرے محبوب ﷺ آپ انکی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ انکی قبر پر دعا کیلئے کھڑے ہوں، التوبہ)

Marfat.com

نسب نامہ

تمام انبیاء کرام علیہم السلام نسب کے اندر کل کائنات سے افضل ہوتے ہیں یہ نسب نامہ بڑا واضح ہے۔ دیکھئے پہلے نبی حضرت آدم ہیں انکی اصل سے کون واقف نہیں کہ مٹی کے اندر روح کو ڈالا گیا ﴿نَفَخْتُ فِيْهِ مِن رُّوحِي﴾ (میں نے اس میں اپنی روح کو پھونکا، الحجر)

نیز ارشاد ہے ﴿خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنَ﴾ (مٹی سے پیدا کیا اور کن سے آدم موجود ہوئے، آل عمران)

نیز ارشاد ہے ﴿الناس بنو آدم و آدم خلق من تراب﴾ (تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے)

پھر حضرت نوح تک تمام انبیاء اسی آدم علیہ السلام کے نسب سے رہے۔

حضرت نوح کے بعد تمام انبیاء حضرت نوح کے نسب سے رہے ارشاد ہے ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ﴾ (تم نوح کے ساتھ سوار ہونیوالوں کی اولاد ہو) یہ سلسلہ ابراہیم علیہ السلام تک ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام انبیاء کرام حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں ﴿وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتَابَ﴾ (ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھ دیا، العنکبوت)

اس سے آگے پھر سونے کی دو زنجیریں ہیں

ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ

Marfat.com

السلام ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً﴾ (ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق عطاء فرمائے اور مزید بطور انعام کے حضرت یعقوب عطاء فرمائے)

اور آگے انکی نسل بنی اسرائیل ہے۔ اس نسل کے اندر ہزاروں کی تعداد میں انبیاء کرام علیہم السلام ہیں یہ سلسلہ جناب حضرت عیسی علیہ السلام تک ہے اس سلسلہ میں ایک ایک امت میں کئی کئی انبیاء کرام علیہم السلام رہے ہیں یہ سلسلہ ہزاروں انبیاء کی تعداد میں ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام پر آ کر مکمل ہو گیا۔

اس سب کچھ کے بعد ابراہیم علیہ السلام کی سونے والی زنجیر کی دوسری لڑی حضرت اسماعیل کی نسل سے آپ ﷺ تشریف لائے تو گویا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ نسب مختصر ترین اس طرح ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا ابراہیم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام تا نوح علیہ السلام، نوح علیہ السلام تا آدم علیہ السلام، یہ نسب نامہ سب سے بلند ترین نسب نامہ ہے۔ اس سلسلہ نسب کی عمدگی کا ایک نمونہ سید لولاک کی زبان نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿الکریم ابن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم﴾ گو یا یہی کریم تمام انبیاء کے اندر موجود ہے یہ چند نام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور نمونہ بیان فرمائے۔

Marfat.com

ہر نبی کے لئے جو القاب قرآن کریم میں موجود ہیں ان سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

اگر آپ غور فرمائیں تو اس حدیث میں چار کریم کا ذکر ہے اور روحانی طور پر انبیاء کا سلسلہ نسب بھی چار ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا ابراہیم (علیہ السلام)

ابراہیم (علیہ السلام) تا نوح (علیہ السلام)

نوح (علیہ السلام) تا آدم (علیہ السلام)

اس سلسلہ نسب کا احادیث میں اشارہ موجود ہے وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ﴿انا ابن الذبیحتین﴾ (میں دوراہ خدا میں قربان ہونے والوں کی اولاد ہوں) ایک حضرت عبد اللہ جل اسمہ دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

دیکھا آپ نے اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا میں اسماعیل کی اولاد ہوں یہ نسب نبوۃ ہے۔

اس سلسلہ نسب کو قرآن نے اس انداز سے بھی بیان فرمایا جسکے بعد شک کی گنجائش نہیں ۔(دیکھئے سورہ انعام کی آیت نمبر ۸۳ تا ۸۶ تک (۱۸) انبیاء کرام کا ذکر ہے درمیان میں حضرت ابراہیم کے لئے فرمایا ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ﴾ (یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے) پھر ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ﴾ کے عنوان سے حضرت زکریا، حضرت یحیی، حضرت عیسی کا ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

کی اولاد سے ہونا بیان فرمایا۔
اب دیکھئے حضرت زکریا، یحیٰ علیہما السلام کا ذریۃ ہونا تو درست ہے لیکن حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ ہی نہیں ہے پھر انکو ذریۃ ابراہیم کے اندر شمار فرمایا اسی کو تو ہم سلسلہ نسب نبوۃ کہتے ہیں۔
آپ کو نسب نبوۃ کا اعلیٰ ترین نسب ہونا معلوم ہو گیا اس سلسلہ نسب نبوۃ کی آخری سونے کی اینٹ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ارشاد ہے ﴿آنا اخر لبنۃ﴾ (میں محل نبوۃ کی آخری اینٹ ہوں)
نیز انبیاء کرام کے ایک سلسلہ میں بہت سے نبیوں کے ذکر فرما کر ارشاد فرمایا ﴿ذِرِّیَّۃً بَعْضُھَامِنْ بَعْضٍ﴾ (یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں، اس آیت پر غور فرمائیں سلسلہ نبوت کی عمدگی خوب سمجھ آ جائیگی۔

نبی اور رسول

ہم دونوں کے بارے میں کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں

نبی نبأ سے مشتق ہے جسکا معنی ہے خبر ارشاد الٰہی ہے ﴿عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ (بڑی خبر کے بارے میں) یہاں نبأ کا معنی خبر ہے۔
نبی کو بھی نبی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ مخبر (خبر دینے والا) بھی ہوتا ہے اور مخبر یعنی جسکو خبر دی جائے بھی ہوتا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے خبر دیتے ہیں وحی کے ذریعے ارشاد الٰہی ہے ﴿مَنْ اَنْبَأَكَ ھٰذَا قَالَ نَبَّأَنِیَ الْعَلِیْمُ

Marfat.com

الْخَبِيْرُ) (آپکو کس نے خبر دی کہا کہ مجھے علیم خبیر ذات نے خبر دی، التحریم،۳)

نبی مخبر یعنی خبر دینے والا بھی ہوتا ہے ارشاد ہے ﴿نبی عبادی﴾ (میرے بندوں کو خبر کردو)

نیز ارشاد ہے ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ﴾ (انکو ابراھیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دو)

بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی نبوة سے نکلا ہے جسکا معنی ہے زمین کا بلند حصہ

نیز نبی کا لفظ زمین کی علامات جو راستہ کیطرف رہنمائی کرتی ہیں کیلئے بھی بولا جاتا ہے اس لحاظ سے بھی نبی کا معنی درست ہے کیونکہ وہ بھی زمین پر اللہ کیطرف رہنمائی کرنے والی ذات ہے

نیز انبیاء کل مخلوق کے اندر بلند اور اشرف بھی ہیں۔ مزید دیکھئے لسان العرب ج ۳ ص ۵۶۔

رسول اور نبی کے درمیان فرق

بعض علماء نے کہا ہے کہ کوئی فرق نہیں دونوں ایک چیز ہیں لیکن یہ درست نہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور رسل کی تعداد تین سو دس سے اوپر ہے یعنی مشہور تین سو تیرہ (مسند احمد) نیز قرآن میں نبی کا رسول پر عطف ہے جو فرق پر دلالت کرتا ہے،

نیز قرآن میں بعض انبیاء کیساتھ رسالت کا تذکرہ ہے جو اشارہ ہے کہ

Marfat.com

رسالت نبوۃ سے زائد انعام ہے ارشاد ہے﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا﴾(قرآن میں موسیٰ کا ذکر فرمائیں وہ مخلص رسول نبی تھے) نیز ارشاد ہے﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا﴾(قرآن میں اسماعیل کا ذکر کیجئے وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول نبی تھے)

فرق

یہ ہے کہ رسول پر نئی شریعت نازل ہوتی ہے جبکہ نبی پہلی شریعت کی تبلیغ کرتا ہے مثلاً حضرت موسیٰ کے بعد تمام انبیاء بنی اسرائیل شریعت موسیٰ کی تبلیغ کرتے تھے اس آیت پر غور کیجئے﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ﴾ اس رکوع میں جس نبی کا تذکرہ ہے وہ تورات کے مبلغ تھے

رسول پر ایمان

ایمان کے لیے رکن ہے نیز کسی رسول کے درمیان فرق نہ کیا جائے سب پر ایمان قبول کیا جائے اہل ایمان کی شان یہ بتائی﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾(ہم کسی رسول کے درمیان فرق نہیں کرتے ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں)

کسی ایک رسول یا تمام رسل کا انکار کفر وضلال ہے ارشاد ہے﴿وَمَن

Marfat.com

يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ (جو اللہ اسکے فرشتوں، رسولوں کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں)

رسل کے درمیان تفریق یعنی کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا کفر ہے

یا اللہ پر ایمان اور رسول پر ایمان نہ ہو تو یہ بھی کفر ہے غور کیجئے اس آیت پر ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ (جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کچھ پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ پر نہیں لاتے اور درمیانی کوئی راستہ نکالنا چاہتے ہیں) انکے بارے میں ارشاد ہے ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا﴾ (یہ پکے کافر ہیں، النساء)

تعداد رسل

انبیاء کی تعداد کثیر ہے کیونکہ پہلے ہر قوم کیلئے جدا رسول یا ہر امت کیلئے جدا رسول آتا رہا ہے ارشاد ہے ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ (کوئی امت ایسی نہیں جس میں ڈرانے والا نبی اور رسول نہ گزرا ہو) نیز ارشاد ہے ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (ہر قوم کیلئے کوئی راہنما (نبی و رسول) ہے

کل بشریت کیلئے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور رسول نہیں

Marfat.com

ارشاد ہے﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾(آپ فرمادیجئے کہ اے انسانو! میں تم سب کا رسول ہوں) نیز ارشاد ہے﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾(آپ جنات کے رسول ہیں) دیکھئے سورۃ جن۔ نیز ارشاد ہے﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ﴾(جب ہم نے آپکی طرف جنات کی ایک جماعت کا رخ موڑا انہوں نے کان لگا کر قرآن سنا، الاحقاف) اور یہ کہا﴿يٰقَوْمَنَا أَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَآمِنُوْا بِهٖ﴾(اے ہماری قوم اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ)

آپ تمام فرشتوں کے رسول ہیں فرشتوں کا امام جبریل علیہ السلام آپکے سامنے با ادب دوزانوں ہو کر بیٹھا اور شرف تلمذ حاصل کیا اور پوری امت کو شاگردی کے آداب سکھلا گیا دیکھئے حدیث جبریل۔

آپ کل جہان کی ہر مخلوق کے رسول ہیں﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾

اقوام عالم بھی کثیر ہیں تو رسول اور نبی بھی کثیر ہوئے ایک ایک وقت میں کئی کئی نبی و رسول ہوئے سورہ یس میں تین رسولوں کا بیک وقت ذکر موجود ہے ارشاد الٰہی ہے﴿إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ﴾(ہم نے انکی طرف دو رسول بھیجے جب انہوں نے دو کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے رسول کو بھیج کر انکی تائید

Marfat.com

کروائی، یس)

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ایک وقت میں نبی اور رسول رہے

ارشاد ہے ﴿اجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي﴾ (اے اللہ میرے بھائی ہارون کو میرا معاون بنا)

حضرت لوط، ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام ایک وقت میں رسول رہے

حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام ایک وقت میں رسول رہے

اگر یعقوب علیہ السلام کے نو بیٹوں کا نبی ہونا ثابت ہو جائے تو یہ نو بھائی ایک وقت میں نبی رہے بعض مفسرین کے بقول انہی کو ﴿الاسباط﴾ کہا گیا ہے لیکن گنہگار کی تحقیق کے مطابق انکو نبی اور رسول ثابت کرنا مشکل ہے۔

قرآن کریم میں موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں جس مقدس انسان شعیب کا تذکرہ ہے اگر یہ وہی معروف نبی شعیب علیہ السلام ہیں تو پھر ایک وقت میں موسیٰ، ہارون، شعیب علیہم السلام تین نبی ہوئے۔ قرآن نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے ﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا﴾ (پھر ہم لگاتار رسول بھیجتے رہے)

رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ مشہور ہے

اور انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔

(مسند احمد، مشکوۃ المصابیح)

Marfat.com

زمانہ فترۃ

حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد زمانہ فترۃ ہے یعنی کل دھرتی روئے زمین کی کسی بھی ہادی سے خالی ہے۔کل روئے زمین پر اللہ سبحانہ وتعالی کا کوئی نمائندہ نہیں ہے دریاؤں میں پانی تھا مگر لطف الہی سے خالی، درختوں پر پھول پتے ہیں مگر کرم الہی سے خالی، جانوروں میں نسل کشی ہے مگر جذبہ ایثار سے خالی ہیں، انسانوں میں اخلاق ہیں مگر اطاعت الہی سے خالی ہیں، زمین وآسمان کی فضائیں ہیں لیکن وحی الہی کی گونج سے خالی ہیں۔

اس زمانہ فترۃ کی انتہاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باسعود سے ہوئی ارشاد الہی ہے﴿یَا اَھْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ﴾(اے اہل کتاب رسولوں کے سلسلہ کے منقطع ہوجانے کے بعد ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے جو ہر چیز تمہارے لئے کھول دیگا،المآئدہ۔

کل کائنات آپ ﷺ کی منتظر تھی مکہ کے مشرک بھی کہا کرتے تھے کہ یہود ونصاری کے پاس اللہ کے نبی آئے مگر انہوں نے قدر نہ کی اب اگر نبی آیا تو ہم کسی بھی قوم سے زیادہ قدردان ہونگے ارشاد الہی ہے ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآئَھُمْ نَذِیْرٌ لَّیَکُوْنُنَّ اَھْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ﴾(قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے اب اگر کوئی نبی

Marfat.com

آیا تو ہم کسی بھی امت سے بڑھکر اطاعت کرنیوالے ہونگے ۔الفاطر)
یہود ونصاری بھی مشرکین عرب سے کہا کرتے تھے آخری نبی آئیگا اسکے ساتھ ملکر ہم تمہاری طبیعت ٹھیک کرینگے ارشاد ہے﴿یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (کافروں کے خلاف اللہ سے مدد کا فصلہ مانگتے تھے)

آپکی آمد سے قبل کل کائنات کو آپکے نام سے متعارف کروادیا گیا تھا ارشاد ہے﴿مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَاتِى مِنْ بَعْدِاسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ (حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے بعد آنیوالے ایک رسول کی بشارت دی جنکا نام مبارک احمد بتلایا (ﷺ) (الصف)
تمام انبیاء کرام کو آپکا تعارف عالم دنیا کے اندر بھی کروادیا گیا تھا اور اطاعت کا عہد لیا گیا تھا ارشاد ہے﴿وَاِذْاَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآاٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍثُمَّ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِمَامَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِى قَالُوْٓا اَقْرَرْنَاقَالَ فَاشْهَدُوْاوَاَنَامَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ﴾ (تمام نبیوں سے عہد لیا تمہیں کتاب اور حکمت مل چکنے کے بعد تمہاری زندگی میں رسول تشریف لے آئیں تو تم ان پر ایمان لانا اور انکی مدد کرنا تم اس عہد پر پختہ رہنا سب نے کہا ہم نے یہ عہد کیا اور اس پر پختہ رہیں گے فرمایا تم سب گواہ رہو اور اسکے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی گواہی بھی ثبت فرمادی (آل عمران)

Marfat.com

جب آپ ﷺ تشریف لے آئے گستاخ کافر نے کہا ﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ (آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں) اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی اس گواہی کو بیان فرمایا ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ (کہو میری رسالت پر اللہ گواہ ہے اور اسکی گواہی کافی ہے) نیز اپنی کتاب کی قسم دیکر فرمایا کہ آپ رسول ہیں ﴿یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (قرآن حکیم کی عظمت کی قسم آپ رسول ہیں) نیز آپکی رسالت کو آنکھوں دیکھے حال سے تعبیر فرمایا اس طرح کہ دنیا میں کسی موقع پر طالوت اور جالوت کے لشکر کی ایک جنگ ہوئی اور یہ جنگ انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی جالوت کو شکست ہوئی طالوت کو فتح ہوئی یہ بھی لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا۔

داؤد نے جالوت کو قتل کیا لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا

طالوت کے لشکر کے جاتے وقت دریا سے کسی نے پیٹ بھر کر پانی پیا انکو ناکامی کا پروانہ ملا لشکر خداوندی سے خارج ہوئے

کسی نے صرف ایک گھونٹ پیا کامیابی نے انکے قدم چومے لشکر خداوندی میں شامل ہوئے، یہ نہر اور انسان، انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے جس کے یقینی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے دنیا کے تاریخ دان بھی جانتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی بھی فرماتے ہیں اے میرے محبوب ﷺ! روئے زمین پر ان پیش آنیوالے واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر جتنا یہ یقینی سمجھتے ہیں

Marfat.com

آپکا نبی اور رسول ہونا اس سے کہیں زیادہ یقینی ہے ارشاد ہے
﴿تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (یہ آیات ہیں جنکو ہم سچ سچ آپ پر بیان کر رہے ہیں بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں، البقرۃ)
اور عالم برزخ میں تمام انبیاء کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتدی بنایا گیا اور سرور کونین ﷺ نے سب کی امامت کروائی۔
﴿محمد علیه افضل الصلوات واکمل التحیات فی افضل الاقات﴾ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کا نام مبارک کلمہ توحید کا حصہ ہے لہذا آپ پر ایمان بھی اللہ پر ایمان کا حصہ ہے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں اس وقت تک اللہ کی ذات پر ایمان بھی معتبر نہیں۔
قرآن میں ارشاد موجود ہے ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ﴾ (دنیا کا کوئی بھی گروہ اور جماعت آپ کی ذات کا انکار کرے جہنم اسکا ٹھکانہ ہے)۔
نیز ارشاد عالی ہے ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾ (جو لوگ توراۃ کو صحیح معنوں میں پڑھتے ہیں وہ آپ پر ایمان لاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ کا انکار کرتے ہیں وہ نقصان میں ہیں﴾

Marfat.com

کتنا واضح ارشاد ہے کہ آپ کی ذات عالیہ کے بغیر اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات عالیہ تک رسائی ممکن نہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی اطاعت کا ذکر قرآن حکیم کے اندر اللہ سبحانہ وتعالی کی اطاعت کیساتھ دیا گیا ہے، ارشاد الہی ہے ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ سبحانہ تعالی کی اطاعت قرار دیا گیا ہے ارشاد عالی ﴿وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ (جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی)

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ایسے ہیں جو کل کائنات ارضی وسماوی میں زبان زد عام ہیں حتی کہ حیوانات کی زبان پر اور جنات کی زبان پر بھی (دیکھئے کتب تواریخ وسیرۃ)

وہ نام یہ ہیں احمد اور محمد

آسمانوں پر آپکا نام احمد ہے ﴿یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اسْمُہٗ اَحْمَدُ﴾
محمد ایسا نام مبارک ہے کہ دنیا کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے بھی یہ نام استعمال نہیں کیا اور نہ کسی کو اس نام سے پکارا گیا۔
قدیم زمانوں میں عرب، غیر عرب میں سے کسی نے یہ نام کبھی استعمال

Marfat.com

نہیں کیا، البتہ آپ کی پیدائش سے قریب زمانوں میں خود بخود یہ بات لوگوں کی زبانوں پر آتی جارہی تھی کہ ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جسکا نام محمد ہوگا۔ عرب کے کچھ لوگوں نے یہ سوچ کر شاید ہمارا بیٹا ہی نبی بن جائے کچھ بچوں کے نام محمد رکھدیئے تھے جنکی کل تعداد ۶ تھی بقول علامہ ابن کثیر کہ انکے لئے ساتواں نہ تھا یعنی کسی ساتویں مرد کا نام محمد نہیں تھا۔ وہ یہ ہیں

۱ محمد بن احیم بن جلاح اوسی

۲ محمد بن مسلم انصاری

۳ محمد بن براء البکری

۴ محمد بن سفیان بن مجاشع

۵ محمد بن حمران الجعفی

۶ محمد بن خزاعی السلمی۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر)

قدرت قادر کی طرف سے حسن انتظام دیکھئے جن ۶ افراد کے یہ نام تھے ان میں سے کسی نے بھی نہ نبوۃ کا دعوی کیا اور نہ کسی نے انکی طرف اس منصب اعظم کی نسبت کی حتی کہ انکے اندر کسی جن وغیرہ کی بھی کوئی ایسی علامت ظاہر نہیں ہوئی جسکی وجہ سے انکے بارے میں نبوت کا شک بھی ظاہر کیا جاتا۔

پھر قدرت قادر کا حسن انتظام دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوا جس نے اپنے لئے محمد اور احمد دونوں ناموں کو جمع کیا ہو یہاں تک کہ

Marfat.com

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود مبارک ہوا، اسکے لئے حضرت آمنہ پاک دامنہ کو خواب میں محمد نام رکھنے کا حکم ہوا اور انہوں نے اسکا دعوی فرمایا کہ مجھے خواب میں یہ نام رکھنے کا حکم ہوا ہے جبکہ پہلے ۱۶ افراد میں سے کسی کے والدین سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں کہ انکو یہ نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔

غور کیجئے سرور کونین ﷺ کے اندر جو کمالات جمع تھے آپ سے پہلے آپ کے ہمنام ۱۶ افراد کو نصیب نہیں تھے۔

غور کیجئے آپ کے والد کا نام عبداللہ توحید سے بھرپور نام ہے۔

آپ کی والدہ محترمہ آمنہ امن سے بھرپور نام ہے۔

دودھ پلانے والی حلیمہ حلم بردباری سے بھرپور نام ہے

آپکو گود کھلانے والی شیما خصائل سے بھرپور نام ہے

غور کیجئے آپ کے ساتھ رضاعت کی مدت میں کھیلنے والا اسکا نام عبداللہ توحید سے بھرپور نام ہے یہ حسین ناموں کی فضا کیا کہہ رہی ہے۔

آپ ﷺ تخلیق میں کامل	دین اور علم میں کامل	علم اور حلم میں کامل
عدل وزہد میں کامل	تواضع وعفو میں کامل	فقہ وجود میں کامل
مروۃ ومحبت میں کامل	وقار اور رحمت میں کامل	حسن ادب اور حسن معاشرت میں کامل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک قرآن میں چار جگہ ہے۔

﴿ومامحمد الارسول﴾ آل عمران

Marfat.com

﴿ماکان محمد﴾ الاحزاب

﴿وآمنوا بمانزل علی محمد﴾ محمد

﴿محمدرسول اللہ﴾ الفتح

آپکی خصوصیات نبوۃ (رشیدی)

پیدائش	پیر
نبوۃ	پیر
ہجرت	پیر
قدوم مدینہ شریف	پیر
وفات	پیر
رفع حجراسود	پیر

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر اعتقاد

اس بات کا پختہ یقین اور تصدیق کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات انسان اور جن سب کے رسول ہیں ۔قرآن حکیم میں ارشاد موجود ہے﴿قُلْ یَـا اَیُّهَـا النَّـاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰـهِ اِلَیْکُمْ جَـمِیْعًـا﴾ (آپ فرمادیجئے کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں)

نیز آپ کے آخری نبی اور رسول ہونے کا یقین ارشاد ہے﴿وَلٰـكِـن

Marfat.com

﴿رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ (لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں) آپ کے بعد نبوت اور رسالت کا دعوی تو بہت بڑی بات ہے اگر کوئی معجزہ کا دعوی بھی کرے تو وہ اور اسکو تسلیم کرنے والا دونوں کافر ہیں۔ اس قسم کے جتنے بھی نبوت کے مدعی گزرے سب راہزن، ڈاکو اور کذاب ہیں۔

نیز اس بات کا یقین کامل کہ آپ کی شریعت کے بعد تمام شریعتیں منسوخ ہیں ارشاد مبارک ہے ﴿لوکان موسی حیالما وسعه الا اتباعی﴾ (اگر موسی علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری اطاعت کے سوا انکا بھی چارہ نہیں تھا) نیز ارشاد ہے ﴿ولوکان حیا وادرك نبوتی لااتبعنی﴾ (اگر موسی علیہ السلام میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میری اتباع کرتے، دارمی)

آپکی خصوصیات نبوت

نمونہ کے طور صرف چند ذکر کرتا ہوں انشاء اللہ کلمہ توحید کا دوسرا جز محمد رسول اللہ اس پر مستقل کتاب ہوگی جو کلمہ توحید کی گویا جلد نمبر ۲ ہوگی۔

خصوصیت نمبر ۱: آپکو جسم اور روح کے ساتھ معراج کے لئے عرش الہی پر بلایا گیا آپ وہاں پہنچے جہاں جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جا سکتے۔

خصوصیت نمبر ۲: آپکو مقام محمود جسے شفاعت عظمی کا مقام بھی کہا جاتا ہے عنایت ہوا۔

Marfat.com

آپ اولادآدم کے سردار ہیں۔ ﴿انا سید ولد آدم﴾

قیامت کے دن آپ ﷺ سب سے پہلے اٹھینگے ﴿انا اول من ینشق عنه القبر﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر اپنی امت کو لے کر سب سے پہلے گزرینگے ،آپ اول شافع ہونگے جنکی شفاعت قبول ہوگی ﴿واول شافع واول مشفع، مشکوۃ﴾

قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھلے گا

﴿انا اول من یقرع باب الجنة﴾

قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کو دیدارالٰہی نصیب ہوگا

قیامت کے دن سب سے پہلے گفتگو کی اجازت ہوگی

آپ سب سے پہلے سجدہ کرینگے

آپ کی امت کا فیصلہ قیامت کے دن سب پہلے ہوگا

عالم ارواح کے اندر آپ کی نبوت تمام انبیاء سے پہلے تھی

،عہد ﴿الست﴾ ازل میں جب اولاد آدم سے لیا گیا تھا تو ﴿بلی﴾ کا اقرار سب سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا

یہ تمام خصوصیات ﴿الخصائص﴾ سے لی گئی ہیں (سیوطیؒ)

Marfat.com

آپ ﷺ کی رسالت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ سبحانہ وتعالی سے مانگی گئی ہے رب جلیل کے خلیل نے جب اپنے رب کا گھر بنادیا اور اب مزدوری کا وقت آیا تو دونوں نے جو کہ باپ اور بیٹے تھے ایک خلیل اللہ تھا اور ایک فداء اللہ تھا یایوں سمجھئے کہ ایک قربان کرنے والا باپ تھا ایک راہ رب جلیل میں قربان ہونے والا دوست تھا دونوں نے رب سے مزدوری مانگی اور عجیب اجرۃ مانگی جوساری کائنات کی مزدوریوں سے جدا تھی۔﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ ﴾(اے ہمارے رب ہمیں اور ہماری اولاد کو بھی اپنا فرمانبردار اور غلام بنا اور غلامی راہ حق کے اصول سکھلانے کیلئے انکے اندر ایک رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو مقرر فرما، البقرہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال فرمایا آپ کی نبوۃ کے معاملہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟ فرمایا میرے باپ ابراہیم نے مجھے اپنے رب سے مانگا تھا ارشاد﴿انا دعوۃ ابی ابرھیم﴾(میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں) مسند احمد ج ۵۷)

لہذا یہ بات صحیح ہے کہ تمام انبیاء اللہ سبحانہ وتعالی نے خود بھیجے لیکن محمد صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالی سے دعاؤں کے ذریعے سے مانگے گئے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک نہیں آئے بلکہ انبیاء کی بشارتوں کے ذریعے خصوصا حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت کے ذریعے کل کائنات میں آپکا چرچا کروایا گیا جس کی شہرت عرب کی گلیوں سے نکل کر فارس تک پہنچی ہوئی تھی جس کا پہلا پھل سیدنا سلمان فارسیؓ کی شکل میں برآمد ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت عطا فرما کر کل کائنات پر احسان فرمایا ارشاد ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (محمد ﷺ کا مبعوث ہونا ایمان والوں پر اللہ کا احسان عظیم ہے) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اپنی قدرت کی نشانی بتایا ارشاد ہے ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا﴾ (الدین الخالص نواب صدیق حسن خان)

Marfat.com

عقیدہ

سیدلولاک ﷺ جس طرح اپنی زندگی کے اندر نبی اور رسول ہیں اپنی وفات کے بعد بھی اسی طرح نبی اور رسول ہیں وہی آپ ﷺ کے آداب ہیں۔زندگی میں بھی کل کائنات سے افضل تھے اور اپنی وفات کے بعد بھی کل کائنات سے افضل ہیں۔آپکی قبر مبارک کا حصہ کائنات ارضی وسماوی سے افضل ہے،آپکا جسد مبارک اسی طرح تازہ دم اور تروتازہ ہے۔آپ اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں قریب سے پڑھنے والے کا درود وسلام سنتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔احادیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے ﴿الانبیاء احیاء فی قبورهم یرزقون﴾(یعنی انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکو رزق بھی دیا جاتا ہے) نیز﴿من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی نائیا بلغته﴾(جوشخص میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسکو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے اسکا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے) دیکھئے ابن ماجہ،مسندابی یعلی موصلی،ابوداؤد

علماءدیوبند(کثر الله سوادهم وحفظ علمائهم﴾ کا بھی یہی عقیدہ ہے دیکھئے فیض الباری علامہ انورشاہ کاشمیریؒ) نیز نشر الطیب ازتھانویؒ،فتح الملہم علامہ عثمانیؒ

اور گنہگار بھی اسی کا قائل ہے

Marfat.com

مجھے افسوس اور صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو شاید حیات اور ممات کے اصل موضوع سے اتنے ہی ناواقف ہیں جتنا کہ عام بازار کا ایک آدمی۔ وہ بے چارے ممکن ہے اپنی علمی بے بضاعتی کی بناء پر ان الفاظ کے لفظی معنی سے بھی ناواقف ہیں وہ گناہگار کے متعلق اپنی سوقیانہ (بازاری) مجالس میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ شخص مماتی ہے

﴿انا لله وانا اليه راجعون﴾

اصل حقیقت میں واضح کر چکا ہوں اور انکے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ ﴿والى الله المشتكى وافوض امرى الى الله﴾

تمت باسم الله عزوجل

الحمد لله بعزته وجلاله تتم الصالحات

وصلى الله على نبينا وحبيبنا وشفيعنا وصاحب لواء الحمد وعلى آله واصحابه واهل بيته وازواجه وذريته ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وسلم

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد الله رب العالمين

عبدالحق رشیدی بن حاجی محمد ایوب صاحب (رحمہ اللہ علیہ)
ساکن کانی ویرڑ چک نمبر ۲ شہر پتوکی ضلع قصور

Marfat.com

حال مقیم کوٹ مراد خان قصور

٩ ربيع الثانى ١٤٢٩ھ بمقام المدينة المنورة
بجوار النبى الكريم صلى الله عليه وسلم

H

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پاکیزہ درخت

کلمہ توحید کی بہترین تشریح اور مفہوم
قرآن حکیم کی روشنی میں

مصنف

قاری عبدالحق رشیدی صاحب

ابن

حاجی محمد ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدیر و بانی

جامعہ علی المرتضیٰ حبیب عُمرہ قصور

مکتبہ علی المرتضیٰ
حبیب عُمرہ قصور

Marfat.com